انکو مبعوث فرمایا اور سب فرشتگان وجن وانس مین افضل ٹھہرایا مین ہزار جان ودل سے
درود بھیجتا ہون اُنپر اور اونکے سب آل واصحاب اور ازواج پر بعد اسکے اذل الثقلین طالب
بہبود دارین ہرزہ گرد کوے نادانی محمد فاخر حسین ابن منشی احتشام الدین محمد صاحب مرحوم
مغفور صدیقی سہسوانی عفا اللہ عنہما خدمت مین برادران دینی ومخلصان یقینی کے عرض کرتا ہے
کہ عزیزی مولوی حافظ سید اقبال حسین صاحب ہمشیرہ زادہ اور خال بافضال عالی مناقب
میر مظہر علی صاحب رئیس اعظم شہر نے ایک رقعہ حسب ذیل محمد نیاز حسن خانصاحب کا جسکی عبارت
یہہ ہے - ورینولا اہل سنت والجماعت مین دو فرقے ہوئے ہین ایک ایک کو وہابی اور دوسرا
دوسرے کو بدعتی وہابی کہتا ہے اور مسائل مفصلہ ذیل پر باہم دونون کی بحث ہے آپکو اس بارہ
مین جو کچھہ تحقیق ہوئی ہو بلا کم وکاست لکھہ دیجیے کہ بطور دستور العمل اپنے پاس رکھون +
سوال اوّل اہل سنت والجماعت کے کیا معنی ہین اور بدعت شرع مین کس چیز کو
کہتے ہین اور سب بدعات ضلالت ہین یا کوئی مستحسن بھی ہے + **سوال دوم** جو مسائل
کہ بالفعل بین العلما مختلف فیہ ہین اونمین عوام کو تقلید کسکی کرنی چاہیئے + **سوال سوم**
استعانت اہل قبور سے جایز ہے یا نہین اور سفر کرکے خاص واسطے زیارت اہل قبور کے جانا
اور ہر سال قبر پر یا حوالی مین اوسکے کثرت سے چراغ جلانا کہ جسکو عرس کہتے ہین اور قوالون کا
راگ یا مزامیر ہونا اور قبر پر غلاف ڈالنا اور میت کے واسطے چادر چڑہانا اور طواف کرنا اور
بوسہ دینا اور سجدہ کرنا درست ہے یا نہین + **سوال چہارم** کھانا سامنے رکھکر ہاتھہ
اوٹھاکر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے اور تعیین سوم و دہم و چہلم وغیرہ جو واسطے ایصال ثواب کے

کر لیتے ہیں درست ہے یا نہیں + سوال پنجم گچ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا درست ہے یا نہیں + سوال ۶
بتخصیص ربیع الاول مولد شریف کا پڑھنا اور اوسوقت لوبالکا جلانا اور تعظیماً وقت ذکر
ولادت قیام کرنا اور آدمیوں کا بلانا اور شیرینی تقسیم کرنا اس ہیئت مجموعی کے ساتھ منعقد
کرنا مجلس کا درست ہے یا نہیں + سوال ہفتم مشہور ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
تہتر فرقے ہیں اور اونمیں سے بہتر ناری ہیں اور ایک ناجی اور ہر فرقہ والے فقط اپنے آپکو
ناجی کہتے ہیں پس نفس الامر میں کونسا فرقہ ناجی ہے + سوال ہشتم گیارھوین حضرت
پیران پیر کی الطریق سنت یا توقع نفع دنیوی کے جو اکثر لوگ کرتے ہیں درست ہے یا نہیں +
سوال نہم شریعت میں مسئلہ کس چیز سے ثابت ہوتا ہے اور مجتہدین سے خطا بھی ہوتی ہے
یا نہیں + سوال دہم سوائے اللہ رب العزت کے اور کسی شخص کی غیب دانی بھی ثابت ہے یا نہیں +
سوال یازدہم مثل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالق بر حق اگر چاہے تو اور بھی
خلق کر سکتا ہے یا نہیں + سوال دوازدہم شیخ سدو کا بکرا علی کبیر کی گائے بار کا مرغا
شاہ عبدالحق کا توشہ درست ہے یا نہیں + سوال سیزدہم مدار بخش سالار بخش پیر بخش نبی بخش
بندہ حسن عبدالنبی علی نذر العباس اور اسی قسم کے نام رکھنا کہ جنمیں نسبت انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ کے
ہوتی ہو کیسا ہی + سوال چہاردہم شفاعت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باذن
اللہ ہوگی یا حاجت اذن جدید کی نہیں اور یہہ جو لوگ کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی لکھا ہے صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہے تو اسکا کیا مطلب ہے اور
یہہ بھی مشہور ہے کہ تقویۃ الایمان میں بڑی سے بڑی مخلوق کے حق میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل زیادہ ہے آیا یہہ قول موجب کفر اور باعث گستاخی ہے یا نہین ***سوال پانزدہم*** نماز غوثیہ کا پڑھنا کیسا ہے ** ***سوال شانزدہم*** تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑھنا اور اوسپر کونڈا چڑھانا اور عرضی لکھکر آویزان کرنا اور تعزیہ دارون کو شربت پلانا اور مہندی منت کی چڑھانا اور عشرہ محرم مین غم کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا ۔

راقم کو دیگر فرمایا کہ ہمکو بسبب اشتغال کثیرہ جواب لکھنے کی فرصت نہین تجکو کسی قدر اطمینان ہے اور ان مسائل کی طرف توجہ بھی زاید ہے اور تصحیح امور دینی اور مثوبات یقینی سب کامون مین اہم ہے اور اوسکی تحریر و ترقیم مین فائدہ اتم ہے کیونکہ اکثر اشخاص منشا نزاع سے غافل اور تحقیق حق سے عاطل تو جواب مسائل مسئولہ کا لکھ دے احقر جسقدر عذر کم بضاعتی اور بے استعدادی درمیان مین لایا انتہای اوسطرف سے اصرار و استبداد بڑہا ناچار بموجب المامور معذور جواب سوالات کا جو زبان فضلا ذوی الاقتدار و کتب رسایل علماے نامدار سے محقق ہوا تھا بہ سند آیات و احادیث و آثار صحابہ بلا تعصب و بغیر نفسانیت کے بطور قول فیصل لکھا اور نام تاریخی اس رسالہ کا قانون شریعت محمدی رکھا اور جو عمدہ دلیلین اور مضمون رسائل طرفین مین مرقوم تھے اونکو اسمین مذکور کیا اور قیل و قال اور طول مقال کو متروک و مہجور رکھا اور جو بات تصریحاً اور استنباطاً مخالفین کے کلام سے نکلتے تھے اور اونکا مطلب اون سے ثابت ہوتا تھا اوسکو پیرایہ سوال مین ذکر کیا اور جتنی باتین رسایل مخالفین مین نظر پڑین اونکو تکمیل و تتمیم بحث کے لئے ذکر کیا مگر مقصود اس عاجز کا جواب اون رسایل کا نہین اسلئے کہ بموجب مصرعہ مشہورہ ع امور مصلحت ملک خسروان دانند * مخالفین

اور جن لوگون سے مخاطبہ اور مباحثہ ہے وہ اون رسائل وکتب کا جواب لکھتے ہین اونکے
مینے فقط تکمیل بحث اور تتمیم بحث کے لئے سیف الاسلام وافادات صمدیہ واحمدیہ سے اس نظر
سے بعض جگہہ تعرض کیا کہ اگر رسائل مسطورہ سے بالکل التعرض نہ کیا جاے گا تو مبادا موافقین
اور مخالفین کہین کہ یہہ شخص اپنے مدعا کے اثبات سے عاجز وقاصر ہے کتب مسطورہ مین فلان فلان
بات کا جواب موجود ہے یہہ اوسکے جواب سے ساکت ہے اگرچہ اس رسالہ مین بہت باتین نئی ہین
جو کتب ورسایل اہل حق مین کہ قبل اسکے اسباب مین تصنیف ہوئی ہین پائی نہین جاتین اور
بعض باتین اگلی بھی ہین لیکن حتی المقدور اتمام دلایل اور براہین اور افادہ اور اثبات اپنے مدعا
مین کسیطرح دریغ نہین کیا جو صاحب اس رسالہ کو دیکھینگے اور انصاف فرماوینگے تو انشاء اللہ
تعالی بشرط فہم بہت حظ اوٹھاوینگے تا مقدور رسالہ ہذا مین مضامین کو بعبارت سلیس ادا کیا
کیونکہ مقصود اس سے نفع مسلمانون کا ہے اور رضاء اللہ جل شانہ کی داد وسرور انشاپردازان
اور تحسین ولطف سخنوران سے غرض نہین نہ کسی سے بحث کا خیال ہے رفاہ خلایق منظور ہے
اگر کوئی صاحب بموجب نیش عقرب نہ از پے کین است ؛ مقتضاے طبیعتش اینست
معترض ہون اور جواب لکھین تو ان باتون کا ضرور لحاظ رکھین اولا حبیب کو ہاتھ سے
نہ دین دوسرے اقوال مردود سے سند نہ پکڑین تیسرے ہم بھی ہین پانچون سوارون
مین اسکی مصداق نہون جسطرح راقم نے اپنے مذہب کو آیات واحادیث وآثار صحابہ سے
ثابت کیا ہے اسی طرح وہ بھی اپنے دعوی پر دلیل لائین یہہ نہ ہو کہ اقوال علما ومشایخ
مقابلہ مین احادیث وآثار کے پیش کرین کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف کو کسی

شخص کا قول غیر مقبول نہین کرسکتا صرف نام کے واسطے جواب تحریر نہ فرمائین کہ مستعدون
کو گمراہ نکرین عالمون کو نہ ہنسائین اگر جواب لکھین تو چاہیئے کہ کل سوالون کا جواب مع مالہ وماعلیہ
کے تحریر فرمائین اور جس سوال کا جواب نہ لکھین تو صاف لکھدین کہ اسکو ہمنے تسلیم کر لیا فقط
اب بدرگاہ مجیب الدعوات کمال ادب اور عجز کے ساتھ دست بدعا ہون خداوندا تو عالم الغیب
ہے دلون کے حال سے خوب واقف ہے تو جانتا ہے کہ اس رسالہ کو مینے محض واسطے نفع رسانی
مسلمان بھائیون کے لکھا ہے نہ واسطے اپنی نام آوری کے پس تیرے حضور مین گذارش کرتا ہون
اور دعا مانگتا ہون اے میرے مالک ناظرین وسامعین کو اپنی عنایت سے توفیق اسپر عمل کرنیکی دے
اور میرے واسطے اس کتاب کو باعث نجات اور باقیات صالحات سے ٹھہرا آمین ثم آمین ٭

سوال اول اہل سنت والجماعت کے کیا معنی ہین اور بدعت شرع مین کس چیز کو کہتے ہین اور سب بدعات
ضلالت ہین یا کوئی مستحسن بھی ہے انتہی **اقول** بحولہ وقوتہ قبل لکھنے جواب کے چند احادیث اور اقوال
علما کے جو بدعت کی مذمت مین آئی ہین اسکو متوجہ ہوکر سننا چاہیئے صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین مرقوم ہے
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب وقت ظاہر ہون فتنے اور لوگ میرے اصحابون کو برا کہین پس چاہیئے کہ عالم
اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو کوئی اہل علم مین سے ایسا نکرے اوسپر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتون کی
اور سب آدمیون کی نہ قبول کریگا اللہ اوس شخص کے فرض اور نہ نفل اور ایک روایت مین ہے کہ جب
ظاہر ہون بدعتین الخ ولفظون کا ایک اخرج الخطیب البغدادی وغیرہ انہ صلعم قال اذا ظہرت الفتن
او قال البدع وسبت اصحابی فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس
اجمعین لا یقبل اللہ صرفا ولا عدلا اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ما ظہر اہل بدعۃ الا اظہر اللہ فیہم

حجۃ علی لسان من اتباع من خلقہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جو ظاہر ہوا یہ تو ہیں اہل بدعت مگر یہ کہ ظاہر کرتا ہے اللہ
محبت اوپر انکے لسان اس شخص کے کسی کو چاہتا ہے خلق اپنی سے مطلب یہ ہے کہ جب اہل بدعت کا غلبہ ہوتا ہے تو اونکے
واسطے اللہ تعالی کسی شخص کو پیدا کرتا ہے اپنی مخلوقات میں سے کہ وہ انکا رد کرتا ہے اور بیہقی اور ابن ماجہ نے نقل کیا
کہ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلوۃ ولا صوما ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا و
یخرج عن الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین (یعنی قبول نہیں کرتا اللہ تعالی بدعتی کی نماز اور نہ روزہ اور نہ صدقہ
اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ نفل اور نہ فرض اور نکل جاتا ہے اسلام سے جیسے کہ نکلجاتا ہے بال آٹے
سے) اور ابو نعیم نے نقل کیا کہ اہل البدعۃ شر الخلق والخلیقۃ معنی اسکے یہ کہ اہل بدعت تمامی خلق سے بدترین
اور بعضوں نے کہا ہے کہ خلق سے مراد جانور ہیں اور خلیقہ سے مراد آدمی ہیں تو مطلب اسکا یہ ہوا کہ اہل بدعت
آدمی اور جانوروں سے بدترین اور صواعق میں خزاعی سے نقل کیا کہ اہل البدعۃ کلاب النار یعنی اہل بدعت
جہنم کے کتے ہیں اور طبرانی اور ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں حضرت ابن عباس سے نقل
کیا کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے (ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ)
معنی اسکے یہ ہوئے کہ اللہ تعالی نے انکار کیا ہے کہ قبول کرے عمل بدعتی کا جبتک کہ وہ اپنی بدعت سے توبہ
نکرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالی توبہ بدعتی کی قبول نہیں کرتا جبتک کہ وہ اپنی بدعت
کو نہیں چھوڑتا ہے چنانچہ طبرانی میں یہ حدیث موجود ہے اور بیہقی نے بھی اسکی تخریج کی ہے اور طبرانی
نے نقل کیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام یعنی
جو شخص بدعتی کی تعظیم کرے تو اوسنے مدد دی اوپر ڈھانے اسلام کے یہ حدیث مشکوۃ شریف میں
ہے اور صواعق میں خطیب اور دیلمی سے نقل کیا کہ جب کوئی بدعتی مرتا ہے تو اسلام میں فتح ہوتی ہے

بدعات کے اگرچہ درجات ہین اور وہ باعتبار اون مراتب اور درجات کے متفاوت ہین لیکن مقصود یہان اتنا ہی ہے کہ
احادیث مین بدعت اور اہل بدعت کی بہت برائی آئی ہے عاقل ہوشیار کو چاہیئے کہ بدعات سے بہت بچتا رہے عرباض
ابن ساریہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایکدن خطبہ پڑہا کہ اوس سے آنکہون سے آنسو نکلے اور دل کانپ گئے ایک شخص نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ نصیحت تو رخصت کرنیوالے کی سی معلوم ہوتی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ جو
کوئی تم مین سے زندہ رہیگا وہ امت مین بہت سا اختلاف دیکھیگا پس تمکو چاہیئے کہ اپنے اوپر میری سنت اور خلفاء
راشدین کی سنت کو لازم پکڑو وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ یعنی بچاؤ تم
اپنے آپ کو نئی باتون سے پس اسلئے کہ ہر نئی بات بیشک بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی کی روایت مین کل
ضلالۃ فی النار یعنی سب گمراہیان جہنم مین ہین اب اقوال علماء و اولیاء اللہ کی سنو حضرت پیران پیر غنیۃ الطالبین
مین لکہتے ہین کہ اہل بدعت کے پاس نجاوے اور نہ اونسے سلام علیک کرے کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے جو شخص سلام
کرے بدعتی پر تو اوسنے اوسکو دوست رکہا واسطے قول رسول اللہ صلعم کے کہ تم آپسمین سلام کو جاری کرو تاکہ تم مین محبت
ہوجاوے اور نہ اونکے پاس بیٹہے اور نہ لوگونکو مبارکبادی دے عیدون مین اور وقت خوشی کے اور نہ نماز اون پر پڑہے
جسوقت کہ مرین اور نہ رحم اون پر کرے جسوقت کہ اونکا ذکر کیا جاوے بلکہ اونسے دور ہو اور اونسے عداوت رکہے
خدا تعالیٰ کے واسطے دران حالیکہ اعتقاد رکہتا ہو جہوٹے ہونے مذہب اونکی کا اور طلب کرنیوالا ہو ساتہہ اسکے ثواب بہت سا
اور فضیل بن عیاض سے کہ بڑے اولیاء اللہ مین سے تہے حضرت پیران پیر نقل کرتے ہین (وقال فضیل بن عیاض من
احب صاحب بدعۃ احبط اللہ عملہ واخرج نور الایمان من قلبہ واذا علم اللہ عزوجل من رجل انہ مبغض
صاحب بدعۃ رجوت اللہ ان یغفر ذنوبہ وان قل عملہ واذا رایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا آخر) معنی
اسکے یہہ ہوئے کہ فضیل بن عیاض کہتے ہین جو شخص محبت رکہے بدعتی سے ضایع کرتا ہے اللہ عمل اوسکے اور نکالتا ہے

نو ایمان دل اوسکے سے اور جسوقت کہ جانتا ہے اللہ تعالی کسی شخص کو کہ وہ دشمنی اہل بدعت سے رکھتا ہے تو مین
امید کہتا ہون اللہ تعالی سے کہ اوسکے گناہ بخشدے اگرچہ اوسکے عمل تھوڑے ہوں اور جسوقت کہ دیکھے تو کسی بدعتی کو
راہ مین پس لے دوسرا رستہ اور اوس رستہ سے مت نکل اور بھی لکھتے ہین وقال فضیل بن عیاض سمعت سفیان
بن عیینہ یقول من تبع جنازۃ مبتدع لم یزل فی سخط اللہ حتی یرجع وقد لعن النبی صلعم المبتدع فقال
صلعم من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ الصرف والعدل
یعنی بالصرف الفریضۃ وبالعدل النافلۃ انتہی معنے اسکے یہہ ہوئے کہ حضرت فضیل بن عیاض نے حضرت
سفیان بن عیینہ سے نقل کیا کہ وہ کہتے تھے جو شخص پیچھے جنازہ بدعتی کے چلے ہمیشہ خدا کے غصہ مین رہتا ہے یہانتک
کہ لوٹے اور تحقیق لعنت کی رسول اللہ صلعم نے بدعتی پر پس فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص نکالی کوئی نئی بات
یا جگہہ دے بدعتی کو یا بدعت کو پس اوپر اوسکے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی ہے نہین
قبول کرتا ہے اللہ تعالی اوس سے صرف اور نہ عدل مراد ساتھہ صرف کے فرض ہے اور ساتھہ عدل کے نفل اور یہہ
بات بھی دریافت کرنیکے قابل ہے کہ مراد اہل بدعت سے احادیث اور کلام علما اور اولیاء اللہ مین کون لوگ ہین
سو اسکا اثبات بھی ہم حضرت پیران پیر کے کلام سے کرتے ہین فرمایا حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین مین
واعلم ان لاہل البدع علامات یعرفون بہا فعلامۃ اہل البدعۃ الوقیعۃ فی اہل الاثر معنی اسکے یہہ ہین
کہ جان تو کہ تحقیق واسطے بدعتیون کے علامتین ہین کہ اونسے پہچانے جاتے ہین پس علامت اہل بدعت کی
مذمت کرنا اہل حدیث کی ہے اور یہہ بعد نقل قول فرق باطلہ کے کہ وہ اہل سنت کے نام طرح طرح کے رکھتے
ہین فرماتے ہین ولا اسم لہم الا اسم واحد ہو اصحاب الحدیث یعنی اہل سنت کا نام نہین ہے مگر ایک نام
اور وہ نام کیا ہے یعنی اہل حدیث یہہ بات محض اہل اسلام کی خیرخواہی کے واسطے نقل کی اب مین

جواب سوال کا شروع کرتا ہون الجواب اہل سنت جماعت سے وہ لوگ مراد ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی جماعت کے طریقہ شفقہ پر چلتے ہین چنانچہ حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین
مین لکھا ہے (وعلی المومن اتباع السنۃ والجماعۃ فالسنۃ ما سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور مسلمان پر اتباع سنت اور جماعت کا لازم ہے پس سنت وہ ہے جو رسول خدا صلعم نے کیا ہو
والجماعۃ ما اتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خلافۃ الائمۃ الاربعۃ الخلفاء الراشدین
اور جماعت وہ ہے کہ جسپر اصحاب رسول اللہ صلعم خلافت ائمہ اربعہ خلفا ہے الراشدین
المہدیین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین انتہی) اور فخر الاسلام بزدوی نے اصول فقہ مین لکھا ہے (العلم نوعان
مہدیین اینہ متفق ہوئے ہوان ۱۲
علم دو این دو قسم
علم التوحید و علم الصفات و علم الشرائع والاحکام والاصل فی النوع الاول ہو التمسک بالکتاب والسنۃ
پر ہے علم عقاید اور علم مسائل اصل علم اول مین قرآن وحدیث سے چنگل مارنا اور ہوا سے نفس اور بدعات سے بچنا اور طریق سنت وجماعت
ومجانبۃ الہوی والبدعۃ ولزوم طریق السنۃ والجماعۃ الذی کان علیہ الصحابۃ والتابعون ومضی علیہ
کا جسپر صحابہ تابعین اور سلف صالحین تھی لازم پکڑنا ہے ۱۲
الصالحون) اور ایسا ہی شرح عقاید اور مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی اور مرج البحرین سے ثابت ہے
اور بدعت شرع مین اوس چیز کو کہتے ہین کہ جو چیز دین مین نکالی جاوے بغیر دلیل شرعی کے اور ہر بدعت
شرعی ضلالت وگمراہی ہے اور موافق تحقیق محققین کے کوئی چیز بدعت حسنہ نہین ہوتی ہے اب
شواہد اس دعوی کی سنو فتح الباری شرح بخاری مین ہے (قولہ علیہ السلام شر الامور محدثاتہا
قول آنحضرت صلعم شر الامور محدثات ہین
بفتح الدال جمع محدثۃ والمراد بہ ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ
لفظ محدثات بفتح دال جمع محدثۃ کے ہے اور مراد اوس سے وہ چیز ہے کہ نکالی جاوے دین مین اور شریعت مین اوسکی اصل نہو اوسکو عرف شرع مین
وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ فالبدعۃ فی عرف الشرع مذموم بخلاف اللغۃ) انتہی
بدعت کہتے ہین اور جسکی اصل شریعت مین ہو وہ بدعت نہین ہے پس بدعت مطلقا شرع مین مذموم ہے اور لغت مین مذموم نہین ۱۲
اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے (قولہ محدثاتہا والمراد بہا ما احدث ولیس لہ اصل
مراد محدثات سے وہ چیز ہے کہ ایجاد کیا ہے اور شرع مین
فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ) انتہی
اوسکی کچھ اصل نہو اور اسکو عرف شرع مین بدعت کہتے ہین اور جسکی اصل شریعت سے ثابت ہے وہ بدعت نہین ۱۲
اور معین ابن صفی نے شرح اربعین مین لکھا ہے (والمراد بالبدعۃ ما احدث مما لا اصل لہ فی الشرع
مراد بدعت سے وہ چیز ہے کہ جو ایجاد کیجاے اور شرع سے اوسکی کچھ اصل
واما ما کان لہ اصل فلیس ببدعۃ شرعا وان کان بدعۃ لغۃ) اور کشف بزدوی مین کہ بہت
نہو اور جو چیز کہ اصل اوسکی شرعا ثابت ہے وہ بدعت شرعی نہین ہے اگرچہ باعتبار لغت پیدا ہوا ۱۲

معتبر کتب سے لکہا ہے (البدعة الامر المحدث فی الدین الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون) انتہی
بدعت وہ امر محدث دین میں ہے جسکو صحابہ و تابعین نے نہ کیا ہو ۱۲
اور شرح مصابیح ابن ملک میں ہے (من عمل عملا او قال قولا فی الدین ولیس فی القرآن
جو شخص کرے کوئی کام یا کہے کوئی بات دین میں کہ جو قرآن اور احادیث رسول اللہ صلعم
ولا فی الاحادیث رسول الله صلعم لا یجوز قبوله ویسمی ذلک الفعل والقول بدعة) انتہی اور امام
میں نہ ہو تو قبول کرنا اوسکا جائز نہیں اور اوس قول و عمل کا نام بدعت ہے ۱۲
البغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے شرح سنۃ میں کہا ہے (البدعة ما احدث علی غیر مثال
بدعت وہ شے ہے کہ جو جاری کی جاوے
اصل من اصول الدین) انتہی اور امام خطابی نے کہا ہے (کل شیء احدث علی غیر مثال اصل
بغیر قیاس کے کسی قاعدہ پر ۱۲ ہر ایک چیز کہ نکالی جاوے بغیر مثال کسی اصل کے قواعد
من اصول الدین وعلی غیر عبارة وقیاس فهو بدعة وضلالة واما کان مبنیا علی قواعد
دین سے اور عبارت و قیاس کے تو وہ بدعت اور ضلالت ہے اور جو مبنی ہو اوپر قواعد اصول اور دلائل
الاصول ومردود الیها فلیس ببدعة ولا ضلالة) انتہی اور کنز العرفان میں لکہا ہے
پر ہو وہ بدعت اور ضلالت نہیں ہے ۱۲
(واما البدعة فقد یراد بها معنی لغوی وهو المحدث مطلقا عادة او عبادة لانها اسم من الابتداع
مراد بدعت سے کبہی لغوی ہوتے ہیں اور وہ محدث مطلقا ہے عادۃ یا عبادۃ اسواسطے کہ یہ اسم ابتداع سے ہے
بمعنی الاحداث کالرفعة من الارتفاع فهذه هی المنقسمة فی عبارة الفقهاء یعنون بها
جیسے ایجاد ہے ... مراد لیتے ہیں بدعت سے وہ چیز کہ نکالی
ما احدث بعد الصدر الاول مطلقا) انتہی اور طریقہ محمدیہ اور مجالس الابرار میں بہی
بعد صدر اول کے ہو مطلقا ۱۲
اسیطرح ہے پس بیان سے معلوم ہوا کہ جو بدعت شرعی ہے وہ حسنہ نہیں ہوتی اسواسطے
کہ جو عبارتیں کتب معتبرہ سے منقول ہوئیں اون سبکا ملخص یہی ہے کہ جو بات ایسی ہو کہ جسکی اصل
شرع میں نہ ہووے وہ بدعت ہے اور جو بات ایسی ہو کہ جسکی اصل شرع میں ہو وہ بدعت نہیں ہے
اور کشف بزدوی میں جو لکہا ہے وہ بہی قریب اسیکے ہے پہر اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ بدعت حسنہ
کے قائل بہت سے علما ہوئے ہیں مثل ملا علی قاری اور طیبی اور شیخ وغیرہم کے اور تم کہتے ہو کہ بدعت حسنہ
کوئی چیز نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جن لوگون نے بدعت کو بدعت حسنہ کہا ہے اونکا قول خلاف
تحقیق ہے اسواسطے کہ حدیث شریف میں وارد ہے (ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة
بچو تم محدثات امور سے اسواسطے کہ ہر ...

بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ) اور اسی اوپر مذکور ہے (فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ۱۲ لازم پکڑو تم سنت میرے اور سنت خلفاے راشدین
المہدیین) پس اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سنت خلفاے راشدین محدثات امور
مہدیین کے ۱۲
سے نہین اور نہ بدعت اسواسطے کہ اسی حدیث مین سنت خلفاء راشدین کی تابعداری کا حکم کیا
اور محدثات امور سے بچنے کا حکم فرمایا پس سنت خلفاء راشدین کیونکر بدعت ہوگی اور یہی کل
بدعۃ ضلالۃ قضیہ موجبہ کلیہ ہے اور لفظ کل کا احاطہ افراد کے لئے آتا ہے اور الفاظ عموم سے
ہے پس مخصص اس حدیث کا بیان کرنا چاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ حدیث (من سن
جو شخص جاری
فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شئی)
کرے اسلام مین طریقہ حسن اوس شخص کو ثواب اوسکا اور ثواب اون لوگون کا جو عامل اوسپر ہونگے ملیگا بدون اسکے کہ اجر عاملین سے کچھ انکی کمی جاوے ۱۲
مخصص اس حدیث کی ہے تو اسکے جواب مین اول یہہ حدیث کی تفسیر حدیث ہو اگلی
ہے مشکوٰۃ شریف مین ہے (قال رسول اللہ صلعم من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی
کہا رسول خدا صلعم نے جو شخص کہ زندہ کرے کسی سنت کو میری سنتون مین سے کہ بعد میرے
فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شئی ومن ابتدع بدعۃ
مرگئی ہو پس بیشک ہوویگا اوسکو اجر مثل اجر اون لوگون کے کہ عامل اوسپر ہوت بغیر اسکے کہ اونکے اجرون کو نقصان واقع ہو اور جو شخص کہ ایجاد کرے بدعت
ضلالۃ لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من
ضلالت کہ نہ پسند کرے اسکو اللہ اور رسول اوسکا ہوویگا اوس شخص پر گناہ مثل گناہ اون لوگون کے جو اوسپر عمل کرنے مین بغیر اسکے کہ اونکے گناہون مین
اوزارہم شئی رواہ الترمذی) اس حدیث کا اور پہلی حدیث کا ایک ہی مطلب ہے اور اس
کچہ تخفیف واقع ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے ۱۲
حدیث مین سن کی جگہہ احیا کا لفظ موجود ہے پس کیونکر اختراع فی الدین اس سے ثابت
ہوگا دوسرے یہہ کہ صحیح مسلم مین صاحب مشکوٰۃ شریف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اوسکے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ گر سن اختراع کے معنی مین ہوتے تو لازم آتا ہے کہ وہ شخص جسکے حق مین
آنحضرت صلعم نے یہہ حدیث فرمائی ہے مصداق اس حدیث کا نہو اسواسطے کہ اوسنے احداث
فی الدین نہین کیا تیسرے یہہ کہ شرع مین احداث ممنوع ہے بدلیل قول آنحضرت صلعم کے

من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد پس اگر تمنے اختراع ہو تو دونون حدیثون مین مخالفت
ہوگی اگر کوئی اعتراض کرے اور کہے کہ یہہ حدیث جو تمنے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی اوس سے معلوم ہوتا ہے
کہ بدعت ایک ضلالت ہوتی ہے اور ایک غیر ضلالت اور تم کہتے ہو (کل بدعۃ ضلالۃ) جواب اوسکا
یہہ ہے کہ اس حدیث سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی ہے اسلئے کہ اسی حدیث مین لفظ لا یرضاہا اللہ
ورسولہ بہی بعد لفظ بدعۃ ضلالۃ کے موجود ہے کیونکہ الفاظ حدیث کے یہہ ہین ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ
لا یرضاہا اللہ ورسولہ الی آخرہ پس موافق فہم تمہارے کے لازم آتا ہے کہ بدعت ضلالت بہی دو قسم ہے ہو
ایک بدعت ضلالت جسسے اللہ اور رسول راضی ہو دوسری وہ بدعت ضلالت جس سے اللہ اور رسول
راضی نہو وہین وہو باطل بالاجماع پہر اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ہے تراویح کے حق مین
نعمت البدعۃ ہذہ پہر تم کیونکر انکار بدعۃ حسنہ کا کرتے ہو جواب اوسکا یہہ ہے کہ بدعت دو قسم ہے ایک
لغوی دوسری شرعی حضرت عمر رضؓ کے قول مین مراد بدعت لغوی ہی ہے صواعق محرقہ مین کہ بہت معتبر
کتاب ہے لکہا ہی (وقول عمر رضؓ نعمت البدعۃ انما اراد بہا معناہا اللغوی) انتہی اور شرح
اربعین معین ابن صفی مین مرقوم ہے (وقول عمر فی التراویح نعمت البدعۃ مرادہ بدعۃ لغویۃ) اور اسی طرح
سیف المسلول مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکہا ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ سنت خلفاء
راشدین بدعات شرعیہ مین داخل ہووے حال آنکہ آنحضرت صلعم نے اونکی سنت کی تابعداری کا
حکم فرمایا ہے اگر کوئی سوال کرے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ (ما راٰہ المسلمون حسنا فہو
عند اللہ حسن) اور تم کہتے ہو کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہین ہے اور ہم ایسی چیز کو کہ مسلمان اوسے اچہا
بدعت حسنہ کہتے ہین تو اوسکا جواب کئی طور پر ہے اول یہہ کہ مراد مسلمون سے تمام مسلمان ہین

توضیح مین حجیت اجماع کے بیان مین لکہا ہے (لاتجتمع امتی علی الضلالة وقوله علیه السلام ما راٰه المسلمون
حدیث نہ مجتمع ہوگی امت میری ضلالت پر اور یہ قول آنحضرت صلعم کا جسے
حسنا فهو عند الله حسن هذه هي الادلة المشهورة علی ان الاجماع حجة) دوسرے یہہ کہ الف
چیز کو مسلمان بہتر سمجہین وہ خدا کے نزدیک بہی بہتر ہے یہہ دلایل مشہورہ ہین اثبات پر کہ اجماع امت حجت ہے انتہی
لام مسلمون پر جائز ہے کہ عہد کے واسطے ہو اسواسطے کہ امام احمد اور بزاز اور طبرانی اور ابو داؤد طیالسی
کی روایت مین ہے (ان الله نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابه فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه
بیشک اللہ دیکہا بندون کے دلون کو پس پسند کیا اونمین سے واسطے آنحضرت کے اونکے اصحاب کو اور کیا اونکو مددگار دین کا
فما راٰه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راٰه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح) انتہی اور یہہ
اور وزیر اپنے نبی کا پس جسکو مسلمانون نے بہتر سمجہا وہ بہتر ہے عند اللہ اور جس چیز کو مسلمانون نے قبیح سمجہا تو وہ عند اللہ قبیح ہے
حدیث مرفوعا اور موقوفا روایت کی گئی ہے اور صحیح موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ مراد مسلمانون
سے اصحاب رسول اللہ صلعم ہین وہذا لا یفید مرام المخالفین تیسرے یہہ کہ المسلمون سے اگر وہ
مسلمان مراد ہون کہ جو مزعوم مخالفین ہین تو چاہیے کہ ایک چیز کو بعض مسلمان قبیح دیکہین تو قبیح
ہوجاوے اور اوسی چیز کو بعض مسلمان حسن دیکہین تو حسن ہوجاوے وہو باطل چوتہی یہہ ہے کہ اگر مزعوم اکثر
اہل بدعت کا صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ اکثر بدعات مثل تعزیہ وغیرہا کے کہ اوسکو اکثر مسلمان اچہا
جانتے ہین حسن ہوجاوے صاحب مجالس الابرار نے اس حدیث کی بہت عمدہ شرح کی ہے صاحب
سیف الاسلام نے جو بعض وجوہ مین کلام کیا ہے سو وہ نہایت پوچ ہے پہلی وجہ مین یہہ کلام کیا (بلکہ
بر تقدیر حسن بودن مستحسن جماعت از علماء اعلام ہم حسن بودن مستحسنات مجموع افراد مجتہدین
است بدرجہ اولی ثابت است پس ہم استدلال اہل اصول تام وہم استدلال فقہائے کرام و دیگر
علمائے عظام) انتہی غور کرنیکا مقام ہے کہ یہہ کتنی پوچ بات ہے کہ اہل اصول اس حدیث کو حجت
اجماع مین لاوین اور یہہ صاحب بعض علما کے قول کو بہی حجت گردانین اور اس حدیث سے استدلال
کرین اگر دونون مضمون اس حدیث سے ثابت ہوتی تینون صاحب توضیح کو کہنا مناسب تہا کہ

کہ جب بعض کا قول حجت ہوا تو کل کا کیونکر نہ ہوگا علاوہ برین جو کچھہ صاحب رسالہ سیف الاسلام نے
استغراق کے باب مین لکھا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرد مسلمان کا قول حجت ہے اس صورت مین قول
اہل اصول کا کہ حجت اجماع مین اس حدیث کو لاتے ہین محض غلط محض ٹہرا اسواسطے کہ منکر اجماع کہینگے کہ اس
حدیث سے قول ہر مسلمان کا حجت ٹہرتا ہے اور وہ تمہارے نزدیک بہی حجت نہین ہے پہر یہہ کیونکر تمہارا استدلال
صحیح ہوگا اور دوسری وجہ مین یہہ کلام کیا کہ یہہ احتمال مخترع ہے اور بعض علمانے اسکے خلاف لکہا ہے اور
اس حدیث سے اون امور مین تمسک کیا کہ جو صحابہ سے ثابت نہین ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمنے امام احمد
بزار اور طبرانی کی روایت سے ثابت کر دیا کہ احتمال عہد کا بہت قوی ہے پس جو کوئی استدلال اس حدیث
سے ہووے اوسکو لازم ہے کہ اس احتمال کو باطل کر دے اور تیسری وجہ کے باطل کرنے مین جو لکہا وہ بہی نہایت
بوچ ہے الفاظ حدیث اوس سے اباکرتے ہین کیونکہ صریح معنی حدیث کے یہہ ہین کہ جس چیز کو مسلمان اچہا
دیکہین وہ اچہی ہے اور جسے قبیح دیکہین قبیح ہے پس صاحب سیف الاسلام کی تقریر سے یہہ بہی لازم
آتا ہے کہ اگر بعض علماء اسلام کسی چیز کو قبیح کہین اور بدعت اوسکے چند عالم اوسکو حسن کہین تو جہلیون کا
اعتبار نہین اگرچہ وہ امر قبیل بدعت حسنہ سے عند المخالفین ہو اور حقیقۃ الامر یہہ ہے کہ جو محدث شئ
ہے اصل مین قبیح ہے جب تک کسی دلیل شرعی سے بخصوصہ اوسکا حسن ثابت نہو اوسکو حسن
نہ کہنا چاہیئے اور احادیث جو مذمت بدعت مین وارد ہین اوسکے قبیح کے لئے کافی ہین ابن حجر
مکی رسالہ الایضاح البیان لما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان مین لکہتے ہین (واطال المنع الامام
النووی فی فتاواہ الثانی ذما وتقبیحا وتہجینا لہا فقال ہی ای صلوۃ الرغائب بدعۃ قبیحۃ منکرۃ
اشد الانکار مشتملۃ علی منکرات فینبغی ترکہا والاعراض عنہا والانکار علی فاعلہا وعلی ولی الامر

وفقه الله منع الناس من فعلها فانه راع وكل راع مسئول عن رعيته وقد صنف العلماء كتبا
کہ اوسکے کرنے سے لوگون کو منع کرے اسلئے کہ وہ راعی ہے اور ہر راعی اپنی رعیت سے مسئول ہوگا اور علمانے اوسکی مذمت مین کتابین

في انكارها وذمها وتسفيه فاعلها ولا تغتر بكون الفاعلين لها في كثير من البلدان ولا بكونها
تصنیف کی ہین اور اوسکے فاعل کو سفاہت شعار کہا ہے اور تو اوسکے معمول و مروج ہونے سے بہت شہرون مین اور

مذكورة في قوت القلوب واحياء علوم الدين ونحوهما فانها بدعة باطلة وقد صح مرفوعا من احدث
قوت القلوب و احیاء العلوم وغیرہا مین مذکور ہونے سے فریب نہ کہانا اسلئے کہ وہ بدعت باطلہ ہے فرمایا رسول خدا صلعم

في ديننا ما ليس منه فهو رد وفي الصحيح كل بدعة ضلالة وامر الله عند التنازع بالرجوع الى كتابه العزيز
نے جو شخص کہ دین مین بے بات نکالے وہ مردود ہے اور یہہ بھی فرمایا ہر بدعت ضلالت ہے اور اللہ پاک نے وقت اختلاف قرآن مجید کے

فقال فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله ولم يامر باتباع الجاهلين
طرف رجوع کرنیکا حکم صاف دیا ہے فرمایا اگر تم جھگڑو کسی شی مین پس رجوع کرو اسکو اللہ اور رسول کی جانب اگر تم ایمان باللہ رکھتے ہو اور

ولا بالاغترار بغلطات المغلطين انتهى كلامه واختلف فتاوى ابن الصلاح فيهما وقال في آخر
جاہلون کے اتباع کا کچھہ حکم نہین کیا اور نہ عمل کا اغلاط مغلطین پر تمام ہوا قول نووی کا اور ابن صلاح کے فتاوی مین صلوۃ رغائب

عمره هما وان كانتا بدعتين لا منع منهما لدخولهما تحت الامر الوارد بمطلق الصلوة انتهى ورد عليه
اور نیمہ شعبان کے نماز کا جواز ہے آخر عمر مین اونسے کہا اگرچہ یہہ دونون نماز بدعت ہین لیکن انسے منع نہ چاہیے اسلئے کہ وہ حکم

الامام المجتهد تقي الدين السبكي بانه لم يرد فيه الا مطلق طلب الصلوة وان خبرها موضوع فلا
عام مین جو واسطے مطلق صلوۃ کے وارد ہے مندرج ہین اور رد کیا قول ابن صلاح کا امام مجتہد تقی الدین سبکی نے اسطرح کہ حدیث صلوۃ رغائب

يطلب منه شيء بخصوصه فمن جعل شيئا منه مقيدا بزمان او نحو ذلك دخل في قسم البدعة وانما
موضوع ہے اور حدیث صحیح سے بجز طلب مطلق صلوۃ کے اور زیادہ مفہوم نہین ہوتی پس اسکے ذریعہ سے کوئی نئے مخصوص ثابت نہین ہوسکتی پھر جو

المطلوب عمومه فيفعل لما فيه من العموم لا لكونه مطلوبا بالخصوص انتهى) اور دوسرے مقام پر لکھتے ہین
کسی شے کو بقید زمان و مکان خاص کرلے وہ بدعت ہوگی اسلئے کہ مطلوب شارع عموم ہے پس کرنا اوسکا ایسی جا ہے کہ عموم باقی رہے نہ اسطرح کہ گویا تخصیص مطلوب ہے

وهذا الجواب لا يجدي ولا ينفع بل لو سكت عنه قائله لكان خيرا له او الآثار الاسرائلية التي لم تشهد لها
اور یہہ جواب کچھہ مفید و نافع نہین ایسے جواب سے تو مجیب کو سکوت بہتر تہا اسلئے کہ آثار اسرائیلیہ جنکا ثبوت ہماری شرع سے نہو قابل تعویل

قواعد شرعنا لا نظر اليها ولا التعويل عليها وهذه كذلك لان احداث هذه الهيئة الآتية في تلك
و اعتماد کے نہین اور یہہ اسیطرح ہے اسواسطے کہ اس شب مین ہیئت خاص کا ایجاد کرنا اور آدمیون کا مسجدون مین نماز کیلئے

الليلة من اجتماع الناس للصلوة في المساجد على كيفيات مخصوصة من غير ان يرد شيء من ذلك
واسطے کیفیات مخصوصہ کے ساتھہ جمع ہونا حضور رسول خدا صلعم سے منقول نہین اور نہ کسی صحابی سے دین مین ایسی چیز کا حادث کرنا جو

عن رسول الله ولا عن احد من الصحابة فيه غاية الابتداع والاحداث في الدين ما لم يعرف عن
اونکے اہل سے ثابت نہین پس اپنے فاعل پر یہہ مردود ہوگی واسطے ارشاد آنحضرت صلعم کے کہ جو شخص پیدا کرے ہماری اس امر مین یعنی دین و شریعت

اهله فليكن ردا على فاعله لحديث من احدث في امرنا هذا ما ليس منه
مین ایسی چیز کہ اوسمین سے نہو وہ اوسپر مردود ہی اور اسمین کچھہ شک نہین کہ آدمیون کا ہیئت مخصوصہ پر [illegible] جمع ہونا

فهو رد عليه ولا شك ان ذلك الاجتماع على تلك الهيئة المخصوصة احداث في الشرع ما ليس منه
اوسے نہین پس ہوویگا وہ مردود بحدیث مذکورہ

فيكون مردودا بالنص المذكور انتهى اور ابن دقيق العيد نے احكام الاحكام مين لكھا ہے

آتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام باطل پر ہوں اور یزید حق پر اسواسطے کہ اوسکے ساتھہ جماعت
کثیرہ تھی اگر کوئی سوال کرے کہ کل بدعۃ ضلالۃ سے جو تم ہر بدعت کا ضلالت ہونا ثابت کرتے ہو
سو غلط ہے اسواسطے کہ یہہ عام مخصوص البعض ہے اور کل بمعنی بعض آیات قرآن مجید تدمر کل
شئی بامر ربہا واوتیت من کل شئی میں کہ ہوا اور بلقیس کے حق میں ہے مستعمل ہے جواب اوسکا یہہ
کہ ہمنے تسلیم کیا کہ کل ان آیتوں میں اپنی معنی حقیقی پر نہیں ہے لیکن یہہ بات وہاں ہوتی ہے
جہاں قرینہ ہو اور خلاف عادت کے خلاف ہو یہہ دونوں آیتیں جو تمنے ذکر کیں اسیطرح کی ہیں
اسواسطے کہ عورت کو جو بلقیس تھی سب چیزیں عطا نہیں ہوئیں اور ایسی ہی ہوا آسمانوں اور
پہاڑوں کو عادۃً نہیں اکھیڑ سکتے بخلاف اس حدیث کے کہ اسمیں کوئی مخصص حسی ہے اور عادی نہیں پایا جاتا تو تمہارا
قیاس قیاس مع الفارق ہوا علاوہ برین سیاق حدیث دیکھنا چاہیے کہ اوسمیں کسطرح کی تاکید ہے اول فرمایا ایاکم و
محدثات الامور اور پھر فرمایا فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ پس اسصورت میں اس حدیث شریف میں عام
مخصوص البعض کہنا خطا ہے اور فتح الباری میں مرقوم ہے (اما قولہ فی حدیث العرباض فان کل بدعۃ ضلالۃ بعد قولہ
قول آنحضرت صلعم فان کل بدعۃ ضلالۃ حدیث عرباض میں بعد قول وایاکم و
ایاکم ومحدثات الامور فانہ یدل علی ان المحدثۃ یسمی بدعۃ وقولہ کل بدعۃ ضلالۃ قاعدۃ شرعیۃ کلیۃ بمنطوقہا ومفہومہا
محدثات الامور کے یہہ دال ہے کہ ہر محدث بدعت ہی اور کل بدعۃ ضلالۃ شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے منطوقاً ومفہوماً لیکن باعتبار منطوق پس جیسکہ کہا جاوے کہ فلان
منطوقہا فکان یقال حکم کذا بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ فلا یکون من الشرع لان الشرع کلہ ہدی فان ثبت ان الحکم المذکور
شئے بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی پس وہ بمعنی شریعت سے نہوگی اسلئے کہ شریعت تو تمام ہدایت ہے اگر اوس شئے کا بدعت ہونا ثابت کردیا جاوے تو
بدعۃ صحت المقدمتان وانتجتا المطلوب اور بعض علما جو یہہ لکھتے ہیں سو بمعنی عدم تدبر ہے اور آثار صحابہ سے بھی یہہ بات معلوم ہو
دلیل کی دونو مقدمتہ ثابت ہوجاوینگی اور مطلوب حاصل ہوجاویگا ١٢
ہی کہ جو چیز محدث فی الدین ہے اور ثابت ہو دلائل شرعیہ سے نہیں وہ ممنوع ہی کما مذکور اور فقہا کا بیان اس باب میں مختلف ہی لیکن قول محقق
اور راجح وہی ہے جو ہمنے مذکور کیا کہ محدث فی الدین من غیر دلیل شرعی ضلالت ہے اور ممنوع اور عینی وغیرہ کا کلام جو مخالف اس کلام کی ہے جسکو ہمنے
نقل کیا وہ مبنی غفلت پر ہے بہ تقلید دیگران انہوں نے لکھا ہی اور اسیطرح ملا علی قاری اور طیبی اور نووی کا حال قیاس کر لو کیونکہ انسے بھی غفلت یہاں ہوئی علما

انتہی جو شخص اہل انصاف سے ہوگا اوسکو شبہہ باقی نرہیگا اسباب مین کہ اہل بدعت کا ہر محدث کو ظاہری
حسن سے بدعت حسنہ قرار دینا خواہ اوسکی سند کتاب اور سنت سے ہو یا نہو محض غلط ہے اور یہہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ نزاع مابین تقسیم بدعت اور عدم تقسیم مین قریب نزاع لفظی ہی جسکو یہہ لوگ بدعت حسنہ کہتے ہین
ہم اوسکو سنت مین داخل جانتے ہین اور مراد مخالفت سے تعریف بدعت سیئہ مین عدم موافقت ہی پس مطلب ان
لوگون کا ہرگز ثابت نہوگا اور یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو لوگ بدعت حسنہ کے قائل ہین وہ بھی
بدعت حسنہ کے علی سبیل الدوام کرنیکو موجب ظلمت اور قساوت قلب سمجھتے ہین شیخ عبد الحق
نے ترجمہ مشکوٰۃ مین تحت حدیث ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ فالتمسک بالسنۃ
خیر من احداث بدعۃ لکھا نو پدید نکرد ہیچ قومی بدعتی را مگر انکہ برداشتہ شد مانند آن در مقدار از
سنت و چون احداث بدعت رافع سنت باشد ہمچنین قیاس اقامت سنت قامع بدعت خواہد بود
پس چنگ در زدن بسنت اگرچہ اندک باشد بہتر است از نو پدید کردن بدعت اگرچہ حسنہ است
زیرا کہ باتباع سنت پیدا میشود نور و بگرفتاری بدعت فرو می آید ظلمت مثلاً رعایت آداب استنجا
بر وجہ سنت بہتر است از بنای رباط و مدرسہ چہ سالک برعایت آداب سنت ترقی می کند بمقام قرب و تبرک
آن نزل می کند انوار و این سودی میگرد و بترک افضل انوار تا بمرتبہ قساوت قلب کہ آنرا رین
قلب و طبع و ختم می گویند میرسد نعوذ باللہ من ذلک انتہی قریب اسکے طیبی اور ملا علی قاری نے بھی
لکھا ہے تنبیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے جاننا چاہیئے کہ طبیب حاذق
جیسا مطلع ہوتا ہے اسرار مرض پر حالانکہ لعیہ قائلتے ہین جو کہ نہین پہچانتے ہین ایسے ہی انبیا طبیب دلون
کے ہین اور عالم اسباب حیات اخروی کے پس نہ حکم کرو اونکی سنت پر اپنی عقل سے کہ ہلاک ہو جاوگے

تو بعض اوقات جو کسی شخص کی اونگلی مین جو فلان آ جاتا ہے تو اوسکی عقل تقاضا کرتی ہے کہ سلے اوسکو
یا مسک کہ اگاہ کرتا ہے اوسکو طبیب حاذق کہ علاج اوسکا یہہ ہے کہ ملا جاوے مونڈھا یا بدن کا دوسری جانب سے
پس تعجب جاتا ہے وہ اسکو اس سبب سے کہ وہ نہین جانتا ہے پٹھون کی ترکیب اور کیفیت کو ایسا ہی معاملہ
ہے طریق آخرت مین اور اشیا کی بحث کی دقایق مین کہ عقل اونکو احاطہ نہین کر سکتی جیسیکہ پتھرون کی
خاصیت ہم نہین جانتے ہمکو کیا معلوم ہے کہ کس سبب سے کھینچتا ہے مقناطیس لوہے کو اور عجایب عقاید اور اعمال
مین زیادہ تر ہین بہ نسبت اوسکے کہ دواؤن مین ہین پس جبکہ عقلین قاصر ہین دواؤن کی منافع معلوم
کرنے سے باوجود اسکے کہ تجربہ راہ ہے اونکی معلوم کرنیکی پس البتہ ہی عقلین قاصر ہین معلوم کرنے اون چیزون
کے لیے کہ نفع دیتی ہین آخرت مین معتمد التجربہ بھی رہنما نہین ہو سکتا تجربہ جب آئین رہنما ہو سکتا تھا کہ اموات
پھرتی ہماری طرف اور وہ خبر دیتے ہمکو کہ ان عقاید اور اعمال سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اسلئے
دوبارہ سو یہہ محال ہے پس کیونکر حاصل ہو تجربہ پس عقل کی منفعت یہی کافی ہے کہ رہنمائی کرے ہمکو
نبی علیہ السلام کے تصدیق کی طرف اور سمجھا دے ہمکو موارد اونکے اشارات کے پس اعراض کرے تصرف کرنے سے
اور لازم کرے اتباع کو کیونکہ تو سالم نہین ہے آفت سے انتہی اس قول امام غزالی سے معلوم ہوا کہ
جسکو ظاہری عقل اچھا سمجھے وہ اچھا نہین ہوتا بدون بیان شارع کے اچھا اور برا ہونا اشیا کا
مشتبہ ہے اہل بدعت نے صدہا چیز کو اپنی عقل سے بدعت حسنہ قرار دیا ہی یہہ بات اونکی ہرگز قابل
اعتبار نہین ✽ **سوال دوم** جو مسائل کہ بالفعل مختلف فیہ ہین اونمین عوام کو تقلید کسکی کرنا
الجواب جو مسائل مختلف فیہا بین العلما ہین تو اونمین اون لوگون کی پیروی کرنی چاہیے
جنکا قول کتاب اور سنت اور سیر سلف کے موافق ہو اور جو لوگ احداث اور ترویج بدعتون کی کرین

اونکے قول کی تابعداری ہرگز نہ چاہیے امام غزالی اور ملا علی قاری نے لکہا ہے وان یکون شدید
التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمہور یعنی آدمی مومن کو چاہیے کہ بہت بچتا رہے نئے کاموں
اور بدعتوں سے اگرچہ متفق ہوں اوسپر جمہور یہہ بات بہی قابل غور ہے بدعات مین قول جمہور کا اعتبار
نہین علاوہ برین جو مسائل مختلف فیہا ہوں اونکا ترک چاہیے بموجب قاعدہ مقرر فقہاء کرام کے
اذا اختلف الحلال والحرام غلب الحرام یعنی جس وقت ایک چیز کی حرمت اور حلت مین اختلاف ہو تو
حرمت کی جانب کو ترجیح دیجاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب اختلاف ایک چیز کی حرمت اور حلت
مین یا کراہت و جواز مین اختلاف ہو تو حرمت اور کراہت کو ترجیح دیتے ہین اسیطرح جس چیز کی بدعت
اور سنت مین اختلاف ہو تو ایسی چیز کے منع ہونیکو ترجیح دیتے ہین + **سوال سوم** استعانت اہل
قبور سے جایز ہے یا نہین اور سفر کر کے خاص واسطے زیارت اہل قبور کے جانا اور ہر سال قبر پر یا حوالی مین اوسکے
کثرت سے چراغ جلانا کہ جسکو عرس کہتے ہین اور قوالون کا راگ بامزامیر ہونا اور قبر پر غلاف
ڈالنا اور منت کی چادر چڑہانا اور طواف کرنا اور بوسہ دینا اور سجدہ کرنا درست ہے یا نہین +
جواب استعانت اہل قبور سے دو طرح پر مروج ہے ایک یہہ کہ مردون سے حاجت روا سمجھکر خود
مانگنا کہ یا حضرت میری حاجت کو پورا کرو سو یہہ باتفاق اہل بدعت اور اہل سنت کے ممنوع ہے
دوسرے یہہ کہ اونسے دعا طلب کرے کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب مین میری طرف سے دعا کرو سو یہہ
مختلف فیہ ہے صحیح یہہ ہے کہ یہہ بہی ممنوع اور بدعت سیئہ ہے شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ
مشکوٰۃ شریف مین لکہا (اما الاستمداد باہل القبور فی غیر النبی صلعم فقد انکرہ کثیر من الفقہاء
اور مدد مانگنے کا اہل قبور سے سوائے آنحضرت صلعم کے اکثر فقہائے انکار کیا ہے اور کہا انہون نے کہ زیارت نہین
وقالوا لیس الزیارۃ الا الدعاء للموتی والاستغفار لہم وایصال النفع الیہم بالدعاء وتلاوۃ القرآن
سوائے دعا کے واسطے مردون کے اور طلب مغفرت کے واسطے اونکے اور اونکو نفع پہنچانا دعا اور تلاوت قرآن شریف سے

واکثر المشایخ الصوفیۃ قدس اللہ اسرارہم وبعض الفقہاء رحمہم اللہ) اور ترجمہ فارسی مین
یعنی جایز نہین ہے اور مشایخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم اور بعض فقہاء رحمہم اللہ نے اسکو جایز رکھا ہے انتہی
لکھا ہے منکر شدند آنرا بسیارے از فقہا پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اکثر فقہا انکار استمداد اور
استعانت اولیاء اللہ سے کرتے ہین صاحب تصحیح المسائل نے جواز براہ عدم تامل کے یہہ توجیہ کی کہ کثرت سے
کثرت فی نفسہ مراد ہے نہ اضافی سو محض غلط ہے اس واسطے کہ شیخ نے پہلے لکھا وقد انکرہ کثیر من الفقہاء اور
پھر لکھا کہ اثبتہ بعض الفقہاء جسکو ذرا سا بھی علم ہوگا جان لیگا کہ کثرت سے یہان پر کثرت اضافی مراد ہے حقیقی نہی
اور تحقیق و تنقیح سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب حاجات دنیا حضرات انبیا علیہم السلام سے بھی بعد موت کے
جایز نہین اگرچہ اسطرح پر ہو کہ یا حضرت تم اللہ کی خدمت مین میرے واسطے دعا کرو اسواسطے کہ آنحضرت
صلعم باوجودیکہ قبر مبارک مین زندہ ہین اور کلام زائرون کا سنتے ہین لیکن صحابہ کرام نے
کبھی آپ سے باوجود واقع ہونے مصائب اور بلیات کے طلب دعا کی البتہ ایک اعرابی کا طلب دعا مزار پر انوار سے
کرنا منقول ہے سو یہہ بات قابل حجت† نہین اور حضرت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض کا

† اسواسطے کہ حدیث از روے اسناد قابل احتجاج و استناد نہین علماء محققین اور اکابر محدثین نے اسکے رجال مین بہت گفتگو کی ہے اور
اسکی ثقات ثبات سے نہین اور اسکو خبر منکر اور اثر غیر معتبر بتلایا ہے صارم منکی تالیف شیخ شمس الدین بن عبد الہادی مین بعد نقل اس حدیث کے
فرماتے ہین والجواب ان ہذا خبر منکر موضوع واثر مختلق مصنوع لا یصلح الاعتماد علیہ ولا یحسن المصیر الیہ واسنادہ ظلمات بعضہا فوق بعض والہیثم
جد احمد بن محمد بن الہیثم [illegible] ابن عدی ان یکن فہو متروک کذاب والا فہو مجہول قال عباس الدوری سمعت یحیی بن معین یقول الہیثم بن عدی
کوفی لیس بثقۃ کان یکذب وقال العجلی وابو داود کذاب وقال ابو حاتم الرازی والنسائی والدولابی والازدی متروک الحدیث وقال السعدی ساقط
قد کشف قناعہ وقال ابو زرعۃ لیس بشی وقال البخاری سکتوا عنہ [illegible] وقال الحاکم ابو احمد ذاہب الحدیث وقال العباس بن
محمد سمعت بعض اصحابنا یقول قالت جاریۃ الہیثم کان مولای یقوم عامۃ اللیل یصلی فاذا اصبح جلس یکذب انتہی ملخصا اور اگر ثابت بھی
ہو تو بھی مستمد علیہ اور مرجح بہ نہین ہو سکتی اسلئے کہ یہہ فعل ایک بدوی اعرابی کا ہے نہ کسی خلیفہ راشد و رشید یا مجتہد صحابی کا
قال فی الصارم المنکی وفی الجملۃ ہذہ الحکایۃ المذکورۃ لیست مما تقوم بہ حجۃ واسنادہا مظلم مختلف ولفظہا مختلف ایضا ولو کانت ثابتۃ
لم یکن فیہا حجۃ علی مطلوب المعترض فلا یصلح الاحتجاج بمثل ہذہ الحکایۃ ولا الاعتماد علیہا عند اہل العلم [illegible]

اس ساری قصہ سی مطلع ہونا ہرگز ثابت نہین اور جو شخص مدعی اسکا ہو اوسکو لازم ہی کہ بسند
صحیح اوسکو ثابت کرے علاوہ برین حضرت عمر فاروق رضہ کا طریقہ تھا کہ جب قحط پڑتا تو حضرت
عباس رضہ سے توسل کرتے اور کبھی اکابر صحابہ نے آنحضرت صلعم سے دعا بعد انتقال کے نہ منگوائی
اور اعرابی کا فعل ایسا ہی جیسا کہ بعض صحابہ نے مس قبر شریف کر لیا اور وہ فعل علما کے نزدیک
حجت نہین اسیطرح اس فعل کا بھی حال ہے پس معلوم ہوا کہ جب جناب سرور کائنات صلعم سے
استعانت بدعت ٹھہری تو اور اولیاء سے بدرجہ اولی جایز نہو گی نتایج المرام مین ہے (قال الشیخ
کہا شیخ امام
الامام الاجل الوصالح محمد بن ابراہیم الشیرازی بالقیع فی بلاد العجم من بسط الفرش وضرب الخیام
اجل الوصالح محمد بن ابراہیم شیرازی نے جو کہ بلاد عجم مین فرش بچھانے اور خیمہ کھڑا کرنیکا اولیاء کے مقبرہ کے پاس بدعتی ہے
عند مقبرۃ الاولیاء الکرام والعوام یستمدون بہم ویستغیثون ویتضرعون الیہم فکلہ مکروہ والمکروہ
اور عوام لوگ اونسے مدد مانگتے ہین اور اونسے وثیقے ہین اور او نکے روبرو عاجزی کرتے ہین یہہ سب مکروہ ہی اور مکروہ قریب حرام
اقرب الی الحرام) انتہی اور غرایب فی تحقیق المذاہب مین مرقوم ہے (رأی الامام ابو حنیفہ من یاتی
ہے امام ابو حنیفہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ
القبور لاہل الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم ویقول یا اہل القبور ہل لکم من خبر وہل عندکم من
ایک بزرگ کی قبر کے پاس آیا اور سلام کیا اور مخاطب ہوا اور کہا کہ ای اہل قبور آیا تمکو کچھ خبر ہے اور کچھ تمہارے پاس اثر ہے
اثر انی اتیتکم ونادیتکم من شہور ولیس سوالی منکم الا الدعاء فہل دریتم ام غفلتم فسمع ابو حنیفہ
تمہارے پاس آیا ہون اور مہینون سے تمکو پکارتا ہون اور تم سے دعا چاہتا ہون تم جانتے ہو یا نہین پس امام ابو حنیفہ نے اوسکا
یقول یخاطب بہم فقال ہل اجابوا لک قال لا فقال لہ سحقا لک وتربت یداک کیف تکلم اجسادا
کلام سنا اور کہا کہ تجکو انہون نے جواب دیا اوسنے کہا کہ نہین ابو حنیفہ نے کہا کہ دوری ہو تجھے اور خاک آلودہ ہون ہاتھ تیرے ایسے جسمون
لا یستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرء وما انت بمسمع من فی القبور انتہی) مولانا
سے تو کلام کرتا ہے کہ اونکو جواب دینے کی طاقت ہے اور نہ کسی چیز کے مالک ہین اور نہ کچھ سنتے ہین اور یہہ آیت پڑھی کہ جو قبرون مین ہین
عیسی بن قاسم سندھی تنبیہ المرام مین لکھا لا یجوز الاستعانۃ باہل القبور وعلیہ الجمہور یعنی استعا
تو اونکو نہین سنا سکتا
جایز نہین اہل قبور سے اور یہی مذہب جمہور کا ہے ۔ جاننا چاہیے کہ مسئلہ استعانت اہل قبور
کا مبنی ہی ثبوت سماعت موتی پر جو لوگ سماعت کے قائل ہین اونکے نزدیک مردون سے استعانت
ہوسکتی ہے اور جو لوگ منکر سماعت ہین اونکے نزدیک استعانت یعنی دعا منگوانا مردون سے

متصور نہین لہذا بحث سماعت موتی کے بھی اس جگہ بطریق اجمال مناسب ہے اور بیان ہر چند
دلائل انکے لکھی جاتی ہین لیکن جواب شبہات منکرین سے دیا جائیگا اور اس سب مضمون
کو ہم چار مسالک اور ایک افادہ پر منقسم کرتے ہین مسلک اوّل مین اثبات عدم سماعت
اموات کا ہے قرآن مجید سے لیکن اثبات عدم سماعت کا قرآن مجید سے موقوف ہے چند امور کے
بیان پر جبتک وہ بیان نکیے جاوینگے مطلوب حاصل نہوگا اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس آدمی
کو علم معانی اور بیان مین کچھ دخل ہوگا اور خداوند کریم نے اسکو فہم صائب عطا کیا ہوگا وہ اس بات
مین شبہ نکریگا کہ اسمین مخالفین جو تاویل کرتے ہین محض باطل ہے آپ باتین ضروری سنو قال اللہ
تعالی (وما انت بمسمع من فی القبور) یعنی تو اے محمد صلعم سنانیوالا اہل قبور کا نہین یہ آیت سورۂ فاطر
مین ہے اور سورۂ نمل اور سورۂ روم مین ہے انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین
یعنی تو اے محمد صلعم نہین سنا سکتا مردون کو اور بہرون کو جسوقت وہ پیٹھ پہیرین یعنی بہرے جسوقت
پیٹھ پہیرین اسوقت انکو تو نہین سنا سکتا آیت (وما انت بمسمع من فی القبور) ترشیح ہے
بالتمثیل اور آیہ کریمہ انک لا تسمع الموتی تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہے جب ثبوت تمثیل
یا ترشیح کا آئینہ نہین ہوجائیگا بعدم سماعت موتی قرآن مجید سے ثابت ہوجاویگی اور تاویل مشتقین
سماع کی جڑ سے اکہڑ جاویگی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ استعارہ کئی طرح پر ہے ایک استعارہ بالکنایہ
اور ایک استعارہ مرشحہ جسکو ترشیح بھی کہتے ہین اور ایک استعارہ تحقیقیہ اور ایک استعارہ تخئیلیہ
اور ایک مطلقہ اور ایک مجردہ اور ایک مصرحہ استعارہ مصرحہ اسکو کہتے ہین جسمین اطلاق
اسم مشبہ بہ کا مشبہ پر ہووے جیسے لفظ اسد کا کہ موضوع شیر کے لئے ہے رجل شجاع کے لئے

مستعار کرنا مثلاً رایت اسداً فی الحمام یعنی دیکہا مینے شیر کو حمام مین اور مراد اوس سے مرد شجاع ہو
یا قتل کا ضرب شدید کے لئے مستعار کر لینا جیسے قتلتہ یعنی مار اینے اوسکو بضرب شدید لفظ اسد کو کہ بمعنی شیر
ہی مستعار منہ کہتے ہین اور رجل شجاع کو مستعار لہ اور مطلقہ اوسکو کہتے ہین جسمین نہ مناسبات مستعار کے
مذکور ہون نہ مستعار منہ کے جیسے عندی اسد یعنی پاس میرے شیر ہے اور مستعار لہ اگر متحقق حسا یا عقلاً
ہو اوسکو استعارہ تحقیقیہ کہتے ہین جیسے لفظ اسد کا رجل شجاع کے لئے مستعار کر لیا اور رجل شجاع
حساً متحقق ہی یا آیۃ اہدنا الصراط المستقیم مین مراد صراط المستقیم سے دین حق ہے اور دین حق
مشار الیہ باشارہ عقلی ہی اور تحقق اوسکا عقلاً ہی پہر اگر کوئی شی مناسب مستعار لہ کے مذکور ہو اوسکو
مجردہ کہینگے جیسے قول عرب کا مشہور ہے کہ فلان شخص غمر الردا ہی یعنی کثیر العطا ہے ردا کا استعارہ
اوس عطا کے لئے کر لیا کیونکہ جیسے چادر سے آدمی کی آبرو محفوظ رہتی ہی اسیطرح عطا سے بہی پہر غمر
کا لفظ جو عطا کے مناسب ہے اوسکا ذکر کیا اور عطا مستعار لہ ہی اگر کوئی امر ایسا کہ مناسب مستعار منہ کے ہو
اوسکو ذکر کرین تو وہ ترشیح ہو گی مثلاً خدا تعالی فرماتا ہی اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی فما ربحت
تجارتہم اشترا کو بہلے بدلنی کے معنی مین لے لیا بطریق استعارہ یعنی ان کافرون نے بدل لیا گمراہی
کو عوض ہدایت کے پس نہ فائدہ دیا تجارت اونکی نے اصل معنی اشترا کے مول لینے کے ہین لیکن یہان پہ
بمعنی استبدال ہی فما ربحت تجارتہم مین ربح بمعنی فائدہ کی ہے اور مول لینے سے ربح مناسبت رکہتا
ہے جو مستعار منہ ہے الغرض ترشیح اوسکو کہتے ہین کہ مستعار منہ کے کوئی چیز مناسب مذکور ہو اور استعارہ
بالکنایہ اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین سوائے مشبہ کے اور کوئی چیز ارکان تشبیہ سے مذکور نہو جیسے انشبت المنیۃ
اظفارہا گاڑی موت نے ناخن اپنے موت مشبہ ہی اور جانور درندہ مشبہ بہ ہے اور ناخن جو موت کے لئے

نہ ہیگی یہہ دوسرا استعارہ تخییلیہ ہے اور یہہ بھی متعین ہے کہ ترشیح انواع مجاز سے نہیں اور ہمیں متعارف ہے معنی اصلی
حقیقی مراد ہوا کرتے ہین اور تشبیہ اصطلاح مین اوسکو کہتے ہین کہ دلالت کرنے مشارکت ایک امر پر دوسرے
امر کے ساتھہ کسی معنی مین اور یہہ دلالت بطریق استعارہ تحقیقیہ اور استعارہ کنیہ اور تجرید کے نہو
جیسے زید اسد یعنی زید شیر ہے یعنی مثل شیر کے ہے یا جیسے صم بکم عمی فہم لا یرجعون یعنی کفار بہرے ہین
اور گونگے اور اندہے پس وہ نہین رجوع کرینگے مفسرین نے لکہا ہے کہ یہہ تشبیہ بلیغ ہے ساتھہ
حذف حرف تشبیہ کے اور استعارہ نہین کیونکہ استعارہ وہان ہوا کرتا ہے جہان ذکر مستعار لہ
کا نہو اور یہان پر لفظ ہم محذوف ہے حکم منطوق مین اور ایک تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہوتی ہے
اوسکی مثال یہہ کہ اراک تقدم رجلاً وتاخر اخری یعنی دیکہتا ہون مین تجہکو کہ آگے کرتا ہے
تو پاؤن کو اور پیچہے رکہتا ہے اس بات سے اوس شخص کو تشبیہ دیا کرتے ہین کہ جو کسی بات مین
متردد ہو کبہی ارادہ کہنے اور لکہنے کا کرے اور پہر باز آئے خلاصہ تمثیل علے سبیل الاستعارہ کا یہہ ہے
کہ ایک صورت چند چیزون سے منتزع ہو اور اوسکو دوسری صورت سے جو منتزع چند امور سے ہوئی ہے
تشبیہ دین جیسے کہ اوس شخص کو جو متردد جواب مین ہو اوس شخص کے ساتھہ تشبیہ دین کہ جو پاؤن کبہی
اوٹہاتا ہے آگے کو پہر پیچہے رکہتا ہے جب یہہ باتین سب معلوم ہو چکین تو اب ہم کہتے ہین کہ آیہ
کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور مین ترشیح ہے اسطرح پر کہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا کہ ما یستوی
الاحیاء ولا الاموات یعنی نہین برابر ہین مردے اور زندے کفار کو اموات کے ساتھہ تشبیہ دی اور
مناسب جو اموات کے عدم سماعت تہی اوسکا ذکر بطریق ترشیح کیا وما انت بمسمع من فی القبور یعنی
تو سنانیوالا نہین اہل قبور کو پس نہ سننا مردون کا اس آیت سے ثابت ہو گیا لیکن اسمقام پر

پر اگر کوئی شبہ کرے کہ تمہی یہ معنی آپ کہتے ہو یا کوئی اہل تفسیر سے نقل کرتے تو ہم مان جاتے اگرچہ کہنا اور لکہنا
تمہارا بہی قواعد معانی بیان کے موافق ہے لیکن تسکین بدون ذکر عبارت اہل تفسیر کے نہو گی تو جواب
اسکا یہہ ہی کہ ہم یہان دو بڑے مفسر قرآن کے جو علم معانی اور بیان مین یکتاے عصر تھے اس مطلب کو نقل
کرتے ہین وہ دو کون ہین علامہ زمخشری اور قاضی ناصر الدین بیضاوی کہ جنکی تفسیر کشاف اور
بیضاوی تمام عالم مین مشہور ہے بیضاوی نے تفسیر آیت کریمہ مین کہا (وما انت بمسمع من فی القبور
ترشیح لتمثیل المصرین علی الکفر بالاموات ومبالغة فی تناهیهم عنهم) یعنی قول اللہ تعالے کا وما انت بمسمع
من فی القبور ترشیح ہی واسطے تمثیل اور تشبیہ مصرین علی الکفر کے ساتہہ مردون کے اور مبالغہ ہی بیچ ناامید
کرنے آنحضرت صلعم کے انسے انتہی تو اب دیکہو ہمارے لکہنے مین اور بیضاوی کے لکہنے مین کچہہ فرق نہین اور
یہہ ہمنے آگے لکہا یا کہ ترشیح کے مفردات مین تغیر نہین ہوتا تو موتی اور سماعت کا لفظ اپنے معنی
حقیقی پر رہا اور زمخشری نے اس آیت کو تمثیل علی سبیل الاستعارہ قرار دیا چنانچہ کہتا ہے
(ان اللہ یسمع من یشاء یعنی انه قد علم من یدخل فی الاسلام ومن لا یدخل فیهدی الذی قد علم
ان الهدایة تنفع فیه ویخذل من علم انها لا تنفع فیه واما انت فخفی علیک امرهم فلذلک تحرص وتتهالک
علی اسلام قوم من المخذولین ومثلک فی ذلک مثل من یرید ان یسمع المقبورین وذلک مما لا سبیل
الیه) انتہی یہہ قول اوسکا کہ مثال تیری مثال اوس شخص کی ہے وہی تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہے
کہ صورت منتزعہ چند امرون سے لی جاوے اور دوسری صورت سے اوسکی تشبیہ دیجاوے الغرض اس تقدیر پر
بہی سماعت اور من فی القبور سے مراد معنی حقیقی ہونگے کہ تمثیل علی سبیل الاستعارہ کے مفردات مین تغیر نہین
ہوتا زمخشری کا قول اس سبب سے کہ وہ علماے عربیت کے اور پیشواے نحویین کا ہی نقل کیا گیا اور چونکہ

عدم سماعت موتی معتزلون کے ساتھہ مختص نہین بلکہ جمہور اہل سنت کا مذہب ہے اسواسطے اعتزال کا شبہہ
نہین سمجہا جائیگا اور یہی قاضی ناصر الدین بیضاوی نے تفسیر آیہ کریمہ (انک لا تسمع الموتی) مین لکھا ہے (وہم مثلہم
لما سدوا عن الحق مشاعرہم یعنی یہہ کفار مثل مردون کے ہین ہرگاہ کہ بند کیا اُنہون نے حق سے حواس
اپنی کو انتہی) تفسیر معالم التنزیل مین ہے (ومعنی الآیۃ انہم لفرط اعراضہم عما یدعون الیہ کالمیت الذی لا سبیل الی
اسماعہ والصم الذی لا یسمع یعنی یہہ کفار بسبب یاوتی اعراض اپنی کے اوس چیز سے کہ بلائے جاتے ہین طرف
اوسکے مثل مردون کی ہین کہ نہین سبیل ہے اوسکے اسماع کی اور مثل بہرے کے ہین کہ نہین سنتا ہے
یہان سے بھی تمثیل ظاہر ہوتی ہے اور تمثیل مفید ہمارے مدعا کو ہے اور مخالفین کو سراسر مضر اور اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ لفظ موتی اور سماع سے معنی حقیقی اوسکے مراد نہین ہین جیسا کہ مخالفین بوجہ بے تدبری کے
سمجھنے مین اور ایک تقریر مختصر یہان پر اور بھی کیجاتی ہے کہ جس سے مطلب خوب واضح ہوجاوے
بیان اوسکا یہہ ہے کہ جب کوئی آدمی باوجود اوس وصف کے اور جو اوسکا مقتضا ہے عمل نہین کرتا تو اوسکے
وصف موجود کو بمنزلہ عدم کے قرار دیتے ہین مثلاً ایک شخص آنکھون والا ہے اور وہ کسی مسجد مین یا کسی
اپنے فرش پر جوتا پہنکر چلا جاوے تو اوس سے کہا جاتا ہے کہ تو اندہا ہے یا کوئی شخص کسی عالم جلیل القدر یا
کسی حاکم ذی عزت کے سامنے ایسی باتین کرے کہ جو اوسکو لایق نہین ہے تو عرف مین بولتے ہین کہ تو اندہا ہے
دیکھتا نہین کیونکہ مقتضی آنکھون کا یہہ تہا کہ ایسے ذی عزتون کے سامنے یہہ حرکت نکرتا لیکن گویا اوسنے
دیکھا نہین لہذا بمنزلہ اندہے ہونکے ہے اور اسیطرح کسی شخص کو کوئی پکارے اور وہ جواب نہ دے تو کہا جاتا
کہ میان بہرے ہو یعنی جسطرح اندہون اور بہرون کا کام ہی کہ وہ دیکھتے اور سنتے نہین ایسی ہی اس
شخص کا حال ہے اسیطرح ان دونون آیتون مین خداوند تعالی نے کافرون کو بہرا اور مردہ قرار دیا

یعنی جیسے کام مردے اور بہرے کا ہے کہ وہ سُنتے نہین اسیطرح ان کافرون کا بسبب فرط اعراض کے
حال ہے اور اسی جہت سے خداوند تعالی نے دوسری جگہہ بہرا اور اندہا اور گونگا قرار دیا ہے یعنی جیسے
بہرے اور اندہے اور گونگے کا حال ہے اسیطرح یہہ کافر سنتے اور دیکہتے نہین لیکن اس آیت سے یہہ
بہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بہرے اور اندہے اور گونگے اور مردے کا کام یہی ہے کہ وہ سُنتے دیکہتے بولتے
نہین مثبتین سماع اموات نے آیات مذکورہ مین تین توجیہین کی ہین اول یہہ کہ موتی سے مراد کافر ہین
بطریق استعارہ کے نہ مردے دوسری یہہ کہ سماعت سے مراد قبول کرنا حق کا ہے تیسرے یہہ کہ آنحضرت صلعم
کی طرف خطاب ہے کہ تم مردون کو نہین سُنا سکتے نہ یہہ کہ مردے حقیقت مین نہین سُنتے اور یہہ تینون جواب
محض غلط ہین چنانچہ ہماری تقریر سابق کو جو کوئی دیکہیگا سو اسکا یقین کریگا لیکن جواب اخیر
کے باب مین یہان کچہہ اور بہی ہم لکہتے ہین سو سُننا چاہیئے کہ سماعت کو بمعنی قبول لینا معنی مجازی
ہین اور حقیقت کے سوا معنی مجازی بغیر قرینہ کے لینا غیر جائز ہین اور مجاز متعارف اسکو کہنا بہی غلط
ہی سماعت بمعنی قبول ہرگز مجاز متعارف نہین تیسرے جواب کا یہہ حال ہے کہ آنحضرت صلعم بذاتہ
کو بہی نہین سنا سکتے تہے قادر حقیقی اللہ ہے حالانکہ اسی آیت مین ہے (ان تسمع الّا من یومن
بآیاتنا یعنی تو نہین سنانیوالا ہے مگر اوس شخص کا کہ ایمان لاوے ساتہہ آیت ہماری کے اور اگر
باعتبار عادت کے لیا جاوے تو کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم اُن لوگون کو کہ جنہین استعداد اور قوت سماعت
کی ہے نہ سُنا سکین بڑی تعجب کی بات ہے کہ حضرات اہل بدعت اپنے مردون کو سنانیوالے ہووین
اور آنحضرت صلعم اونکو نہ سنا سکین اور حقیقت مین بات وہی ہے جو شاعر نے عربی مین کہی ہے
- لقد اسمعت لو نادیت حیا ٭ ولکن لا حیاۃ لمن تنادی - ترجمہ یعنی تو بیشک سُنا دیتا

اگر پکارتا کسی بندہ کو لیکن نہین جانتا ہے واسطے اوس شخص کے تو پکارتا ہے آب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
اپنی تائید مدعا مین قرآن مجید سے ایک قصہ لکھون کہ اوسکو دیکھکر سب اہل انصاف عدم سماعت موتی
کے مقر ہو جاوین تیسرے پارہ کے دوسرے رکوع مین ہے (او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی
عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او
بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام الآیہ ترجمہ اوسکا یہہ ہے یا نہ دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ گذرا
ایک گاؤن یعنی بیت المقدس یا اور کسی قریہ پر اور وہ گاؤن گرا ہوا تھا اوپر چھتون اپنی کے
یعنی ویران تھا اس گذرنے والے نے کہ حضرت عزیر یا اور شخص تھا کہا کہ کیونکر زندہ کریگا یعنی اللہ
کریگا اسکو اللہ پس مار ڈالا اوسکو اللہ نے سو برس تک پھر جلایا اور پوچھا کہ کتنی دیر ٹھہرا رہا تو
کہا ٹھہرا مین یعنی مردہ پڑا رہا ایکدن یا کم فرمایا بلکہ مردہ پڑا رہا تو سو برس تک دیکھ اپنے کھانے
اور پینے کو کہ نہین بگڑا اور دیکھ اپنے گدہے کو اور تاکہ کرین ہم تجھکو نشانی واسطے لوگون کے اور دیکھ
طرف ہڈیون کی کیونکر جنبش دیتے ہین ہم اونکو پھر پہناتے ہین ہم گوشت جب یہہ حال اوسکو معلوم
ہوا اقرار کیا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے انتہی یہانتک مطلب قرآن کا خلاصہ کرکے بیان کیا گیا حضرت عزیر کے
گدہے کی ہڈیان باقی رہ گئین تہین اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کھانا پانی تک نہ بگڑا تھا اللہ نے گدہے کو زندہ کر دیا اس
سے صاف واضح ہے کہ مردہ کو دنیا کی چیزون کا ادراک نہین ہوتا اگر ادراک ہوتا تو آفتاب کا
نکلنا اور رات کا ہونا اور پانی کا برسنا اور لوگون کے گذرنے کا حال اور جو حوادث پیش آئے سبھے
سب اونکو معلوم ہوتے یہہ کیون کہتے کہ مین ایکدن یا اس سے کم مردہ رہا اس غفلت کو خیال کرنا چاہیے
مخالفین کے نزدیک حلوا اور مانڈا جو کچھہ چڑہتا ہے اُن سب کے اولیاء اللہ کو خبر ہوتی ہے بلکہ چڑہاوا چڑہ

کو مردے پہچانتے ہین پہر کیا وجہ ہی کہ حضرت عزیر کو ایسی غفلت ہوگئی فقط + **دوسرا مسلک**
اثبات عدم سماعت کا حدیث شریف سے ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی نے حضرت
اوس ابن اوس سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل ایام تمہاری کا روز جمعہ ہے کہ اوسمین آدم
پیدا کیے گئے اور اوسمین قبض کیے گئے اور اوسمین نفخہ ثانیہ ہوگا اور اوسمین صعقہ ہوگا کہ اوسکی دہشت سے انسان
مرجاوینگے پس اکثر کرو تم اوپر میری درود کو اوسمین پس تحقیق کہ درود تمہارا عرض کیا جاتا ہے اوپر میرے صحابہ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر عرض کیا جاتا ہے درود ہمارا اوپر تمہارے وقت ارمت یعنی تم گلجاوگے آپ نے فرمایا
کہ (ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء) مقرر اللہ تعالی نے حرام کیا اوپر زمین کے کہانا جسمون انبیاکے
اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہہ کہ صحابہ کے نزدیک یہہ بات مقرر تہی کہ عرض سلام وکلام
بغیر حیات کے نہین ہوتا اور جو گلجاتا ہی اوسکو شعور وادراک نہین رہتا دوسرے یہہ کہ انبیاء اللہ زندہ ہین
تیسرے یہہ کہ گلنا بدن کا خاصہ انبیا اللہ علیہم السلام کا ہی الا ماندر چوتھے یہہ کہ اگر اور مردے بہی سنا کرتے
تو آنحضرت صلعم جواب مین یون فرماتے کہ سب مردے ایسے ہین کہ اونپر باتین عرض کیجاتی ہین تخصیص
انبیا کے نکرتے پس معلوم ہوا کہ مردے اپنی قبر مین سوا انبیا علیہم السلام کلام زائرین اور ملائکہ کا جو
متعین اہل دنیا پر ہین نہین سنتی بخاری اور مسلم مین ابو قتادہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم پر ایک جنازہ
گذرا پس فرمایا آپنے کہ مستریح ہی یا مستراح منہ یعنی وہ شخص خود آرام پانیوالا ہے یا اوس سے لوگون
کو آرام ملا صحابہ رضنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہے مستریح اور مستراح منہ پس فرمایا آپنے بندہ مسلمان
آرام پاتا ہی تکلیف دنیا سے اور اوسکے صدمات سے طرف رحمت اللہ کے اور عبد فاجر کی موت سے عباد اور بلاد اور
شجر اور چوپائے آرام پاتے ہین پس اگر مردہ کلام احیا کو سنا کرتا تو روز اوسکو تکلیف دنیا کی پہنچتی رہتی

کوئی اوسکو گالی دیتا اور برا کہتا ہی کوئی اوسکی اولاد کو ستاتا ہے کوئی اوسکے مال کو غصب کرتا ہی علی ہذا القیاس
مسلک سوم اثبات سماعت موتی کا مشاہدہ ہی ہم دیکھتے ہین کہ جب آدمی کی آنکھین بند کر دو یا آدمی کی
آنکھین جاتی رہین یا کان بند کر دو یا اوسکے کان جاتے رہین تو وہ سنتا اور دیکھتا نہین باوجودیکہ وہ جسمین
روح موجود ہوتی ہی اور ایسی ہی جب آدمی سو جاتا ہے تو اوسکو کچھہ نظر نہین پڑتا اور نہ کچھہ دیکھتا ہے اور
اسی واسطے حکمای محققین نے لکھا ہی کہ عقل و نفس انسانی مدرک جزئیات بالآلات ہین یعنی بواسطہ آنکھہ ناک
کے چنانچہ شرح سلم قاضی اور شرح اشارات محقق طوسی مین مصرح ہے اور یہہ بات جو اشخاص کہا کرتے ہین
کہ جبتک روح اس جسم مین رہتی ہی تب تک محتاج حواس کی ہوتی ہی اور بعد مرنیکے سب چیزین اوسپر منکشف
ہو جاتی ہین اور سب چیزون کو دیکھتی ہی اور سبکی آواز سنتی ہی محض بے بنیاد بات ہے مخالف قرآن و حدیث
کے مسلک چہارم اقوال فقہا حنفیہ کے ہین اور چونکہ ہمارے مخالفین کے نزدیک تقلید امام اعظم صاحب کی
فرض او واجب ہے تو اونکے نزدیک یہہ اقوال افادہ مدعا مین قرآن اور حدیث سے کم نہونگے بیان اوسکا
علی سبیل الاجمال یہہ ہے کہ کتاب ہدایہ و عنایہ حاشیہ ہدایہ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ اور فتح القدیر حاشیہ
ہدایہ اور بنایہ حاشیہ ہدایہ اور عینی شرح کنز اور مستخلص شرح کنز اور عینی شرح ہدایہ اور شرح جامع کبیر
حصیری اور شرح جامع صغیر مین یہہ بات مصرح ہی کہ مردے نہین سنتے چونکہ ان عبارات کی نقل مین تطویل
بہت ہو جاتی لہذا مین فتح القدیر پر کہ محقق ابن الہمام رئیس حنفیہ کی تصنیف ہی اکتفا کرتا ہون (و
محملہ عند اکثر مشایخنا ہو ان المیت لا یسمع عندہم علی ما صرحوا بہ فی کتاب الایمان لو حلف لا یکلمہ فکلمہ میتاً
لا یحنث لانہا تنعقد علی ما یفہم والمیت لیس کذلک لعدم السماع) خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ ہمارے مشایخ حنفیہ کے
نزدیک مردے نہین سنتے اسیواسطے تلقین کی حدیث مین اونہون نے مرنے کے لفظ کو معنی مجازی پر محمول

کیا ہی یعنی جو قریب الموت ہوا و تصریح اسکی مشایخ حنفیہ نے کتاب الایمان مین کی ہی اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ مین
فلان شخص سے کلام نکرونگا اور بعد مرنے اوس شخص کے کلام کیا تو اس شخص پر قسم نہ آویگی کیونکہ کلام سے
مقصود سمجہانا ہوتا ہی اور مردے کو فہم بسبب نہ سننے کے نہین غور کرنیکا مقام ہی کہ تمام کتب فقہ مین یہہ
مسئلہ لکہا ہی اور باوجود اسکے یہہ حضرات نہین مانتے کافی شرح وافی جو صاحب کنز کے تصنیف ہی اوسمین بہی
مسئلہ عدم سماعت موتی کا بتفصیل تمام مرقوم ہی من شاء فلینظر فیہ البتہ بعض صاحب اس مسئلہ فقہیہ
کا جو کتاب الایمان مین مذکور ہوتا ہے بغیر سمجہے ہوئے یہہ جواب دیتے ہین کہ مبنی ایمان کا عرف پر
ہے تو غایت الامر عدم سماعت عرفی کتب فقہا سے ثابت ہوگی نہ نفی سماع حقیقی کی جواب اسکا یہہ ہے
کہ عرف جو معتبر ہوا کرتا ہی وہ الفاظ یمین مین ہی مثل واللہ لا اکلم فلانا تو اگر یہہ کہتے کہ مردے کے
ساتہہ کلام کرنے کو عرف مین کلام نہین کہتے تو البتہ کچہہ گنجایش مناسب حال کے ہوتی اور فقہائے
کرام یہان اسکی علت عدم سماعت موتی لکہتے ہین اور آیہ کریمہ انک لاتسمع الموتی سے عدم
سماعت کے اوپر استدلال کرتے ہین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بہی اسی آیہ کریمہ
سے عدم سماعت پر استدلال کیا ہے چنانچہ بخاری شریف مین موجود ہے فقہائے کرام اسکو پیش
کرتے ہین احتمال اسبات کا کہ مبنی ایمان کا عرف پر ہے پیش کرنا کمال تعصب پر دلالت کرتا ہے

افادہ جواب شبہات مثبتین سماع اموات مین ÷ جاننا چاہیے کہ مثبتین سماع اموات چند احادیث سے
اپنے مدعا کو ثابت کرتے ہین اول یہہ کہ بخاری شریف مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے بدر مین
کفار قریش سے بعد مرنے کے خطاب کیا ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا اور حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ
آپ مردون سے کلام کرتے ہین کہ جنمین روح نہین آپنے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہین سنتے اسکو

اسکو جو مین آپکے لئے کہتا ہون جواب † اول اوسکا یہہ ہے کہ پوری روایت بخاری کی تمنے نہین دیکھے کہ اوسمین قتادہ سے مروی ہے (احیاہم اسد حتی اسمعہم قولہ یعنی زندہ کردیا اللہ تعالی نے اونکو یہہ سنانا قال آنحضرت صلعم کا تاکہ اونکو حسرت اور ندامت ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ آنحضرت صلعم کے ساتھہ مخصوص تھا دوسرا یہہ کہ وہ معجزہ آنحضرت صلعم کا تھا چنانچہ صاحب مشکوۃ نے اس حدیث کو کتاب المعجزات مین ذکر کیا ہے اور محقق ابن الہمام نے بہی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین اسکو معجزات مین گنا ہے اور دوسری دلیل اونکی یہہ ہے کہ مشکوۃ شریف مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ مردہ جسوقت قبر مین رکہا جاتا ہی تو دو فرشتے ایک منکر اور ایک نکیر اوسکے پاس آتے ہین اور اوسکا حال یہہ ہوتا ہے کہ وہ اونکی جوتیون کی آواز سنتا ہی جو اوسکو دفن کرکے جاتے ہین جواب اسکا یہہ ہے کہ شیخ کمال الدین ابن الہمام نے فتح القدیر مین اسطرح پر کہا ہی کہ جمع کرنے اس حدیث اور دونون آیتون سے کہ وہ انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور ہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اوسوقت کا حال ہے کہ جب مردہ سے سوال کیا جاتا ہے یعنی یہہ اوسوقت کا ذکر ہے کہ مردہ کو قبر مین منکر نکیر کے سوال و جواب کے لئے زندہ کرتے ہین پس یہہ حال وقت خاص کا ہوا اور اسمین کسی طرح کی قباحت نہین آئی اگر جو آدمی جو یہہ کہتے ہین کہ اگر وہ مردہ سنتا نہین تو اوس سے سلام علیک کیون کہی جاتی ہے حالانکہ حدیث مین آیا ہے زیارت قبور کے وقت السلام علیک یا اہل القبور کہنا چاہیئے جواب اسکا یہہ ہے کہ خطاب سے یہہ لازم نہین آتا کہ مخاطب سنتا بہی ہو دیکہو بخاری شریف مین ہی کہ حضرت عمر نے پتہر سے کہا کہ انی لاعلم انک حجر لا تنفع ولا تضر اور مکہ معظمہ سے آنحضرت صلعم نے یہہ خطاب کیا (ما اطیبک من بلد واحبک الی ولولا ان قومی اخرجونی منک ما سکنت غیرک یعنی تو

† اور یہہ حدیث اسکی بعد باب المغازی (الآیۃ) جو مروی ہے روایت حضرت عائشہ و عبد اللہ بن عمر کتاب المغازی صحیح بخاری کا [illegible] واقع ہے [illegible] سے مترشح ہے کہ القاء اہل قلیب لصفت سماعت علی سبیل الدوام [illegible] طرق عادت نہ تہا

شہرون مین میرے طرف محبوب ہے اور اگر میری قوم مجکو تجھسے نہ نکالتی تو مین تیرے سوا کہین نہ بستا اور
ہمیشہ مخالفین رمضان مین پڑہتے ہین (الوداع الوداع یا شہر رمضان) حالانکہ شہر رمضان کی
سماعت کا کوئی معتقد نہین ہے اور شاعر کہتا ہے ع اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست حالانکہ
نسیم سحر کی سماعت کا کوئی اعتقاد نہین رکہتا پس معلوم ہوا کہ خطاب مستلزم سماعت کو نہین علاوہ
برین صحیح حدیث مین لفظ غیبت کا بہی آیا ہی السلام علی اہل الدیار من المومنین لیکن چونکہ اسمین ایک
طرح کی تعظیم میت کی پائی جاتی ہے اسواسطے یہہ خطاب مقرر ہوا اور یہہ جو بعض اشخاص کہا کرتے کہ حضرت
عایشہ صدیقہ نے اپنے انکار سے رجوع کیا سو محض باطل ہے کسی صحیح روایت سے رجوع انکا ثابت نہین
ومن ادعی فعلیہ البیان ** اور سفر کرنا واسطے زیارت کے موافق مذہب تحقیق کے جایز نہین رسول
اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد یعنی سفر نکیا جاوے مگر طرف
تین مسجدون کے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور مسجد نبوی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر کرنا
سوا ے مساجد ثلثہ کے جایز نہین اور مستثنی منہ اس حدیث مین لفظ موضع متبرک ہے یا موضع متقرب الیہ
اور بعض اشخاص جو کہتے ہین کہ امام احمد نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا لاتشد الرحال
الی مسجد ینبغی فیہ الصلوۃ سوا وسمین دو طرح سے کلام ہے اول یہہ کہ اس حدیث کی اسناد مین
شہر بن حوشب ہے اور اوسکے توثیق مین اختلاف ہی امام مسلم نے نقل کیا ہے کہ وہ مطعون اور
متروک ہے اور بعض محققین نے اوسکو صاحب اوہام لکہا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
تقریب مین لکہا کہ وہ صاحب اوہام ہی اور واقعی یہہ روایت مخالف صحاح کے ہے بخاری اور مسلم
اور موطا کسی مین یہہ زیادت نہین مذکور ہے دوسرے یہہ کہ امام مالک نے موطا مین نقل کیا عن ابی ہریرہ

قال لقیت بصرة بن ابی بصرة الغفاری فقال من این اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادرکتک قبل ان

کہا ابو ہریرہ نے ملاقات کی مین نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے انہون نے پوچہا تم کہان سے آئے ہو ابو ہریرہ نے کہا کہ مین طور سے آیا ہون

تخرج الیہ ما خرجت سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثة مساجد الخ اور امام احمد بن

پس کہا انہون نے کہ اگر پاتا تجہکو قبل اسکے کہ تو جاتا نہ جانے دیتا سنا ہے مین نے رسول اللہ صلعم سے کہ نہ سفر کیا جاوے مگر تین مسجد ون کی طرف

حنبل نے مسند مین اور ابو زید عمر بن شبہ نمیری نے کتاب اخبار المدینة مین لکہا ہے حدثنا ابن ابی

الوزیر ثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن طلق عن قزعة قال اتیت ابن عمر فقلت انی ارید الطور فقال

انما تشد الرحال الی ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجد المدینة والمسجد الاقصی فدع عنک الطور فلا تاتہ

شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفے شرح موطا مین لکہا مترجم گوید وجہ تخصیص درینجا آنست کہ در جاہلیت سفر

میکردند بمواضع معتبرہ غیر این مساجد بقصد خصوصیت تبرک بآن مواضع منع فرمود تا امر جاہلیت

رواج نگیرد آیا نمی بینی کہ بصرة بن ابی بصرة غفاری سفر را اشتمال بر طور دانست و ابی ہریرہ را از طور

منع کرد انتہی پس اگر مستثنی منہ لفظ مسجد قرار دیا جاوے تو استدلال ابو بصرہ اور عبد اللہ

بن عمر اور ابو سعید خدری اور سکوت ابو ہریرہ وغیرہ کا ہرگز صحیح نہوتا اور صحابہ کرام سے بہتر

دوسرا شخص حدیث کو نہین سمجہ سکتا اور ہرگز جانا ابو ہریرہ کا صرف نماز کے واسطے ثابت نہین

اور اگر بالفرض نماز کے واسطے بہی ہوتا تو مفید مدعا نہ تہا اسواسطے کہ مستثنی منہ مسجد ہے غیر مسجد کا

حکم ہرگز نہ ہوگا تیسیر الوصول مختصر جامع الاصول مین ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ

صلعم لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول صلعم والمسجد الاقصی رواہ الشیخان

علیہ وسلم نے نہ باندہی جاوین کجاوے مگر طرف تین مسجد کے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم اور ترمذی نے مراد یہ ہے کہ

والترمذی المراد لا القصد موضع من المواضع بنیة العبادة والتقرب الی اللہ الا الی ہذہ الاماکن الثلثة تعظیما لہا

نہ قصد کیا جاوے کسی جگہہ کا بہ نیت عبادت اور تقرب الی اللہ کے مگر سوائے ان تین جگہہ کے بوجہ انکی عظمت وشان اور بزرگی کے ۱۲

ولتشریفا لہا انتہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز مین لکہا و از ہمین جا واضح شد

منکر اکبر ابدات بلیغہ کہ در حدیث شریف در نہی از زیارت قبور و لاتشد الرحال الا بسوے سہ موضعی غیر مساجد ثلثة

و آنکه قبور انبیا را مساجد سازند وارد شده و مدعا همین است که درین عمل اکثر جهال را اعتقادی که منتهی
را به بزرگان خود بجهت سجده است بهم میرسد و توجه الی الله صرف محض باقی نمی ماند مگر در دیده و حجاب آن
ارواح انتهی اگر کوئی کہے کہ جب تمہارے نزدیک اس حدیث کے یہہ معنی ٹھہرے تو آنحضرت صلعم کی زیارت
کے باب مین تم کیا کہتے ہو جواب اوسکا یہہ ہے کہ سفر آنحضرت صلعم کی زیارت کے واسطے ہمارے نزدیک درست
ہے اسلئے کہ اس باب مین احادیث وارد ہوئی ہین اور اکثر علما کا یہی مذہب ہے اور حضرت کی زیارت اس سے
مستثنی ہے اور ہر سال قبر پر یا حوالی مین اوسکی کثرت سے چراغ جلانا منع ہے حدیث شریف مین ہے
(لعن رسول الله صلعم زائرات القبور والمتخذین علیه المساجد والسرج یعنی لعنت کے رسول الله صلعم نے اون
عورتون پر جو زیارت قبر کرتے ہین اور اون لوگون پر جو قبرون کو مساجد بناتے ہین اور اوسپر چراغ جلاتے
ہین یہہ حدیث مشکوۃ شریف مین ہے قاضی ثناء الله پانی پتی نے ترجمہ ارشاد الطالبین مین لکھا قبور
اولیا را بلند کردن و گنبد بران ساختن و عرس و امثال آن و چراغان کردن ہمہ بدعت است بعضے

ازان حرام است و بعضی مکروہ پیغمبر خدا صلعم بر چراغ افروزان نزد قبر و سجدہ کنندگان لعنت
گفتہ و فرمودہ که قبر مرا عید و مسجد نکنید در مسجد سجدہ می کنند و روز عید برائے مجمع روزی در سال
مقرر کردہ شدہ رسول کریم صلعم علی رضی الله عنه را فرستاد که قبور مشرفہ را برابر کن و ہر جا که تصویر بیند آنرا محو کند
انتہی اور قاضی ثناء الله صاحب نے تفسیر مظہری مین لکھا کہ نہین جایز ہے یہہ جو جہال کیا کرتے ہین
قبرون پر اولیا کے طواف اور سجدہ اور چراغ جلاتے ہین اور اوسکا نام عرس کہتے ہین اور اوسکو
ہر سال کرتے ہین انتہی یہہ اوس صورت مین ہے کہ اوسمین چراغ قبرون پر جلائے جاوین اور اگر
بغیر چراغ جلائے ہوئے کوئی شخص عرس کرے اور فقط اجتماع پر قناعت کرے جیسا کہ بعض

آدمی کیا کرتے ہین تو اوسکی ممانعت کے لئے یہہ حدیث موجود ہے (عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ

صلعم لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم (رواہ النسائی)

سفر السعادۃ میں ہے و معنی لا تجعلوا قبری عیدا امام سبکی چنین گفتہ کہ مراد آن تخصیص و تعیین وقت

برائے زیارت چنانکہ مر عید را بود بلکہ تمام سال و مدت عمر وقت زیارت است و یا مراد تشبیہ باعیاد است

در اظہار زینت و تجمل و اجتماع چنانکہ در عید امر مرسوم است بلکہ باید کہ بزیارت و دعا و سلام اقتصار کند

انتہی قال الامام الخطیب الحافظ ابوبکر البغدادی انما کان یوم الفطر والنحر لعود کل سنۃ والناس

یعودون الیہ افواجا واجتماعا من الآفاق لیسمی عید العودہ مرۃ بعد اخری فنہی النبی صلعم امتہ

عن الاجتماع علی قبرہ الکریم کاجتماعہم لاقامۃ مراسم العید کفعل اہل الکتاب ویدیہم تشبیہ انبیاءہم

والمعنی لا تجعلوا قبری کالعید ترتیبا وتشمعا واجتماعا انتہی اور بعض لوگ جو حدیث کان النبی صلعم

یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر

کذلک یفعلون سند لاتے ہین سو اوسمین دو طرح سے کلام ہے اول یہہ کہ اس حدیث

کی اسناد نہین معلوم دوسرے یہہ کہ محتمل ہے راس کل حول سے مراد اول السنۃ ہو نہ راس حول سال

میت او محمد بن ابراہیم کے وقت مین تاریخ مقرر ہو چکی تہی علاوہ برین اس حدیث سے اجتماع بعد

ہر سال کے ہرگز مفہوم نہین ہوتا اور بہی یہہ حدیث لا تجعلوا قبری عیدا کی اس تقدیر پر معارض

ہے اور قابل اعتبار نہین لترجیحہ علی ہذا کما لا یخفی اور قوالون کا راگ بامزامیر حرام ہے

اسمین جو اکابر اہل بدعت ہین وہ بہی کلام نہین کرتے جس عرس مین چراغ بکثرت اور

راگ بامزامیر ہو وہ بالاتفاق منع و حرام ہے اور قبر پر غلاف ڈالنا ممنوع ہے اور زینت تقریبا

+ [illegible] صفحہ ۱۹۰ [illegible]

کے چھپا کہ عوام کرتے ہیں شرک ہے نصاب الاحتساب میں اسکو غیر مشروع لکھا ہے اور حضرت مرتضی
علی رضی اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک قبر پر غلاف دیکھا اور اسے منع فرمایا اور مجموعہ خانی میں
ہے کہ قبر کو چھپانا نہ چاہیے کہ علماء مکہ نے اس سے منع کیا ہے ہذا عبارتہ در مضمرات می گوید گور را
نباید پوشانید زیرا کہ عادت انصاری است و جامہ برگور نہادن نباید و زیرا کہ علمای مکہ مکروہ داشتہ اند
انتہی اور بہشت کی چادر چڑہانا شرک ہے
اور طواف کرنیکا یہہ حال ہے نہر الفائق میں معراج الدرایہ سے نقل کیا وصرح فی المعراج
بانہ لو طاف حول المسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر اور نہایہ حاشیہ ہدایہ میں بہی کہ بڑی معتبر
اگر مسجد کا کوئی شخص طواف کرے سوا کعبہ کے اوسپر خوف کفر کا ہے ۱۲
کتاب ہے اسیطرح ہے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے فتوی میں لکھا کہ پرستش آنستکہ
سجدہ بکند یا طواف نماید یا نام او را بطریق تقرب ورد سازد یا ذبح جانور بنام او بکند یا
خود را بندہ فلانی بگوید و ہر کہ از مسلمانان جاہل باہل قبور این چیز با بعمل آرد فی الفور کافر گردد
و از مسلمانی بر آید تصحیح المسائل میں بہی یہہ فتوی منقول ہے ملا علی قاری نے شرح مناسک
میں لکھا (ولا یطوف ای لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ
اور کسی جگہ متبرک کا طواف نکرے کیونکہ طواف خصوصیات کعبہ شریف سے ہے پس حرام ہے انبیا اور اولیا کے
فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ العامۃ والجہلۃ ولو کانوا فی صورۃ المشایخ
قبور کا طواف کرنا اور فعل جہلا و عوام قابل اعتبار نہیں اگرچہ وہ مشایخ یا علما کی صورت میں ہوں ۱۲
والعلماء) قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالا بد منہ میں لکہا سجدہ کردن برائے قبور انبیا و اولیا
و طواف نمودن و دعا از انہا خواستن و نذر برای ایشان قبول کردن حرام است بلکہ چیزے
ازان بکفر می رساند انتہی اور جو بعض علما نے غیر معتبر کتابوں میں طواف کو درست لکھدیا ہے سو
محض غلط ہے اور ہرگز قابل اعتبار نہیں اور سجدہ کرنا غیر اللہ کو کفر اور شرک ہے اور

بعض لوگون نے تقسیم کی ہے کہ سجدہ عبادت شرک اور کفر ہی اور سجدہ تحیت حرام لیکن یہہ
بات خلاف تحقیق ہے ملا علی قاری نے شرح مشکواۃ مین لکھا (سبب لعنتهم اما لانهم کانوا
لعنت اہل کتاب کا سبب یہ
یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لهم وذلک هو الشرک الجلی) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری نے
کہ وہ نبیوں کی قبروں کو تعظیم کے واسطے سجدہ کرتے تھے یا وہ یہ جانتے شرک ہے
سے خوب تحقیق یہ بات کی ہو جاتی ہے اور جو لوگ سجدہ کی تقسیم کرتے ہین سو وہ یہہ وجہ
بیان کرتے ہین کہ اگلی شریعتون مین سجدہ تعظیمی درست تہا اور اس شریعت مین ممنوع ہوا
جیسا سجدہ فرشتون کا حضرت آدم کو اور سجدہ بہائیون حضرت یوسف کا اونکے لئے پس
کفر کیونکر ہوگا اوسکا جواب یہہ ہے کہ سجدہ فرشتون کا اور حضرت یوسف کے بہائیون کا
بطریق انحنا اور جہکنے کے تہا نہ بطریق پیشانی رکہنے کے تفسیر جلالین اور تفسیر معالم التنزیل
کو دیکہو علاوہ برین زندہ کے حق مین تمہارے گمان کی موافق جائز تہا نہ مردون کے واسطے
اور یہہ جو براق مین لکہا ہے کہ بعض فقہانے سجدہ کو درست لکہا ہے سو یہہ بات غلط ہے .
مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے رجوم الشیاطین مین لکہا ہے کہ کسی فقیہ نے اسکو تجویز نہین
کیا اور بوسہ دینا بہی قبر کو درست نہین اور نصاری کی عادات مین سے ہے احیاء العلوم مین
لکہا ہے (ولا یمسح القبر ولا یمسه ولا یقبله فان ذلک من عادة النصاری) اور شیخ عبد الحق
نے مدارج النبوۃ مین کہا و بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و کلہ نہادن حرام و ممنوع است
و در بوسہ دادن قبر والدین روایت فقہی نقل می کنند و صحیح آنست کہ لا یجوز است اور ترجمہ
مشکوۃ مین لکہا و مسح نکند قبر را بدست و بوسہ نہد آنرا و منحنی نشود و رو بخاک نمالد و این عادت
نصاری است اور ملا علی قاری نے معین العلم کی شرح مین لکہا (ولا یقبل فانه زیادة

علی الحسن فہو اولی بالنہی) آور بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ شاہ عبد العزیز صاحب بوسہ قبر کے مجوز
تھے سو یہہ بات محض غلط ہے شاہ عبد العزیز صاحب بوسہ کو منع فرماتے تھے البتہ شاہ ولی اللہ
صاحب کی قبر کا بوسہ لیتے تھے تمام شاہ جہان آباد مین یہہ بات مشہور ہے اور بوسہ جہال
کو نافع اور ضار سمجھکر لیتے ہین شرک ہی اور حضرت پیران پیر نے غنیۃ الطالبین مین بوسہ
کو منع لکھا ہے (واذا زار قبرا لم یضع یدہ علیہ ولا یقبلہ فانہ عادۃ الیہود) یعنی جب تو قصد کرے
زیارت کرنی قبر کی نہ رکھے ہاتھہ اپنا اوسپر اور نہ بوسہ لیوے کیونکہ وہ عادت یہود کی ہے

سوال چہارم - کہانا سامنے رکہکر ہاتہہ اوٹھاکر فاتحہ پڑہنا کیسا ہی آور تعین سوم و
دہم و چہلم وغیرہ کی جو واسطے ایصال ثواب کے کرتے ہین درست ہے یا نہین **الجواب** کہانا
سامنے رکہکر ہاتہہ اوٹھاکر فاتحہ پڑہنا بدعت ہے اور رسوم ہنود سے ہے عربستان مین بہت
سی بدعتین ہر چند کہ مروج ہوگئین لیکن یہہ بدعت وہان مروج نہین رسالہ شوارق کلکتہ مین
مطبوع ہوا ہے علماے مکہ کی مہرین اوسمین موجود ہین کہ منجملہ اونکی شیخ جمال شیخ الکمتہ مفتے اور
شیخ محمد ابن حسین کتبی حنفی اور شیخ صدیق بن عبد الرحمن کمال مدرس مکہ اور سید حسین مکی محدث
مالکی مصلی کے امام اور مفتی محمد وجیہہ صاحب فقیہ مدرس کلکتہ اور قاضی عبد الباری قاضی کلکتہ
ہین البتہ ثواب پہنچانا مردے کو بلا تعین اور بغیر سامنے کہانا رکہنے کے امام اعظم صاحب کے مذہب
کے موافق جائز ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی اسطرح پر ہی کہ عبادت تین قسم پر ہی مالی اور بدنی
اور مرکب مالی کا ثواب اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق پہنچتا ہے معتزلہ البتہ اسکے منکر ہین اور بدنی
مثل تلاوت قرآن مختلف فیہ ہے امام شافعی کے نزدیک اوسکا ثواب نہین پہنچتا اور

حنفیوں میں اختلاف ہی لیکن زیادہ حنفیوں کے نزدیک یہ ہے کہ بدنی کا بھی ثواب پہونچتا ہے
اور ان میوہ اور تخصیصات جیسا کہ مروج ہے کسی عالم کے نزدیک جو قابل اعتبار ہو ایصال ثواب
درست نہیں اگر کھانا محتاجوں کو دیکر کچھ قرآن شریف پڑھ دیا کریں تو فقہا کے نزدیک جائز ہے
اور رسمیں سوم و دہم و چہلم کی جو واسطے ایصال ثواب کے کرتے ہیں وہ بدعت ہیں شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے شرح سفر السعادت میں لکھا و عادت نبود کہ برائے میت جمع غیر وقت نماز جمع شوند
و قرآن خوانند و ختمات خوانند بر سر گور و نہ غیر آن و این مجموع بدعت است و مکروہ نعم تعزیت
اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما این اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب
تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است و حرام اور شیخ نے مدارج النبوہ
میں بھی اسی طرح لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے مقالۃ الوصیۃ میں لکھا دیگر از عادات
شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتم ہا و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ و این ہمہ را در عرب اول
وجود نبود مصلحت آنست کہ غیر تعزیت وارثان میت تا سہ روز و طعام ایشان یک شبانہ روز
رسمی نباشد فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع
مکروہ ہے مقرر کر لینا کھانا کا پہلے روز اور تیسرے روز اور بعد ہفتہ کے اور قبر پر لیجانا
ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم
اوسکا اوقات معینہ میں اور تعین دعوت کے واسطے تلاوت قرآن کی اور جمع کرنا صلحا و فقرا کا واسطے ختم کے یا واسطے پڑھنے سورۂ انعام و
او لقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص انتہی اور شرح منہاج نووی میں ہے الاجتماع علی المقبرۃ
اخلاص کے
مقبرہ پر تیسرے روز جمع ہونا
فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام المخصوصۃ کالثالث و
اور پہول اور خوشبو کا تقسیم کرنا اور واسطے کہانے ایام کے معین کرنے جیسے تیسرا یا پانچواں یا نواں دسواں بیسواں چالیسواں
والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشہر السادس والسنۃ بدعۃ ممنوعۃ انتہی
ششماہی اور برسی بدعت ہے اور ممنوع ہے
اور مخالفین کی عبارت جو بعض لوگ سند میں جواز کے لاتے ہیں مردود ہے ہرگز اون کے مقید مدعا نہیں

اسواسطے کہ اوسمین اجتماع یوم ثالث کا ہرگز ذکر نہین بلکہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ جو لوگ ایصال
ثواب کے واسطے اکثر مجتمع ہوکر قرآن شریف پڑہا کرتے ہین اور دلیل تعین اس مراد کی یہہ ہے کہ وہ
اس مسئلہ کو اجماعی بتلاتا ہے اور یہہ مسئلہ فی نفسہ حالانکہ صحیح بہی نہین چہ جائیکہ اجماعی ہو اور
نہ ہر عصر اور زمانہ مین اوسکا رواج تہا جیسا کہ عینی نے کہا اور علامہ قرطبی نے اس مسئلہ کو تذکرہ مین
بیاسبا لکہا ہے اور یہہ قول عینی کا کہ مالکیہ اور شافعیہ سے کسی نے انکار نہین کیا محض غلط ہے

سوال پنجم - گچہہ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا درست ہے یا نہین **الجواب** گچہہ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا
درست نہین چنانچہ احادیث صحیحہ اور کتب فقہ معتبرہ سے یہہ امر ثابت ہے عن جابر رض قال نہی
حضرت جابر سے روایت ہے
رسول اللہ صلعم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد رواہ مسلم وعن ابی الہیاج الا
کہ منع فرمایا رسول خدا صلعم نے قبر پر گچ کرنے اور عمارت بنانے اور بیٹہنے سے ۱۲
قال قال لی علی رض الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلعم الا تدع تمثالا الا طمستہ و
لا قبرا مشرفا الا سویتہ رواہ مسلم یعنی ابو الہیاج اسدی نے کہا کہ جناب مرتضی علی نے
مجہسے کہا کہ آگاہ ہو جا کہ بہیجتا ہون مین تجہکو اوس کام پر کہ جسپر بہیجا تہا مجہکو رسول خدا
صلعم نے نہ چہوڑنا کوئی تصویر مگر یہہ کہ نابدید کر دے تو اوسکو اور نہ چہوڑنا کوئی قبر بلند مگر یہہ کہ
برابر کرے تو اوسکو روایت کیا مسلم نے اور شرح نسائی مین ہے اختلفوا فی البناء فذہب الامام
اختلاف کیا علما نے بنا کرنے مین علی القبر
احمد وابو حنیفۃ فی روایۃ والرافعی والبداود والظاہری انہ حرام مطلقا سواء کان فی مقبرۃ
امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا ایک روایت مین اور رافعی اور داؤد ظاہری کا یہہ ہے کہ وہ مطلق حرام ہے خواہ مقبرہ ملک بانی مین ہو یا نہو اور
او فی ملک البانی وقال مالک والشافعی والثوری والاوزاعی وابو حنیفۃ فی روایۃ اخری انہ
امام مالک اور شافعی اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور ابو حنیفہ ایک روایت مین اسطرف گئے ہین کہ بنا اوس مقبرہ پر کہ ملک بانی ہو حرام ہو
حرام ان کان فی مقبرۃ مسبلۃ ومکروہ ان کان فی ملک البانی انتہی امام نووی نے شرح صحیح
ہے ورنہ حرام ۱۲
مسلم مین حدیث جابر کے متعلق لکہا ہے اما البناء علیہ فان کان فی ملک البانی فمکروہ وان کان
اور قبر پر بنا کرنا مکروہ ہے اگر جگہ بنا کی مالک کی ہو ورنہ حرام سے

فی مقبرة مسبلة فرام نص علیه الشافعی والاصحاب قال الشافعی فی الام ورأیت الائمة بمکة یامرون
بهدم ما یبنی ویؤید الهدم قوله صلعم ولا قبرا مشرفا الا سویته انتهی ابن حجر مکی نے تحفہ میں لکھا
ولو بنی فی مقبرة مسبلة هدم وجوبا لحرمته کما فی المجموع لما فیه من التضییق مع ان البناء یتأبد بعد
انمحاق المیت فیحرم الناس تلک البقعة وقد افتی جمع بهدم کل ما بقرافة مصر من الابنیة حتی قبة امامنا
الشافعی التی بناها بعض الملوک وینبغی لکل احد هدم ذلک ما لم یخش منه مفسدة فیتعین الرفع
الی الامام اخذا من کلام ابن مرفعة فی الصلح انتهی اور منح الغفار میں لکھا ہے ولا یجصص القبر و
لا یطین ولا یرفع علیه بناء لحدیث جابر نهی رسول الله صلعم ان یجصص وان یقعد و
ان یبنی علیه وان یکتب علیه وان یوطأ والتجصیص طلاء البناء بالجص بالکسر والفتح کذا فی المغرب
وفی الخلاصة ولا یجصص القبر ولا یطین ولا یرفع علیه بناء انتهی اور مستملی شرح منیة المصلی
میں ہے وعن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذلک انتهی اور
مجالس الابرار میں لکھا ہے وکذا القباب التی بنیت علی القبور یجب هدمها لانها اسست علی
معصیة الرسول ومخالفته وکل بناء اسس علی معصیة الرسول ومخالفته فهو بالهدم اولی من
مسجد الضرار ولانه علیه السلام نهی من البناء علی القبور ولعن المتخذین علیها مساجد فیجب
المبادرة الی هدم ما نهی عنه رسول الله صلعم ولعن فاعله انتهی قاضی ثناء الله پانی پتی نے
ما لا بد منه میں لکھا آنچه بر قبور اولیاء عمارتهای رفیع بنا می کنند و چراغان روشن می کنند
و از این قبیل هر چه می کنند حرام است یا مکروه انتهی اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ویکره
البناء علی القبور انتهی ملخصا صاحب تصحیح المسائل نے جو درمختار سے نقل کیا کہ اور دین

بنا علی القبور کو جایز لکھا ہے غلط ہے عبارت درمختار کی یہہ ہے (لا یطین ولا یرفع علیہ
نہ لیپی جاوے نہ بلند کیجاوے اوسپر بنا
بناء وقیل لا باس بہ وہو المختار کذا فی کراہیۃ السراجیۃ) اب یہان پر دو وجہ بیان کرتے ہین
اور کہا گیا ہے کہ اوسکا کچھ مضایقہ نہین اور وہی مختار ہے ایسا ہی ہے کتاب الکراہیۃ سراجیہ مین ۱۲
کہ جس سے عدم فہم مطلب صاحب تصحیح کا ظاہر ہو جاوے صاحب درمختار نے حوالہ
سراجیہ کا کیا اور سراجیہ مین یون ہے (وذکر فی تجرید ابی الفضل ان تطیین
اور ذکر کیا تجرید ابو الفضل مین یہ کہ لیسنا قبرون کا مکروہ ہے
القبور مکروہ والمختار انہ لا یکرہ) ضمیر لا باس بہ کی تطیین کی طرف کہ جو مفہوم
اور مختار یہہ کہ مکروہ نہین ہے ۱۲
لا یطین سے ہے راجع ہے اور خود سراجیہ مین بنا کو مکروہ لکھا ہے دوسرے یہہ
خود صاحب درمختار نے آگے بڑھ کر آخر باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم مین اس
امر کو بذیل قول مات اوصی بان یطین قبرہ او یضرب علیہ قبۃ فہی باطلۃ کہولدیا
وصیت اس امر کی کہ اوسکی قبر لیپی جاوے یا اوسپر قبہ لگایا جاوے باطل ہے ایسا ہی ہے خانیہ وغیرہا
حیث قال کما فی الخانیۃ وغیرہا وقدمناہ عن السراجیۃ وغیرہا لکن قدمنا منہا فی الکراہیۃ
مین اور فتاوی سراجیہ وغیرہا سے ہم پہلے نقل کر چکے لیکن کتاب الکراہیۃ مین سراجیۃ سے ہم ذکر کر چکے کہ قبرون کا لیپنا علی القول
انہ لا یکرہ تطیین القبور فی المختار فینبغی ان یکون القول ببطلان الوصیۃ بالتطیین بنیا
المختار مکروہ نہین پس بطلان وصیت کو لیپنے کی کراہت پر مبنی سمجہنا چاہیے اسواسطے کہ وہ اس تقدیر پر وصیت
علی القول بالکراہیۃ لانہا حینئذ وصیۃ بالمکروہ اور بعض علما نے ایک وجہ اور بہی لکہی
بالمکروہ ہوگی ۱۲
ہے کہ خود صاحب درمختار لکہتا ہے یکرہ الزیادۃ علی ما خرج منہ لانہ بمنزلۃ البناء طوالع
مکروہ ہے زیادتی اوسپر جو قبر سے خارج ہو اسلیے کہ وہ بمنزلہ بنا کے ہے القبور کے
حاشیہ درمختار مین ہے قولہ بمنزلۃ البناء طوالع حاشیہ درمختار مین ہے قولہ بمنزلۃ البناء
والبناء مکروہ فکذلک ہذا انتہی اور بعض محشین نے جو مرجع لا باس بہ کا تطیین اور
اور بنا مکروہ ہے پس ایسی ہی یہہ ۱۲
بنا کو قرار دیا وہ مبنی غفلت پر ہے شامی نے ردمحتار مین اسکی شرح بخوبی کی ہے
اور بہی صاحب تصحیح نے میزان شعرانی سے نقل کیا قول الائمۃ الثلثۃ ان القبر لا یبنی علیہ
قول تین امامون کا یہہ ہے کہ قبر پر بنا اور گچ نہ کیا جاوے
ولا یجصص مع قول ابی حنیفۃ بجواز ذلک فالاول مشدد والثانی مخفف انتہی
مع قول ابو حنیفہ کے اسکے جواز کے ساتھ پس اول مشدد ہے اور دوسرا مخفف ۱۲

سواسمین بھی دو وجہ سے کلام ہے اول یہ کہ نقل مخالف کتب معتبرہ حنفیہ ہے مثل عینی
شرح کنز اور فتاوی عالمگیری اور بحر الرائق اور در مختار اور مواہب الرحمان
کے بلکہ بعض کتب معتبرہ مین بالتصریح لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بنا علی القبور مکروہ
وممنوع ہے چنانچہ برہان شرح مواہب الرحمان اور محیط اور قاضی خان اور مستملی
شرح منیۃ المصلی مین مذکور ہے اور دوسری یہ کہ میزان مین ہے قول الائمۃ الثلثۃ
قول تینوں اماموں کا استحباب
باستحباب القراۃ للقرآن عند القبر مع قول ابی حنیفۃ بکراہتہا حالانکہ خود صاحب تصحیح
قرأت قرآن کا ہے نزدیک قبر کے ساتھ قول ابوحنیفہ کے اوسکے کراہت کے ساتھ ۱۲
نے نقل کیا واختلف فی اجلاس القارئین للقراۃ عند القبر والمختار عدم الکراہۃ پس اگر
اور اختلاف کیا گیا قاریوں کے بٹھلانے میں نزدیک قبر کے واسطے قرأت کے اور مختار عدم کراہت ہے ۱۲
قول امام ابوحنیفہ کا بھی ہووے تو غیر مختار ہے اور مخالف احادیث صحیحہ کے اور مرقات سے
جو بعض اشخاص نقل کرتے ہین وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین
اور مباح رکھا ہے سلف نے بنا کو قبر مشائخ اور علماء مشہورین پر تاکہ لوگ اونکی زیارت
لیزورہم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ سو یہ قول ملا علی قاری کا نہین ملا علی قاری نے
کرین اور راحت پاویں بیٹھکر اوس میں ۱۲
شرح کل بدعۃ ضلالۃ مین لکھا ہے ما انکرہ ائمۃ المسلمین کالبناء علی القبور وتجصیصہا
بدعت ضلالت وہ ہے جسکو ائمہ مسلمین نے منکر جانا ہو جیسے قبر پر بنا کرنا اور گچ کرنا
اور پھر مفاتیح سے نقل کرتے ہین کہ اوسکے مصنف نے ایسا کہا حالانکہ خود مفاتیح میں اگر
بدعت ضلالہ کے بیان مین مرقوم ہے وبدعۃ السیئۃ ما انکرہ ائمۃ المسلمین کالبناء
اور بدعت سیئہ وہ ہے جسکو ائمہ اسلام نے برا کہا ہو جیسے قبر پر
علی القبور وتجصیصہا قال النبی صلعم نہی عن ذلک معلوم نہین کہ وہ سلف کون ہین کہ جنہون
اور بنا کرنا سیلے کا آنحضرت صلعم نے اسے منع فرمایا ہے ۱۲
نے مخالف احادیث صحیحہ اور ائمہ عظام وفقہای کرام کے بنا کو مباح جانا بعض اشخاص مخالفین سے
سنا کہ شامی نے رد المحتار مین بنا کو جائز رکھا ہے اسواسطے عبارت شامی کی یہان لکھی جاتی
ہے قولہ وقیل لا باس بہ الخ المناسب ذکرہ عقب قولہ ولا یطین لان عبارۃ السراجیۃ

کما نقلہ الرحمتی وکرہ فی تجرید الفضل ان تطیین القبور مکروہ والمختار انہ لا یکرہ آلخ
جیسا کہ نقل کیا ہے رحمتی نے تجرید الفضل میں مذکور ہے کہ لیسنا قبروں کا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ وہ مکروہ نہیں
واضاف الیہ المصنف فی المنح ایضاً و اما البناء علیہ فلم ار من اختار جوازہ وفی شرح المنیۃ
اور زیادہ کیا اسپر مصنف نے منح میں بھی اور بنا قبر پر پس نہیں دیکھا میں نے کسکو اختیار کیا ہو جواز اسکا اور شرح منیہ میں
المختار انہ لا یکرہ التطیین وعن ابی حنیفۃ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبۃ او نحو ذلک
منیۃ المستملی میں ہے مختار یہ ہے کہ لیسنا قبر کا مکروہ نہیں اور ابو حنیفہ سے منقول ہے یہ کہ مکروہ ہے بنا کرنا قبر پر ہر قسم کی عمارت کا
لما روی جابر نہی رسول اللہ صلعم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا وان یبنی علیہا رواہ
گنبد ہو یا قبہ یا اور مثل اسکے واسطے روایت جابر کے کہ منع فرمایا رسول خدا صلعم نے اس کو کہ گچ کیا جاوے قبر یا لکھا جاوے یا بنا کیجاوے اوسپر روایت کیا اسکو مسلم نے
مسلم وغیرہ الخ **سوال ششم** بتخصیص ربیع الاول مولد شریف کا پڑھنا اور اوسوقت لوبان
کا جلانا اور تعظیماً وقت ذکر ولادت قیام کرنا اور آدمیوں کا مجمع کرنا اور شیرینی کا تقسیم کرنا اس
ہیئت مجموعی کے ساتھ منعقد کرنا مجلس کا درست ہے یا نہیں **الجواب** اگرچہ باتیں مذکورہ سوال بے اصل
ہیں لیکن دو باتوں کی تنقیح ضرور ہے کہ آیا منعقد کرنا مجلس مولد کا بتخصیص ماہ بتخصیص ہیئت اجتماعیہ اور دوسرے
قیام وقت ذکر ولادت تعظیم کے واسطے کرنا ثواب ہے ہم دونوں باتوں کی تنقیح کرتے ہیں اولا
سننا چاہیے کہ اسباب میں ہمارے زمانہ میں نہایت درجہ کا اختلاف اور شور ہے اور بہت اہل بدعت
ان باتوں کو مدار ایمان اور کفر کا سمجھتے ہیں اور یہی بات مابہ الامتیاز اہل سنت اور اہل بدعت
کی عوام کے نزدیک ہو رہی ہے تو اب سبکو پہلے یہ بات دیکھنی چاہیے کہ آیا یہ امر سنت اور
مستحب ہی یا نہیں کتابوں کے دیکھنے سی معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر مسنون نہیں اور زمانہ صحابہ اور تابعین
میں اسکا وجود نہیں تہا اور مائۃ سادسہ میں اس امر کا احداث ہوا ہے ایک شخص اربل کا
بادشاہ کہ نام اوسکا مظفر الدین تہا اوسنے اسکی ترویج کی اور شیخ عمر بن محمد نے اسکو ایجاد کیا حافظ
ابن حجر عسقلانی نے کہا اصل عمل المولد بدعۃ لم ینقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلثۃ
یعنی عمل مولد کا بدعت ہے نہیں نقل کیا گیا ہے سلف صالح سے قرون ثلثہ میں اور حافظ

سخاوی نے بھی لکھا عمل المولد الشریف لم ینقل من احد من السلف الصالح من القرون الثلثة وانما حدث بعد وبہہ بات رسائل مخالفین مین مذکور ہے توجب سنت اور مستحب شرعی ہونا اسکا مفقود ہوا اب اختلاف ہے اسباب مین کہ آیا یہہ بدعت حسنہ ہے یا سیئہ تو بغیر تدقیق نظر کے معلوم نہین ہوسکتا اسواسطے ہمنے یہہ التزام کیا کہ مخالفین وموافقین کے رسائل اور دلائل اس باب مین دیکہین پہر جو کچہ حق معلوم ہوا اسکو لکہین لیکن قبل اسکے اثبات کا جاننا بہی ضرور ہے کہ جو مولد عوام مین اکثر شہرون ہندوستان مین ہوتا ہے وہ بالاتفاق ممنوع ہے اور اگلے علماء مجوزین نے اوسکو جایز نہین لکہا جلال الدین سیوطی نے جو بڑے مجوز مولد کے ہین اپنے رسالہ مین لکہا ہے نزدیک اصل مولد کی یہہ ہے کہ لوگ جمع ہون اور کچہ قرآن شریف پڑہین اور کچہ حدیثین جو ابتداے پیدایش آنحضرت صلعم مین وارد ہوئی ہین اور جو کچہ عجائب حضرت کی پیدایش کے وقت واقع ہوئے ہین اور پہر دسترخوان بچہایا جاوے اور لوگ کہانا کہا کر چلے جاوین اس سے زیادہ کوئی اور چیز نہووے چنانچہ لکہتے ہین عندی ان اصل المولد الذی ہو

ترجمہ اس عبارت کا قبل مین ہے مذکور ہوچکا ہے

اجتماع الناس وقرأۃ ماتیسر من القرآن وروایۃ الاخبار الوارۃ فی مبدا النبی صلعم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم تمد لہم سماط یاکلونہ وینصرفون عن غیر زیادۃ علی ذلک من البدع الحسنۃ التی یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلعم واظہار الفرح والاستبشار بمولد الشریف انتہی اور جس مولد مین روایتین بے اصل اور جہوٹی پڑہی جاوین اوسکے منع ہونے مین کسیکو کلام نہین جیسا کہ تمام دیار ہندوستان مین جاری ہے الا ماندر لیکن معلوم ہو جو مولد ہندوستان مین رایج ہے اسمین شریک ہونا جایز نہین ہے اور علماء مجوزین نے

جس طرح لکہا ہے اوسطرح ہر ہرگز کہین نہین ہوتا مگر شاید کہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہو سیوطی کا
قول گذر چکا صاحب سیرت شامی نے بہی ایسا ہی لکہا ہے اب وہ دلائل اور براہین
لکہتے ہین کہ جنسے مولد کا جایز ہونا مخالفین ثابت کرتے ہین اور اسمین تفصیل بہت سی کرینگے
تو منصف عاقل کو انصاف کرنا ضرور ہے اور پہر اپنی دلائل ممانعت کی پیش کرینگے اول
دلیل جو نہایت قوی ہے وہ یہہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے کہا (قد ظہر لی تخریجہا علی اصل ثابت
بیشک ظاہر ہوئی واسطے میرے تخریج اوسکی اوپر
وہو ما ثبت فی الصحیحین ان رسول اللہ صلعم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومون عاشوراء فسألہم
اصل ثابت کے وہ یہہ کہ مروی ہے صحیحین مین کہ جب رسول خدا صلعم تشریف لائے مدینہ مین پایا یہود کو روزہ رکہتے عاشورہ کا استفسار کیا
فقالوا ہذا الیوم اغرق اللہ الفرعون فیہ ونجا موسی فنحن نصوم شکرا للہ تعالی فقال انا احق
وسے کیفیت اس روزہ کی کہا انہون نے کہ یہہ وہ روزہ ہے جسمین غرق کیا تہا اللہ نے فرعون کو اور نجات پائی حضرت موسی نے
بموسی فصامہ وامر بصیامہ انتہی مخالفین کہتے ہین کہ اس حدیث سے جواز تعین سرور اور اظہار
روزہ رکہتے ہین ہم شکر کا واسطے اللہ تعالی کے فرمایا حضرت نے کہ مین لایق ہون ساتہہ موسی کے پس روزہ عاشورہ کا بذات خود بہی رکہا اور لوگون کو
خوشی ہر سال مین ظاہر ہے اسواسطے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو نجات پائی ہوئی بہت عرصہ گذرا
بہی حکم دیا ۱۲
تہا باوجود اوسکے رسول اللہ صلعم نے روزہ خوشی کیواسطے رکہا پس خوشی کرنا بدون تجدد نعمت
کا ثابت ہوا اور مانعین جو کہتے ہین کہ بدون تجدد نعمت کے خوشی کرنا خلاف عقل ہے باطل
ہوگیا اوسکا جواب یہہ ہے کہ صحیحین مین دوسری جگہہ موجود ہے فصامہ موسی شکرا للہ فنحن نصومہ
پس روزہ رکہا تہا عاشورہ کا موسی نے واسطے شکر اللہ کے پس ہم
فقال رسول اللہ صلعم نحن احق واولی بموسی منکم انتہی شیخ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین لکہا یعنی
بہی روزہ رکہتے ہین اوسکا فرمایا رسول خدا نے کہ ہم احق واولی ہین ساتہہ موسی کے بنسبت تمہارے ۱۲
نحن نصوم موافقۃ لموسی لا موافقۃ لکم انتہی پس معلوم ہوا کہ روزہ آنحضرت صلعم کا اظہار الفرح
ہم روزہ رکہتے ہین واسطے موافقت موسی کے نہ واسطے موافقت تمہارے کے ۱۲
بدون تجدد نعمت کے بعد امتداد زمانہ کے نہ تہا جیسا کہ اہل مولد گمان کرتے ہین بلکہ محض واسطے
موافقت حضرت موسی علیہ السلام کے تہا ابن حجر اور سیوطی سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ

اس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا صاحب سیف الاسلام نے اس جواب کے رد میں لکھا حالانکہ تو
کہ ہرگاہ حضرت موسی علیہ السلام در یوم معین شکریہ نعمت و استبشار عبادت صوم برائے او تعالی
آوردند و آنحضرت صلعم در مثل آن روز کہ فاصلہ صدہا سال میداشت بے تجدد نعمت ادائے شکر این نعمت
سابقہ کہ در مثل آن روز شدہ بود بموافقت حضرت موسی علیہ السلام فرمودہ محل مقصود حافظ
ابن حجر وغیرہ بہ ثبوت رسید انتہی اور کہتے ہیں کہ حافظ ابو الفضل ابن حجر و امام سیوطی استدلال
خود را بجائے بودن صوم آنحضرت بمخالفت حضرت موسی مبنی نمودہ اند تا از بودن آن صوم بجہت
موافقت استدلال شان مخدوش گردید انتہی سو یہ بات نہایت پوچ ہے کہ اسقدر بھی نہ سمجھے کہ
کلام اسباب میں ہے کہ ایک خوشی کو صدہا برس ہو گئے ہوں اوسکے بعد خوشی کرنا اپنی طرف سے
نہایت بیہودہ بات ہے مثلاً آنحضرت صلعم پیدا ہوئے اور بعد اوسکے اس جہان سے رحلت فرما ہوئے
اور اس پیدائش کو صدہا برس گذرے اوسکے بعد اب خوشی کرنا محض نادانی ہے اور حضرت موسے
علیہ الصلوۃ کی نجات اور اغراق فرعون میں جو آپنے روزہ رکھا وہ صرف حضرت موسی کی موافقت کے
سبب سے تھا یعنی بطریق احیاء سنت اور مثبتین کو جب مفید ہوتا کہ ابتدا اس فعل آنحضرت صلعم
سے بعد مرور دہور کے واقع ہوتا پس محل مقصود حافظ ابن حجر کا ہرگز حاصل نہوا اور یہ کہنا
کہ ابن حجر نے اپنے استدلال کو کہاں پر اور پر جنہوں نے روزہ آنحضرت کے مخالفت موسی پر مبنی کیا ہے
مبنی بے فہمی پر ہے اسواسطے کہ ابن حجر نے اس فقرہ کا لحاظ نکیا فصامہ موسی شکرا للہ اور
جب اس فقرہ کا لحاظ کیا جاتا ہے تب یہ استدلال انکا محض بے اصل ٹھہرتا ہے اور
دوسری دلیل یہ ہے کہ سیوطی نے کہا کہ مجکو ایک دلیل اور معلوم ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ

روایت کیا بیہقی نے انس سے ان النبی صلعم عق عن نفسہ بعد النبوۃ مع ان جدہ عبد المطلب عق
نبی صلعم نے عقیقہ کیا اپنا بعد نبوت کے حالانکہ حضرت کی دادی عبد المطلب نے عقیقہ حضرت کا کیا تھا
عنہ فی سابع ولادتہ والعقیقۃ لا تعاد مرۃ ثانیۃ الخ سو یہہ دلیل بھی مخدوش ہے چند وجہ سے عدہ
روز ولادت سے کیا تھا اور عقیقہ اعادہ نہیں کیا جاتا دوسری بار ۱۲
یہہ ہے کہ مواہب لدنیہ کی شرح میں بعد نقل اسکے سیوطی سے کہا ولتعقبہ النجم بانہ حدیث منکر کما قالہ
الحافظ بل قال فی شرح المہذب انہ حدیث باطل فالتخریج علیہ ساقط انتہی اور ابن حجر عسقلانی
فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں (ونقل عن نص الشافعی فی البویطی انہ لا یعق عن کبیر ولیس
اور امام شافعی سے منقول ہے کہ کہا انہوں نے بویطی میں کہ نہ عقیقہ کیا جاوے بالغ
ہذا نصا فی منع ان یعق الشخص عن نفسہ بل یحتمل ان یرید ان لا یعق عن غیرہ اذا کبر وکانہ اشار
سے اور نہیں ہی یہہ نص اس باب میں کہ کوئی آدمی اپنا عقیقہ کرے بلکہ محتمل ہے اسکو کہ ارادہ کیا ہو انہوں نے اسکا کہ نہ عقیقہ کرے دوسرے
بذلک الی ان الحدیث الذی ورد ان النبی صلعم عق عن نفسہ بعد النبوۃ لا یثبت انتہی اور انسان
کا سبو قت کہ وہ خود بالغ ہو جاوے اور گویا کہ انہوں نے اشارہ کیا اس سے اس امر کی جانب کہ حدیث عقیقہ کرنے آنحضرت صلعم کا اپنے نفس کا
العیون یعنی سیرت حلبی میں اس حدیث کو منکر کہا ہے اور شہاب الدین احمد بن بدر الدین شافعی نے
بعد نبوت کے ثابت نہیں ہے ۱۲
منہج القویم میں اس حدیث کو باطل لکھا اور اور وجوہ بعض رسائل علماء اہل سنت میں مذکور ہے
ترک کیا ہا للاطناب اور ایک دلیل بحیلی مجوزین کے کلام میں دیکھی گئی وہ یہہ کہ قتادہ سے مروی ہے
سئل رسول اللہ صلعم عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی الحدیث سے معلوم
دریافت کیے گئے رسول خدا صلعم روزہ دوشنبہ سے فرمایا کہ اس روز پیدا ہوا ہون میں اور اوسی روز نازل ہوا کلام الہی مجہپر ۱۲
ہوا کہ خوشی کرنا ساتھ عبادت کے مثل روزہ وغیرہ کے شرع میں درست ہے چنانچہ حضرت صلعم نے بھی
اپنی پیدایش کی خوشی کر کے روزہ رکھا تھا جواب اس استدلال کا کئی طرح پر ہے اول یہہ کہ اس حدیث
سے یہہ بات نہیں معلوم ہوتی کہ آنحضرت صلعم نے یہہ روزہ بسبب بات کے رکھا ہو کہ آپ اوسمین پیدا ہوئے
تھے جائز ہے کہ یہہ روزہ اور جہت سے رکھا ہو چنانچہ ہم آگے بڑھکر لکھینگے اور فیہ ولدت اور فیہ انزل علی
بطریق فضائل اور بیان فضل الاحری کے ہو کہا قاضی عیاض نے شرح صحیح مسلم میں تحت حدیث
خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منہا ولا تقوم الساعۃ
بہتر ایام کہ طلوع کیا اوسمین شمس نے روز جمعہ کا ہے اوسمین پیدا ہوئے حضرت آدم اور اوسی روز داخل جنت ہوئے اور اوسی روز نکالے گئے اس سے اور

الا فی یوم الجمعۃ (الظاہر ان ہذہ الفضائل المعدودۃ لیست لذکر فضیلتہ لان اخراج آدم و قیام
نہیں قائم ہوگی قیامت مگر روز جمعہ کے ظاہر یہہ ہے کہ یہہ فضائل معدودہ نہیں ہین واسطے ذکر فضیلت جمعہ کے اسواسطے کہ اخراج آدم کا اور
الساعۃ لا تعد فضیلۃ وانما ہو بیان لما وقع فیہ من الامور العظام و ما سیقع لیتاہب العبد فیہ بالاعمال
قیام ساعت کا نہیں ہے فضیلت بلکہ یہہ بیان قول ہے جو واقع ہوئے یا ہونگی اسمین امور عظام تاکہ مستعد ہو بندہ اوسمین واسطے
الصالحۃ لنیل رحمۃ اللہ و دفع نقمتہ انتہی صاحب سیف الاسلام نے یہان پر دو اعتراض کئے اول یہہ کہ اکثر
اعمال صالحہ کے واسطے پانے رحمت الٰہی اور دفع نقمت کے
علامہ قاضی عیاض بجہت اشتباہ سعد وہ بودن خروج حضرت آدم و قیام ساعت بجسب ظاہر در
فضائل جمعہ این احتمال بین دلیل و خصوص حدیث جمعہ ظاہر فرمودند اولاً کہ مستلزم آنست کہ ولادت
شریف آنحضرت صلعم ہم سبب فضیلت یوم مبارک اثنین نباشد و انکار شرف آن ہم بایں وجہ بنودہ آ
انتہی یہہ کلام دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ صاحب رسالہ نے مقصد صاحب رسالہ غایۃ الکلام کا نہ سمجھا
مقصود صاحب غایۃ الکلام کا یہہ ہے کہ یہہ قول اعنی فیہ ولدت و فیہ انزل علی علامت صوم
اوس دن کی نہین ہے اور ذکر اسکا علی سبیل الاتفاق ہے جیسے کہ مسلم کی حدیث مین ذکر
خروج آدم عم اور قیام ساعت کا محض بیان واقعہ کے واسطے ہے اس اعتراض کو اوس مطلب سے کیا
علاقہ یا یون کہا جاوے کہ یہہ قول بیان فضیلت اس دن کے واسطے ہے نہ علت روزہ رکھنے اس دن کی
اور یہہ دوسرا اعتراض یہہ کیا ثانیاً دیگر محققین در حدیث جمعہ ہم آن احتمال را بجہت عدم موافقت
بسیاق و سیاق حدیث شریف قبول نفرمودہ اند امام نووی در شرح صحیح مسلم بعد قول قاضی
نوشتہ الخ مین کہتا ہون کہ یہہ بات بہی خالی تکلف سے نہین ہے اسواسطے کہ خروج حضرت
آدم کا جنت سے وجہ انکے رنج و ملال کا ہوا اور وجود ذریت اور وجود صلحا اور نبیین کا اگر
اوس سے ہے یہہ خروج بنفسہ ہرگز فضیلت نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ کہانا گیہون کا جو حضرت آدم
سے وقوع مین آیا موجب فضیلت ہو وقد قال اللہ تعالیٰ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا
حالانکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ...

من الظالمین وایضا قال اللہ تعالی وعصی آدم ربہ فغوی اور حضرت آدم ع کا انتقال بہی موجب فضیلت
ظالمین سے ۱۲ اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس بہکا ۱۲
نہین ورنہ موت انبیا علیہم السلام موجب سرور اور شادمانی ہو اور مخالفین حضرت امام حسین علیہ السلام
کی شہادت مین بہت غم کیا کرتے ہین اور اوسکے لئے مجالس منعقد کیا کرتے ہین حالانکہ اس قول کے موافق
اونکی شہادت بہی موجب قرب الہی ہے تو چاہیئے کہ اوسمین خوشی کیا کرین اور ہمارے واسطے موت
اونکی موجب نعمت الہی ہو اور ایک دلیل پچہلے علما کی کتابون مین دیکہنے مین آئی وہ یہہ ہے کہ بخاری
شریف مین حضرت عمر رض سے مروی ہے ان رجلا من الیہود قال لہ یا امیر المومنین آیۃ فی کتابکم
ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہا ای امیر المومنین تمہارے قرآن مین ایک آیت
تقرؤنہا لو علینا معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذالک الیوم عیدا قال ای آیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم
ہے جسکو تم پڑہتے ہو اگر ہم لوگون پر وہ نازل ہوتی اوسکے روز نزول کو عید مقرر کرتے حضرت عمر نے کہا وہ آیت کون سی ہے کہا وہ آیت الیوم اکملت
واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فقال عمر قد عرفنا ذالک الیوم والمکان الذی نزلت علی النبی
لکم دینکم آخر ہے یعنی آج کے روز کامل کر دیا مینے تمہارا دین اور تمام کر دی مینے تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا مینے تمہارے واسطے دین اسلام کو حضرت
صلعم وہو قایم بعرفۃ یوم الجمعۃ خیر الجاری شرح صحیح بخاری مین ہے یعنی قد اتخذنا ذالک الیوم عیدا وہکذا
نے فرمایا کہ ہمکو روز نزول اسکا معلوم ہے اور وہ جگہہ بہی کہ یہہ آیت وہان آنحضرت پر نازل ہوئی حضرت کہڑے تہے مقام عرفہ مین جمعہ کے روز یعنی مقرر کر لیا ہمنے
قال النووی انتہی مین کہتا ہون کہ یہہ حدیث بہی مفید مدعا نہین کہ روز نزول اس آیت کریمہ کا بوجہ
اوس دن کو عید اور ایسا ہی نووی نے کہا ہے ۱۲
نزول کوئی شخص خوشی نہین کرتا اور نہ اوس روز کو عید گردانتا ہے مراد حضرت امیر المومنین عمر
فاروق رض کی یہہ ہے کہ ہمکو وہ دن اور وہ مکان معلوم ہے کہ جس روز یہہ آیت نازل ہوئی اخرج
نقل
ابن جریر عن قبیصۃ بن ذویب قال قال کعب لو ان غیر ہذہ الامۃ نزلت علیہم ہذہ الآیۃ لنظروا الی
کیا ابن جریر نے قبیصہ بن ذویب سے کہا بیان کیا کعب نے اگر اہل اسلام کے سوا اور کسی امت پر یہہ آیت نازل ہوتی تو وہ اوسکے روز نزول کو یاد رکہتے
الیوم الذی انزلت فیہ علیہم فاتخذوہ عیدا یجتمعون فیہ فقال عمر وای آیۃ یا کعب قال الیوم اکملت لکم
اور اسکو عید مقرر کر لیتے کہ جمع ہوتے اسمین فرمایا عمر نے وہ کون سی آیت ہے اے کعب کہا آیت الیوم اکملت لکم دینکم کہا انہون نے جانتا ہون
دینکم فقال قد علمت الیوم الذی نزلت فیہ والمکان الذی انزلت فیہ نزلت فی یوم جمعۃ یوم عرفۃ و
مین اوسکے روز نزول اور محل نزول کو نازل ہوئی جمعہ اور عرفہ کے دن اور وہ دونون خدا کے فضل سے ہمارے واسطے عید ہین ۱۲
کلاہما بحمد اللہ تعالی لنا عید خیر الجاری کا بیان الفاظ حدیث سے مرتبط نہین اور بالفرض والتقدیر
اگر یہی معنی ہون تب بہی مراد ان صاحبون کی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ کوئی شخص صحابہ مین سے

اس بدعت کو بوجہ تبدل عہد نہیں سمجھتا تھا اور نہ کبھی خوشی کرتا تھا اور متنازع فیہ بھی اسی سے اور بعض
اہل علم مجوزین سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ذکر آنحضرت صلعم اس ہیئت مخصوصہ کے ساتھ بدعت حسنہ
ہے اور تقسیم بدعت کی کلام علما میں مصرح ہے پس مولد شریف بدعت حسنہ ہوگا جواب اسکا یہ ہے
کہ ہم پہلے محقق کر چکے ہیں کہ محدث فی الدین بدعت حسنہ نہیں ہوتا اور قول اون لوگوں کا جو
قائل تقسیم ہیں خلاف تحقیق ہے قطع نظر اسکے اوپر یہ بات بھی محقق ہو چکی کہ جو قائل بدعت حسنہ
کے ہیں اونکے نزدیک بدعت حسنہ وہ ہے کہ جسکی اصل کتاب و سنت میں پائی جاوے اور اس امر
کی اصل کتاب و سنت میں نہیں پائی جاتی اور ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ امر یعنی مولد حرمین
شریفین میں ہوتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیة
تحقیق دین سمٹ کر طرف حجاز کے جاویگا جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کی
الی جحرہا پس کیونکر فعل انکا قابل حجت نہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ فعل علماء حرمین حجت نہیں ہے
اور اونکے اکثر اقوال کو سند میں اہل بدعت بھی حجت نہیں جانتے ابن حجر عسقلانی نے تخریج
رافعی میں کہا لو ان رجلا اخذ بقول اہل المدینة فی استماع الغناء واتیان النساء فی ادبارہن و
اگر کوئی اختیار کرے قول اہل مدینہ کا راگ سننے میں اور عورتوں کی دبر میں آنے میں اور قول اہل مکہ کا متعہ میں اور بیع صرف میں
بقول اہل مکة فی المتعة والصرف وبقول اہل الکوفة فی المسکر کان شر عباد الله انتہی ابن قیم نے
میں اور قول اہل کوفہ کا سب نشہ آوری میں ہوئیگا وہ بدترین عباد اللہ ۱۲
زاد المعاد میں کہا وقد احدث الامراء فی المدینة واہلہا امورا فی الصلوة واستمر علیہ العمل
اور بیشک ایجاد کی ہیں امرائے مدینہ اور لوگوں نے وہاں کے نماز میں بہت چیزیں اور ہمیشہ جاری ہوگیا عمل اوسپر
ولم یلتفت علی استمرارہ وعمل اہل المدینة الذین یحتج به ما کان فی زمن الخلفاء الراشدین
نہ توجہ کی گئی اونکے ہمیشہ ہونے پر اور اہل مدینہ کے عمل پر جو حجت پکڑا جاتا تھا وہ تو زمانہ خلفاء راشدین میں تھا سو اسکے فعل اہل مدینہ کا بعد
واما عملہم بعد موتہم وبعد انقراض عصر من بہا من الصحابة فلا فرق بینه وبین عمل غیرہم والسنة
خلفاء راشدین کے اور بعد گذرنے زمانہ صحابہ کے اور فعل غیر اہل مدینہ کا یکساں ہے اور سنت حکم کرتی ہے آدمیوں میں نہ عمل کسی شخص کا
یحکم بین الناس لا عمل احد بعد رسول الله صلعم وخلفائه وبالله التوفیق انتہی ملا علی قاری
بعد رسول خدا صلعم اور اونکے خلفاء کے اور ساتھ اللہ کے توفیق ہے ۱۲

شرح مشکوۃ مین لکہا وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلۃ الختم فی التراویح ونصب المنابر وبین انہ
براجانا طرطوسی نے مجمع کرنا تراویح کے ختم کی رات مین اور کہڑا کرنا منبرون کا اور کہا کہ یہہ
بدعۃ منکرۃ قلت رحمہ اللہ ما افطنہ وقد ابتلا بہ اہل الحرمین حتی فی لیالی الختم یحصل الاجتماع
بدعت سیئہ ہے مین کہتا ہون خدا رحمت کرے طرطوسی پر عجب ہے کہ کس چیز نے بتلا دیا طرطوسی کو یہہ حالانکہ مبتلا
من الرجال والنساء والصغار والعبید ما لا یحصل فی الجمعۃ والکسوف والعید ویترتب علیہ
ہین اس بدعت مین مکہ مدینہ والے یہہ کہ شب ختم مین ازدحام مردون اور عورتون اور لڑکون اور غلامون کا اس
الفساد العدید والمنکر الحدید ویستقبلون النار ویستدبرون بیت الملک الجبار ویقفون
کثرت سے ہوتا ہے کہ مثل اوسکے مجمع جمعہ اور کسوف وعیدین مین بہی نہین ہوتا اور مترتب ہوتے ہین اسپر بہت فساد اور بڑے منکرات
علی ہیئۃ عبدۃ النیران فی صحن المطاف حتی یضیق علی الطائفین المکان ویشوشون علیہم
اور منہ کرتے ہین لوگ طرف آگ کے اور پیٹہ کر دیتے ہین طرف بیت اللہ شریف کے اور کہڑے ہوتے ہین آتش پرستون کی طرح
وعلی غیرہم من الذاکرین والمصلین وقراء القرآن فی ذلک الزمان فنسئل اللہ العفو والعافیۃ
میدان طواف مین حتی کہ طواف کرنیوالون کو جگہ طواف کی نہین رہتی اور گہبرا دیتے ہین طواف کرنیوالون اور خدا کے ذکر کرنیوالون
والغفران واللہ المستعان انتہی عینی نے بخاری کی شرح مین متعلق حدیث ان الدین لیارز
اور علم حاصل کرنیوالون اور قرآن پڑہنے والون کو اوسوقت مین پس طلب کرتے ہین ہم اللہ سے عفو اور عافیت وغفران کو اور اللہ مستعان ہے ۱۲
الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی حجرہا لکہا قال الداودی کان ہذا فی حیاۃ النبی صلعم والقرن
کہا داودی نے تہا سمٹنا دین کا مدینہ مین زمانہ جناب نبی صلعم اور اوس قرن مین
الذی کان فیہم والذین یلونہم والذین یلونہم خاصۃ لانہ کان الامر مستقیما وقال القرطبی
کہ تہے حضرت اوسمین اور قرن صحابہ وتابعین مین تہا خاصۃ اسواسطے کہ تہا دین مستقیم اور کہا قرطبی نے اس حدیث مین تنبیہ ہے صحت مذہب
فیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم وسلامتہم من البدع وان عملہم حجۃ کما رواہ مالک قلت ہذا انما کان
اہل مدینہ اور اونکے طریق کے سالم رہنے پر بدعات سے اور اسبات پر کہ عمل اہل مدینہ حجت ہے جیسا کہ روایت کیا ہے امام مالک نے مین کہتا ہون
فی زمن النبی صلعم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلاثۃ وہی تسعون سنۃ
کہ ہی یہہ بات زمانہ نبی صلعم اور عہد خلفاء راشدین مین گذری فی قرون ثلثہ تک اور یہہ نوے برس ہوتے ہین اور بعد قرون ثلثہ
اما بعد فقد تغیر الاحوال وکثرت البدع خصوصا فی زماننا ہذا کما لا یخفی اور غایۃ التوضیح للجامع الصحیح
کے بدل گئے احوال اور کثرت ہو گئین بدعات خصوصا اس زمانہ مین جیسیکہ ظاہر ہے ۱۲

شرح صحیح بخاری میں لکھا قال الداودی ہذا کان فی حیاۃ النبی صلعم والقرن الذی کان فیہم والذین
یلونہم والذین یلونہم خاصۃ وقال القرطبی فیہ تنبیہ علی صحۃ مذہب اہل المدینۃ وسلامتہم من البدع
وان عملہم حجۃ کما رواہ مالک انتہی وہذا ان سلم اختص بعصر النبی صلعم والخلفاء الراشدین وابا بعد
اور یہ تسلیم کیا جاوے تو خاص ہوگا زمانہ نبی صلعم اور زمانہ خلفاء راشدین کے
ظہور الفتن وانتشار الصحابۃ فی البلاد ولا سیما فی اواخر المائۃ الثانیۃ وہلم جرا وہو بالمشاہد
مگر بعد ظاہر ہونے فتنوں اور منتشر ہو جانے صحابہ کے اور شہروں میں خصوصاً آخر دوسری صدی سے حال بالمشاہدہ اسکے خلاف
بخلاف ذلک اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ولو ادرک الاولون ما انتہی الیہ الآخرون
اگر پا لیتے متقدمین آخیر کو کہ اختیار کیا اونہوں نے
کما علیہ اہل زماننا الغافلون لحکموا بحرمۃ المجاورۃ فی الحرمین الشریفین من شیوع الفتن وکثرۃ
پچھلے لوگوں نے جیسا کہ قائم ہیں اوس پر وہ آدمی جو غافل ہیں ہمارے زمانہ میں بیشک حرام ہونیکا حکم کرتے مجاورت حرمین شریفین کو بسبب ظاہر ہونے
الجہل وقلۃ العلم وظہور البدع وفشو المنکرات والسیئات واکل الحرام والشبہات انتہی اور بعض
فتنوں اور کثرت جہل کے اور قلت علم اور ظہور بدعات اور عام ہونے منکرات اور بری باتوں کے اور کھانے حرام و شبہات کے ۱۲
اشخاص یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہدایہ میں ہے الاذان قبل الوقت یجوز للفجر من النصف الاخیر
اذان قبل وقت فجر کے جائز ہے بعد گذرنے نصف شب کے
من اللیل لتوارث اہل الحرمین اس سے معلوم ہوا کہ قول اہل حرمین کا حجت ہے صاحب ہدایہ کے
توارث اہل حرمین کے ۱۲
ہم دیکہ کہ اکابر حنفیہ میں سے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل نہایت ضعیف ہے بلکہ باطل اسلیے
کی عبارت یوں ہے قال ابو یوسف ہو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث
کہا ابو یوسف نے اور یہی قول شافعی کا ہے کہ جائز ہے اذان فجر کی اخیر نصف شب میں واسطے توارث
اہل الحرمین والحجۃ علی الکل قولہ علیہ السلام لبلال لا تؤذن حتی یستبین لک الفجر ہکذا ومد یدیہ
اہل حرمین کے اور دلیل ہماری اوپر سب کے قول آنحضرت کا ہے بلال سے کہ مت اذان دو تم جب تک کہ ظاہر ہو جاوے تم پر فجر اسطرح اور پسارا کیا حضرت نے

عرصاً عنایتہ حاشیہ ہدایہ مین تحت قول والحجۃ علی الکل کے لکھا ہے آی علی ابی یوسف والشافعی
ایضاً اونہون سے غرض آسمان کی طرف ۱۲
واہل الحرمین یعنی ان الحدیث حجۃ علی الآخذ والماخوذ منہ سیف الاسلام مین اس مستدل کی طرف
سے یہہ توجیہ کی کہ اس کلام سے علی العموم احتجاج توارث اہل حرمین باطل نہین ہوتا بلکہ اسوقت ہین کہ
مخالف نص ہو انتہی احقر کہتا ہے یہہ بات مبنی عدم فہم پر ہے اسواسطے کہ مستدل ہدایہ سے متمسک
ہوا تہا اور ہدایہ سے وہ بات پایہ ثبوت کو نہ پہنچی پس استدلال مستدل کا کیونکر صحیح ہوگا اور
جو عبارت ہدایہ کی سیف الاسلام مین بیان تراویح سے نقل کی اوس سے بہی یہہ بات ثابت
نہین ہوتی کہ عادت اہل حرمین شرع مین ہر جگہہ معتبر ہو خود صاحب ہدایہ کے لکھنے سے حسب اقرار صاحب
رسالہ سیف الاسلام کے ثابت ہوا کہ توارث اہل حرمین خلاف حدیث بھی ہوا کرتا ہے اور کیونکر
عالم العلوم شرعیہ اسبات کو قبول کر سکتا ہے کہ عمل اہل مدینہ ومکہ شرع مین حجت ہے حالانکہ کتب
حنفیہ اور کتب حدیث مثل موطا وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیون کے نزدیک یہہ
بات مقبول نہین البتہ کسی مقام پر مثل تراویح وغیرہ کے جہان پر علماء حنفیہ نے معتبر رکھا ہے قابل
قبول ہے سو وہ بہی مقلدین حنفیہ کے نزدیک علاوہ برین توارث اور چیز ہے اور بدعت اور
چیز جس فعل کا بدعت ہونا معلوم ہوا اوسمین قول اور فعل اہل حرمین کا ہرگز حجت نہین تعجب
ہے کہ یہہ لوگ فتوی اہل حرمین مولد مین پیش کرتے ہین اور جو فاتحہ رسمیہ اور صلوۃ غوثیہ اور
بکر الشیخ سدو اور تکفیر معتقد غیب دانی حضرت صلعم اور اولیاء کرام مین لکہا اوسکو پس پشت
ڈالتے مین اور اسیطرح جو استعانت اہل قبور مین اہل مکہ نے لکہا وہ بہی انکے نزدیک غیر مقبول
ہے ایک دلیل مجوزین مولد کی یہہ بہی ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے اتبعوا السواد الاعظم
اتباع کرو تم بڑے گروہ کا

فانہ من شذ شذ فی النار مولد کے کرنیوالے اور جائز کہنے والے بہت سے ہیں اور منکر قلیل پس مجوزین
جو شخص علیحدہ ہوا گروہ سے وہ الگ جا پڑا دوزخ میں ۱۲
حق پر ہوئے اور منکرین باطل پر جواب اسکا یہ ہے کہ کثرت اور قلت کو حق اور باطل میں دخل
نہیں اگر کثرت علی الاطلاق موجب حقیت ہو تو چاہیے کہ کفار اور مشرکین حق پر ہوویں اور
اسیطرح فساق کہ بنسبت اہل تقوی کے کثرت سے ہیں اور چاہیے کہ حضرت امام حسین ع ناحق پر
ہوں اور یزید یا حق پر ہو وہو باطل بالاتفاق عند المسلمین اور اس حدیث کے معنی یہ نہیں جو تم سمجھے
ہو ابوشامہ استاد شیخ نووی نے جو تمہارے نزدیک مجوز مولد ہیں کہا حیث جاء الامر بلزوم
جس جگہ کہ حکم اتباع جماعت کا آیا ہے
الجماعة فالمراد بہ لزوم الحق واتباعہ وان کان المتمسک بہ قلیلاً والمخالف لہ کثیرا لان الحق
مراد اختیار کرنا حق کا اور اتباع اسکا ہے اگرچہ موافق اسکے قلیل ہوں اور مخالف کثرت سے ہوں اسلئے کہ حق وہ چیز ہے کہ جس پر جماعت اولی
ما کان علیہ الجماعة الاولی وہم الصحابة ولا عبرة الی کثرة الباطل بعدہم اور فضیل بن عیاض رح
یعنی صحابہ تھے اور بعد انکے کثرت اہل باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہے ۱۲
نے فرمایا الزم طریق الہدی ولا یضرک قلة السالکین ایاک وطریق الضلال ولا تغتر بکثرة
لازم کر تو اپنے اوپر طریقہ ہدایت کا اور نہ نقصان کرے گا تجھے کمی سالکین کا اور بچا تو اپنے کو طریق ضلال سے اور نہ مغرور ہو کثرت ہلاک ہونیوالوں سے
الہالکین اور حضرت سفیان ثوری نے کہ اکابر اولیاء اللہ اور مجتہدین میں سے تھے فرمایا لو ان فقیہا
اگر ایک عالم فقیہ
علی راس الجبل لکان ہو الجماعة شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین میں لکھا کہ اسحاق بن
پہاڑ کی چوٹی پر ہو تو وہی جماعت ہے ۱۲
راہویہ را از معنی این حدیث سوال کردند کہ علیکم بالسواد الاعظم گفت محمد بن اسلم الطوسی
واتباعہ پنجاہ سال است کہ او را امتحان کردم ہرگز خلاف سنت از وے حرکتے در وقوع نیامدہ ودر روز
وفات یافت ہر دو دہ لک کس نماز گذاردند ومنہم سفیان الثوری انتہی الخیر کثیر ومن یعمل
خیر کثیر ہے اور جو عمل کرنیوالے ہیں
بہ قلیل اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر مرفوعاً والخیر کثیر وقلیل فاعلہ اخرجہ الخطیب فی
اسکے کم ہیں روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے مرفوعاً اور خیر بہت ہے اور تھوڑے ہیں فاعل اسکے روایت
التاریخ عن ابن عمر مرفوعاً وقال اللہ تعالی الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم وقال اللہ
اسکو خطیب نے تاریخ میں ابن عمر سے مرفوعاً اور فرمایا اللہ تعالی نے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور تھوڑے ہیں وہ اور فرمایا اللہ
تعالی منہم المومنون واکثرہم الفاسقون وقال اللہ تعالی وقلیل من عبادی الشکور اور بعض صحیح
بعض ان میں سے مومن ہیں اور اکثر انکے فاسق اور فرمایا تھوڑے ہیں میرے بندوں میں سے شکر کرنیوالے

سو لہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ حدیث مین آیا ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور یہ
جسکو اچھا جانیں مسلمان وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے
اس عمل مولد کو بہت مسلمانون نے اچھا کہا ہے اور نیک جانا ہے پس اللہ تعالے کے نزدیک بھی
اچھا ہوگا جواب اسکا یہہ ہے کہ تم اس حدیث کے معنی نہین سمجھتے ہو بدعت کی تحقیق مین ہمنے اس حدیث
کی کما ینبغی شرح کی بیان ہر چند شرح اسکی بطرز جدید جو کہ مجالس الابرار مین مرقوم ہے لکھتے ہین اسکو
گوش ہوش سے سننا چاہیے قال صاحب المجالس فان قیل فما اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا
اگر کوئی شخص کہے کہ عادت بہت لوگون کی ہے دلیل لاتے ہین غیر مکروہ ہونے پر بدعت
علی عدم کراہتہ ما اعتادوہ من البدعۃ بحدیث شائع بینہم وہو ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
کے کہ جو عادت کر لی ہے حدیث مشہور سے درمیان انکے اور وہ یہہ ہے کہ جس چیز کو کہ بہتر جانین مسلمان وہ خدا کے نزدیک بھی بہتر ہے اور جسکو
حسن و ما راٰہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح وہل یصح ہذا الاستدلال منہم ام لا یصح فالجواب
کہ قبیح جانین مسلمان وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے کیا صحیح ہے یہہ استدلال انکا یا نہین تو جواب اسکا جسطرح کہ ذکر کیا بعض علما نے
علی ما ذکرہ بعض الفضلاء ان ہذا الاستدلال لا یصح والحدیث حجۃ علیہم لا لہم لانہ بعض
یہہ ہے کہ یہہ استدلال انکا صحیح نہین ہے اور یہہ حدیث انکی حجت نہین ہو سکتی بلکہ ہماری دلیل ہے اسواسطے کہ یہہ ٹکڑا ایسے حدیث سے
حدیث موقوف علی ابن مسعود رواہ احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابو نعیم کذا ان اللہ
جو موقوف ہے ابن مسعود پر روایت کیا اسکو امام احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابو نعیم نے اسطرح اللہ تعالی نے اپنے بندون
تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم
کے دلون کو دیکھا پس برگزیدہ کیا انمین سے محمد کو اور مبعوث کیا ساتھ رسالت کے بعد اسکے پھر بندون کے دلون کو دیکھا پس برگزیدہ کیا
انصار دینہ و وزراء نبیہ فما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن و ما راٰہ المسلمون قبیحا فہو
واسطے انکے اصحاب کو پس کیا انکو مددگار دین کا اور وزیر اپنے نبی کا پس جس چیز کو کہ بہتر جانین مسلمان وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے
عند اللہ قبیح ولا شک ان اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان الحدیث ح یکون مخالفا
اور جس چیز کو کہ قبیح جانین وہ اللہ کے نزدیک قبیح ہے اور اسمین شک نہین کہ الف لام لفظ مسلمون پر جو حدیث مین واقع ہے
لقولہ ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ لان کل من فرق الامۃ مسلم
مطلق جنس کا نہین ہو سکتا ورنہ لازم آئیگا کہ یہہ حدیث مخالف حدیث دوسرے کے ہو جاوے قریب ہے کہ منقسم ہو جاویگی میری امت اوپر
یری مذہبہ حسنا فیلزم ان لا یکون فرقۃ منہا فی النار وکذا البعض المسلمین یری شیئا حسنا
تہتر فرقون کے سوا ایک فرقہ کے سب داخل جہنم ہونگے اسواسطے کہ ہر ایک فرقہ مسلمانون کا اپنے مذہب کو بہتر جانتا ہے تو چاہیے کہ کوئی فرقہ داخل جہنم
وبعضہم یراہ قبیحا فیلزم ان لا یتمیز الحسن من القبیح بل ہو اما للعہد والمعہود ما ذکر فی قولہ
نہو اسواسطے کہ اور اسیطرح بعض مسلمان تو بہتر جانتے ہین اور بعض اسکو قبیح پس لازم آئیگا کہ نیک و بد مین تمیز ہو سکے بلکہ الف لام مسلمون پر یا عہد کا ہے اور
فاختار لہ اصحابا فیکون المراد بالمسلمین الصحابۃ فقط او للاستغراق خصائص الجنس فراد
استغراق مین مسلمانون سے وہ چیز ہے جو مذکور قول آنحضرت مین ہے یعنی پس برگزیدہ کیا واسطے انکے اصحاب کو پس ہونگے مراد مسلمانون سے اس حدیث مین
صحابہ فقط اور یا واسطے استغراق خصائص جنس کے ہے

بالمسلمین اہل الحق ... ہم الکاملون فی صفتہ الاسلام صرفا للمطلق الی الکمال لان المطلق

پس مراد مسلمانوں سے اس حدیث میں اہل اجتہاد ہیں جو صفت اسلام میں سب سے زیادہ ہیں واسطے پھیرنے مطلق کے طرف کمال کے اسواسطے کہ مراد مطلق وقت

عند عدم القرینۃ ینصرف الی الفرد الکامل وہو المجتہد فیکون المعنی ما راٰہ الصحابۃ او اہل الاجتہاد حسنا

عدم قرینہ کے فرد کامل ہوتا ہے اور وہ فرد کامل مسلمین کے مجتہدین ہیں پس معنے حدیث کے یہ ہونگے کہ جسے کو صحابہ یا مجتہدین بہتر جانیں وہ اللہ کے نزدیک

فہو عند اللہ حسن وما راٰہ الصحابۃ او اہل الاجتہاد قبیحا فہو عند اللہ قبیح ویجوز ان یکون الاستغراق

بھی بہتر ہے اور جسے بُرا جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی بُرا ہے اور الف لام استغراق حقیقی کا بھی ہو سکتا ہے پس معنے یہ ہونگے

الحقیقی فیکون المعنی ما راٰہ جمیع المسلمین حسنا فہو عند اللہ حسن وما راٰہ جمیع المسلمین قبیحا فہو

جس چیز کو سب مسلمان بالاتفاق بہتر جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی بہتر ہے اور جسے سب مسلمان بلا اختلاف بُرا جانیں وہ خدا کے

عند اللہ قبیح وما اختلف فیہ فالعبرۃ ح للقرون المشہود لہم بالخیر لا للقرون المشہود لہم

نزدیک بھی بُری ہوگی اور مسائل مختلفہ میں اعتبار خاص کر قرون ثلثہ کا ہے جنہیں خیر ہونیکی گواہی ہے نہ اور قرنوں کا کہ جنہیں بسبب کذب اور عدم

بالکذب وعدم الاعتماد فی قولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی الذی بعثت فیہم ثم الذین یلونہم

اعتماد کی گواہی ہے قولہ آنحضرت

ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب

زمانوں کے لوگوں کا جو بعد اونکے ہونگے اور بعد ان تین زمانوں کے جھوٹ پھیل جاویگا پس اونکے اقوال و افعال پر اعتماد

المجتہدین کانوا یرون ما جاوز قدر الضرورۃ من البدعۃ قبیحا فہو عند اللہ قبیح انتہی آور بعض

مگر ان تینوں زمانوں میں صحابہ و تابعین و مجتہدین جانتے تھے اس چیز کو جو زیادہ قدر ضرورت سے ہو بدعت سے قبیح پس

وہ خدا کے نزدیک بھی قبیح ہوگی ۱۲

مجوزین مولد یہ دلیل پیش کرتے ہیں لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اور کہتے ہیں کہ جواز مولد پر اجماع

نہ جمع ہوگی میری امت گمراہی پر ۱۲

ہوگیا ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ تم معنی اجماع کے نہیں جانتے اجماع جو حجت شرعی ہے وہ عبارت

ہے اتفاق جمیع مجتہدین امت محمد صلعم سے امر شرعی پر تلویح توضیح میں ہے وہو فی الاصطلاح اتفاق

معنی اجماع کے اصطلاح میں

المجتہدین من امۃ محمد صلعم علی حکم شرعی نور الانوار میں ہے اہل الاجماع من کان مجتہدا صالحا

اتفاق مجتہدین کا ہے امت محمد سے حکم شرعی پر ۱۲

اہل اجماع مجتہد صالح ہیں سوا آدمی ...

الا فیما یستغنی من الرای فانہ لا یشترط فیہ اہل الاجتہاد بل لا بد فیہ من اتفاق الکل من الخواص

جو امر کہ متعلق نہیں ... اسواسطے اجماع میں مجتہدین کا ہونا شرط نہیں بلکہ اوسمیں اتفاق سب آدمیوں کا ہے خواص و عوام سے ضرور

والعوام حتی لو خالف واحد منہم لم یکن اجماعا انتہی اب ملاحظہ کرو کہ اول مجوزین مولد مسلم

ہے کہ اگر ایک آدمی بھی مخالف کریگا اجماع منعقد نہوگا ۱۲

الاجتہاد کب تھے دوسرے اتفاق جمیع مجتہدین کا اسپر کب ہوا ہے مجالس الابرار میں ہے ومثلہ قولہ

اور مثل اسکے قول

علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ فان المراد بالامۃ فی ہذا الحدیث اہل الاجماع الذی ہو کل

آنحضرت کا کہ نہ جمع ہوگی امت میری ضلالت پر اسواسطے کہ مراد امت سے اس حدیث میں اہل اجماع ہیں اور وہ ہر مجتہد ہے کہ

مجتہد لیس فیہ فسق ولا بدعۃ اصلا لان الفسق یورث التہمۃ ویسقط العدالۃ و صاحب البدعۃ یدعو
جسمین مطلق فسق و بدعت نپایا جاوے اسواسطے کہ فسق پیدا کرتا ہے تہمت کو اور ساقط کرتا ہے عدالت کو اور صاحب بدعت بلاتا ہے آدمیوں کو
الناس الی البدعۃ ولا یکون من الامۃ علی الاطلاق لان المراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ و
طرف بدعت کے اور نہیں ہوسکتا وہ مصداق امت کا علی الاطلاق اسواسطے کہ مصداق امت مطلقہ اہل سنت و جماعت ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ
الجماعۃ وہم الذین طریقتہم طریق النبی عم واصحابہ دون اہل البدع و الضلال کما قال النبی علیہ
طریقہ انکا طریقہ نبی علیہ السلام اور انکے اصحاب کا ہے نہ اہل بدعت و ضلالت جیسا کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ امت میری وہ شخص ہے جو میری سنت کا اتباع
السلام امتی من استن بسنتی ویصح ان یراد بامتی جمیع الامۃ بناء علی ان الاضافۃ کاللام
کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراد امت سے اس حدیث میں جمیع امت ہو اسلئے کہ اضافت بھی مثل الف لام کے کبھی واسطے استغراق کے ہوتی
قد یکون للاستغراق فیکون المعنی لا تجتمع جمیع امتی فی زمان من الازمنۃ علی الضلالۃ کما اجتمع
ہے پس معنی حدیث کے یہ ہونگے کہ جمع نہوگی ساری امت میری کسی زمانہ میں گمراہی پر جسطرح کہ جمع ہوگئے یہود و نصاری بعد اپنے
الیہود والنصاری بعد نبیہم علی الضلالۃ فیکون ہذا الحدیث موافقا لقولہ عم لا یزال طایفۃ من
نبی کے ضلالت پر اس صورت میں یہ حدیث موافق ہوگی واسطے قول آنحضرت کے کہ ہمیشہ رہیگا ایک گروہ میری امت کا قایم
امتی قائمین بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ انتہی اگر کوئی کہے
خدا کے دین پر اور ضرر نکریگا انکو جو اونکی رسوائی کے درپے ہوا اور اونکی مخالفت کرے قیامت تک ۱۲
کہ اگرچہ مجوزین اسکے مجتہد نہ تھے لیکن تمام امت اسپر مجتمع ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات محض غلط
ہے ہزارہا آدمی علما اور فضلا سے اسکی منکر ہیں اور بعض لوگ جو نہایت دعوی تدقیق اور
تحقیق کا رکھتے ہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ تعامل مولد کا تمام امصار اور اطراف اور
اکناف میں ہوگیا ہے اور تعامل علما کے نزدیک حجت ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ درمختار میں ہے
وجوز بعض مشایخ بلخ بیع الشرب لتعامل اہل بلخ والقیاس یترک للتعامل فنوقض بانہ تعامل
اور جایز رکھا بعض مشایخ بلخ نے پانی کے بارے بیچنے کو واسطے تعامل اہل بلخ کے اور قیاس تعامل کے مقابلہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے
اہل بلدۃ واحدۃ انتہی خلاصہ کلام یہ ہے کہ تعامل دو قسم کا ہے ایک یہ کہ جمیع بلاد میں ہو
اور یہ بات اسطرح رد کی گئی ہے کہ یہ فقط ایک شہر والوں کا تعامل ہے یعنے یہ مقابل قیاس نہیں ہوسکتا ۱۲
اور ایک وہ کہ بعض بلاد میں ہو وہ تعامل حجت ہے کہ جو جمیع بلاد میں ہو اور صدر اول سے
مستمر چلا آیا ہو اور تعامل مولد ایسا نہیں علاوہ برین تعامل معتبر معاملات میں ہوتا ہے
نہ عبادات میں فصول شرح اصول شاشی میں یہ بات مذکور ہے صاحب سیف الاسلام نے تعامل کے
معنی نہ سمجھے اور اسیطرح توارث اور تعامل اور عرف میں بھی فرق نکیا حمدہ ذو البصائر جاننا

اشباہ والنظائر میں مرقوم ہے قال فی الغیاثیہ قال ابو اللیث النسج بالثلث والربع لا یجوز عند علمائنا

فتاوی غیاثیہ میں ہے کہ کہا ابو اللیث نے [illegible]

لکن مشائخ بلخ استحسنوا واجازوہ لتعامل الناس قال وبہ ناخذ قال السید الامام الشہید لا ناخذ

[illegible]

باستحسان مشائخ بلخ وانما ناخذ بقول اصحابنا المتقدمین لان التعامل فی بلدۃ لا یدل علی الجواز

[illegible]

ما لم یکن علی الاستمرار من العہد الاول فیکون ذلک دلیلا علی تقریر النبی صلعم ایاہم علی ذلک فیکون

[illegible]

شرعا منہ فاذا لم یکن کذلک لا یکون فعلہم حجۃ الا اذا کان کذلک من الناس کافۃ فی البلدان کلہا

[illegible]

فیکون اجماعا والاجماع حجۃ الا تری انہم لو تعاملوا علی بیع الخمر والزنا لا یفتی بالحل انتہی حضرت

وہ تعامل اجماعی ہوا اور اجماع حجت ہے دیکھو کہ اگر آدمی سود [illegible] شراب اور زنا پر تعامل کریں تو فتوی نہ دیا جائیگا حلت کا ۔

مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں دیگر بزعم فقیر التزام متابعت سنت سنیہ است علی

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واجتناب از اسم و رسم بدعت تا از بدعت حسنہ در رنگ

بدعت سیئہ احتراز نماید بوئی ازین دولت بمشام جان او نرسد و این معنی امروز متعسر است کہ عالم

در دریای بدعت غرق گشتہ است وبظلمات بدعت آرام گرفتہ کرا مجال است کہ دم از رفع بدعت

زند و بہ احیای سنت لب کشاید اکثر علمای این وقت رواج دہندہای بدعت اند و محو کنندہای سنت

بدعتہای پہن شدہ را تعامل خلق دانستہ بجواز بلکہ باستحسان آن فتوی میدہند مردم را بہ بدعت

دلالت می نمایند چہ می گویند اگر ضلالت شیوع پیدا کند و باطل متعارف شود تعامل گردد مگر

نمی دانند کہ تعامل دلیل استحسان نیست تعاملیکہ معتبر است ہمان است کہ از صدر اول آمدہ است

باجماع جمیع مردم حاصل گشتہ کما ذکر فی الفتاوی الغیاثیہ قال الشیخ الامام الشہید رحمہ اللہ

لا ناخذ باستحسان مشائخ بلخ وانما ناخذ بقول اصحابنا المتقدمین رحمہم اللہ سبحانہ لان التعا

بحمل ما ذكره في الكافي بقوله وعن ابي حنيفة انه ليس بسنة وانما هو حدث احدثه الناس فمن فعل جاز نعتے
لکہا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ یہہ فعل سنت نہین بلکہ بدعت ہے کہ لوگون نے اوسے ایجاد کیا ہے اگر کوئی اوسکو کرے
على كونه مباح وقوف وكشف رؤس قال الكمال انتهى هذا ولا يخفى ما في اجتماع نساء هذا الزمن مع الرجال
تو جائز ہے فقط مجمول اسپر ہے کہ بغیر کہڑے ہونے اور سر کہولنے کے یہہ فعل کیا جاوے کمال نے یہہ کہا ہے اور پوشیدہ نہین ہے جو اس زمانہ مین
والاحداث ورعاع العامة وغيرهم من الشدة والباس والفتنة وحسم ذلك واجب انتهى اور
عورتون مردون کے اجتماع اور احداث بدعت اور ہجوم عوام وغیرہ سے شدت اور تکلیف اور فتنہ ہوتا ہے جسکا دفع کرانا واجب ہے انتہی
بعضے مجوزین مولد عبارت در مختار کی کہ بیچ بیان جواز مصافحہ بعد عصر کی ہے پیش کرتی ہین قوله كالمصافحة اي كما تجوز
یعنی جیسا کہ جائز ہے مصافحہ
المصافحة لانها سنة قديمة متواترة لقوله عم من صافح اخاه المسلم وحرك يده تناثرت ذنوبه واطلاق المصنف تبعا للدرر والكنز
کہ یہہ سنت قدیمہ متواترہ ہی فرمایا آنحضرت نے جو شخص کہ مصافحہ کرے اپنے بہائی مسلمان سے اور ہلاوے اپنے ہاتھوں کو جہڑ جاتے ہین گناہ اوسکے اور مطلق چہوڑنا مصنف کا
والوقاية والمجمع والملتقى وغيره يفيد جوازها ولو بعد العصر وقولهم انه بدعة اي مباحة حسنة كما افاد النووي في اذكاره وغيره
مصافحہ کو بوجہ متابعت درر اور کنز اور وقایہ اور نقایہ اور مجمع اور ملتقی وغیرہ کے مفید جواز مصافحہ کا ہے ہر وقت مین اگرچہ بعد العصر ہو اور راسی پر محمول
في غيره وعليه يحمل ما نقله عنه شارح المجمع من انها بعد الفجر والعصر ليس بمشروع توفيقا فتامله انتهى جواب اوسکا
ہے وہ جو نووی سے شارح مجمع نے نقل کیا ہے کہ مصافحہ بعد فجر اور عصر کے کچہہ شے نہین ہی اسلئے مطابقت تامل کرو انتہی
یہہ ہے کہ قول صاحب در مختار کا خطا ہے شامی نے جو مقبول اور امام اہل بدعت ہے . حاشیہ
در مختار مین بحث کما افاده النووي في اذكاره کے لکہا ہے لكن قد يقال ان المواظبة
لیکن کبہی کہا جاتا ہے کہ مواظبت مصافحہ ہے
عليها بعد الصلوة خاصة قد يؤدي الجهلة الى اعتقاد سنيتها في خصوص هذه المواضع وان لها خصوصية زائدة
بعد نماز کے خاصہ جاہلون کو اعتقاد مصافحی کی سنت اور افضل ہونیکا خاص ان وقت مین بہ نسبت اور مصافحون کے ہو جاتا ہے حالانکہ ظاہر کلام کا یہہ ہے کہ کسی
على غيرها مع ان ظاهر كلامهم انه لم يفعلها احد من السلف في هذه المواضع وكذا قالوا بسنية قراءة السور
سلف نے مصافحہ خاص ان اوقات مین نہین کیا ہے اور اسیطرح فقہا نے ان سورتون کے بارہ مین جنکا پڑہنا وتر مین مسنون ہے کبہی کبہی ترک کا
الثلاث في الوتر مع الترك احيانا لئلا يعتقد وجوبها ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره
حکم کیا ہے تاکہ کوئی اون سورتون کا پڑہنا وتر مین واجب نجانے اور تبیین المحارم مین ملتقط سے نقل کیا ہے کہ مصافحہ بعد ادائے نماز کے ہر حال
المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لان الصحابة رض ما صافحوا بعد اداء الصلوة ولانها
مین مکروہ ہے اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے مصافحہ بعد ادائے نماز کے نہین کیا ہے دوم یہہ کہ مصافحہ بعد نماز کے کرنا طریقہ رافضیون
من سنن الروافض الى آخره ثم نقل عن ابن حجر من الشافعية انها بدعة مكروهة لا اصل لها في
کا ہے بعدہ صاحب تبیین المحارم نے ابن حجر شافعی المذہب سے نقل کیا ہے کہ مصافحہ بعد نماز کے بدعت مکروہ ہے اور شریعت مین کچہہ بہی اسکی اصل نہین
الشرع وانه ينبه صاحبها اولا ويعزر ثانيا ثم قال وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل انها
اور جو شخص کہ مرتکب اس فعل کا ہو اولا اوسکو تنبیہ کرنا چاہیے اور اگر باز نہ آوے تو دوسری تعزیر دیجائے اور بعد اسکے لکہا کہ ابن حاج مالکی مذہب نے مدخل مین
من البدع وموضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا في ادبار الصلوة تحيت وضعها
کہ مصافحہ بعد الصلوة بدعات سے ہے اور وقت مصافحہ کا شرع مین وقت ملاقات ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بہائی سے ہے نہ بعد صلوة کے

فی الملتقط تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوۃ علی کل حال لانہا من سنن الروافض وہکذا الحکم فی المعانقۃ

مکروہ ہے مصافحہ بعد اداے نماز کے ہر حال میں اسواسطے کہ یہہ سنت روافض سے ہے اور معانقہ کا بھی یہی حکم ہے ۱۲

اور الصباح میں ہے المصافحۃ بعد الصلوۃ من سنن الروافض اور محیط میں ہے یکرہ ان یصافح

مصافحہ بعد نماز کے سنت روافض سے ہے ۱۲ مکروہ ہے یہہ کہ مصافحہ کرے

الرجل بعد اداء صلوۃ العید فی کل حال لان الصحابۃ ما صافحوا وہو سنۃ الرافضی اور تحفۃ الفقہا

کوئی بعد نماز عید کے ہر حال میں اسواسطے کہ کبھی صحابہ نے بعد نماز عید کے مصافحہ نہیں کیا ہے اور یہہ طریقہ رافضیوں کا ہے ۱۲

میں ہے اما المصافحۃ بعد اداء صلوۃ العصر فلا اصل لہ انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ

مصافحہ کرنا بعد نماز عصر کے شرع میں کچھ اصل نہیں رکھتا ۱۲

مشکوۃ میں لکھا آنکہ بعضے مردم مصافحہ می کنند بعد از نماز یا بعد از نماز جمعہ چیزی نیست و بدعت

است از جہت تخصیص وقت اور خلاصۃ الفقہا میں ہے مکروہ است مصافحہ کردن بعد از فجر و عصر کذا

فی الکافی انتہی یہان سے معلوم ہوا وہ جو خفاجی نے شرح شفا میں کہا وہی بعد الصلوۃ بدعۃ عندنا والاصح

مصافحہ بعد نماز کے ہمارے نزدیک بدعت ہے

انہا مباحۃ محض غلط ہے اور مجوزین مولا ایک اور دلیل پیش کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ بخاری

اور صحیح یہہ ہے کہ وہ مباح ہے ۱۲

نے روایت کیا عن ابی الشعثاء انہ قال من یتقی شیئا من البیت وکان معاویۃ رض یستلم الارکان

ابو الشعثاء سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کون شخص ہے جو پرہیز کرتا ہے بیت اللہ سے حالانکہ حضرت معاویہ بوسہ دیتے

فقال لہ ابن عباس رض لا یستلم ہذان الرکنان فقال لہ لیس شئی من البیت مہجورا وکان

تھے سب رکنوں کو پس فرمایا اون سے حضرت ابن عباس نے کہ ان دو رکنوں کو تم مت چومو معاویہ نے جواب دیا کہ بیت اللہ سے کوئی شئے لائق ترک

ابن زبیر رض یستلمہن کلہن الی آخرہ کہتے ہین کہ اس سے معلوم ہوا کہ استلام غیر رکن یمانین کا

نہیں ہے اور ابن زبیر بھی سب رکنوں پر بوسہ دیتے تھے ۱۲

باوجودیکہ حضرت صلعم سے ثابت نہین ہے معاویہ نے اسکی تقبیل کی اور عبد اللہ ابن زبیر وغیرہ

سے اسیطرح پر منقول ہے جواب اوسکا یہہ ہے کہ ہمارے علما کے نزدیک یہہ بات درست نہین ہے

ہدایہ میں ہے ولا یستلم غیرہما فان النبی صلعم کان یستلم ہذین الرکنین ولا یستلم غیرہما اس سے

اور نہ چومے سوا دو رکنوں کے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دو رکنوں کو بوسہ دیتے تھے اور سوا ان دو کے کسی پر بوسہ

معلوم ہوا کہ جو فعل آنحضرت سے ثابت نہو وہ جایز نہین مسند امام احمد بن حنبل مین ابن عباس

نہیں دیا ۱۲

سے روایت ہے کہ انہ طاف مع معاویۃ بالبیت فجعل معاویۃ یستلم الارکان کلہا فقال لہ

طواف کیا ابن عباس نے بیت اللہ شریف کا معاویہ کے ساتھ پس شروع کیا معاویہ نے بوسہ دینا ارکان پر

ابن عباس لا یستلم ہذین الرکنین ولم یکن رسول اللہ صلعم یستلمہا فقال معاویۃ لیس شیئ من البیت

مہجورا فقال ابن عباس لقد کان لکم فی رسول اللہ صلعم اسوۃ حسنۃ فقال معاویۃ صدقت انتہی

قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین کہا اجاب عنہ ای عن قول معاویۃ امامنا الشافعی بانا

تہارا کہنا صحیح ہے

لا ندع استلامہما ہجرا للبیت وکیف یہجرہ من یطوف بہ ولاکن نتبع السنۃ فعلا وترکا ولو کان ترک

استلامہما ہجرا لکان استلام ما بین الارکان ہجرا ولا قائل بہ انتہی اور مسند امام احمد مین یعلی

بن امیہ سے مروی ہے کہ اونکو حضرت عثمان نے جو متی ایک رکن سے منع کیا اور اسیطرح حضرت

عمر رض سے مروی ہے اسواسطیکہ آنحضرت صلعم نے اسکو نہین کیا پس معلوم ہوا کہ معاویہ سے یہان

اسباب مین خطا واقع ہوئی اور وہ بہی اسکے منفرد ہوئے اب ایک دلیل اور جو سند قوی مجتہدین

کی ہے اوسکو بہی سن لینا چاہیئے وہ یہہ ہے کہ عن مجاہد قال دخلت انا وعروۃ بن الزبیر المسجد

فاذا ابن عمر جالس عند حجرۃ عائشۃ والناس یصلون فی المسجد فسألناہ عن صلوتہم فقال بدعۃ

بدعۃ وقال الشعبی رضی اللہ عنہ ما ابتدع المسلمون افضل من صلوۃ الضحی ہکذا فی الفتح و

سفر السعادۃ کہتے ہین کہ ان سے معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بہی ہوتی ہے اور بعض حنفین جو

سفر السعادت مین ایسی ہی روایت ہے ۱۲

آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہین ہین اوسکا احداث بہی جایز ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو

روایتون مین کلام ہے یعنی اسناد انکی نہین معلوم لیکن چونکہ فتح الباری اور سفر السعادت

مین ہین شاید کہ صحیح ہون مگر جب تک صحت انکی یقینا ثابت نہو لایق اعتماد و استناد نہین

ہو سکتین دوسرے یہہ کہ عبد اللہ بن عمر کا مذہب صلوۃ الضحی کے مقدمہ مین ممنوع اور بدعت ہونا

شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ اپنے وقت مین منجملہ مجتہدین کے تہے کتاب شرح عمدہ مین

وورد عن السلف الصالح ما یؤیده فی مواضع الاثری ان ابن عمر قال فی صلوة الضحی انما بدعة لانها لم تثبت
اور وارد ہوا اسلاف صالح سے وہ جو موید اسکی ہے چند جگہہ آیا نہین جانتا تو کہ ابن عمر نے کہا صلوۃ الضحے مین کہ وہ بدعت ہے اسواسطے کہ نہین ثابت ہوئی

عنده فیها دلیل ولم یری اندراجها تحت عمومات الصلوٰة لتخصیصها بالوقت المخصوص انتهی لیس روایات
ابن عمر کے نزدیک صلوۃ الضحے کی کوئی دلیل اور نہ دیکھا انہون نے داخل کرنا اس نماز کا عمومات نماز مین بوجہ تخصیص اسکے ساتھ وقت مخصوص کے ۱۲

مذکورہ سے جواز و استحسان صلوۃ الضحی منتفی ہوا باوجود محدث ہونیکے عبد اللہ بن عمر کے نزدیک

معلوم ہوا اسواسطے کہ جایز ہے کہ حسن اس بدعت کا اونکے نزدیک اضافی ہو ہان البتہ اگر عبد اللہ

بن عمر خود اس نماز کو پڑہتے تو گنجایش اس قیل وقال کی تہی اور بعض علماء نے یہہ کہا ہے کہ عبد اللہ

بن عمر رض کے نزدیک مواظبت والتزام کرنا یا مسجدون مین پڑہنا اس نماز کا بدعت حسنہ ہے اصل نماز

اور بدعت سے مراد معنی لغوی ہین مواہب اللدنیہ مین ہے اراد انه صلعم لم یداوم علیها اوان اظهارها
یہہ اراده کیا کہ آنحضرت صلعم نے ہمیشہ مداومت نہین کی یا یہہ کہ اظہار

فی المساجد ونحوها بدعة وبالجملة فلیس فی احادیث ابن عمر ما یدفع مشروعیة صلوة الضحے لان نفیه محمول
مسجدون مین یا اور مثل اسکے بدعت ہے خلاصہ یہہ کہ احادیث ابن عمر سے غیر مشروع ہونا صلوۃ الضحی کا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ نفی ابن عمر اونکا نزدیک

علی رویته لا علی عدم الوقوع فی نفس الامر والذی نفاه صفة مخصوصة تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے
پر محمول ہے نہ اسکے عدم ثبوت پر نفس الامر مین اور جسکی نفی کی وہ صفت مخصوصہ ہے ۱۲

کہ بخاری شریف مین ہے سألناه عن صلوتهم فقال بدعة اسقدر ہے سو اسکی توجیہہ مین علما
پس سوال کیا ہمنے ابن عمر سے لوگون کی نماز کیسے پس کہا انہون نے کہ یہہ بدعت ہے ۱۲

مختلف ہین کوئی ممنوع ہونا اس نماز کا اس سے نکالتا ہے اور کوئی تاویل کرتا ہے جو تاویل کرتے

ہین وہ یہہ روایت لاتے ہین کہ انہون نے کہا ونعمت البدعة وما ابتدع المسلمون افضل من صلوة
اور اچھی بدعت ہے اور نہین ایجاد کی مسلمانون نے کوئی شئے افضل صلوۃ

الضحے منکرین جواز کے نزدیک یہہ روایتین صحیح نہین اور جنکے نزدیک صحیح ہین اونکے نزدیک
ضحے سے ۱۲

یہہ معنی ہوئے کہ مداومت اور التزام یا مسجد وغیرہ مین پڑہنا اسکا بدعت ہے اور افضلیت اور حسن

بدعت باعتبار معنی لغوی کے ہے اور منکرین جواز کے نزدیک اگر یہہ روایتین صحیح بہی ہون تو

معنی اسکے یہہ ہین کہ اس بدعت مین حسن اور فضیلت اضافی ہے نسبت اور بدعتون کے جسکو

لوگون نے احداث کیا ہے قطع نظر اسکے مولد مقیس علیہ اسکا نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہہ نماز

آنحضرت صلعم سے موافق راے مجوزین اُس نماز کے ثابت ہے بخلاف مولد کے اور بعض اشخاص مجوزین
مولد بیہ دلیل پیش کرتے ہین کہ ہدایہ مین بعد بیان تلبیہ لفظ مسنون کے کہا ولو زاد فیہا
اور زیادہ کرنا بیچ اوسکے

جاز خلافا للشافعی فی روایۃ الربیع عنہ ہو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم ولنا
جایز ہے بر خلاف امام شافعی کے روایت ربیع سے روایت کیا ہے اور قیاس کیا شافعی نے تلبیہ کو اذان اور تشہد پر اسطرح کہ دونو ذکر منظوم ہین اور
ان اجلاء الصحابۃ کا بن مسعود وابن عمر وابی ہریرہ رضو زادوا علی الماثور ولان المقصود الثناء
دلیل ہماری یہ ہے کہ اکابر صحابہ مثل ابن مسعود و ابن عمر و ابو ہریرہ نے زیادہ کیا ہے تلبیہ منقول پر اور یہ بھی دلیل ہے کہ مقصود تلبیہ سے
واظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ صاحب سیف الاسلام نے بھی تاسیہ بعض رسائل مین اُ
ثنا اور اظہار عبودیت ہے پس نہ منع ہوگا اوسپر زیادہ کرنا
کسی طالب نے اس عبارت کو ذکر کیا ہے جواب وسکا یہہ ہے کہ مولد کو تلبیہ پر قیاس کرنا قیاس
مع الفارق ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ زیادت تلبیہ کی منقول صحابہ کرام سے ہے چنانچہ ہدایہ
مین مصرح ہے بخلاف مولد کے دوسری یہہ کہ مقصود ثنا سے اظہار ثنا اور عبودیت ہے باعتبار اصل
مقصود کے حضرت امام اعظم رہ نے کہ مجتہد مستقل تھے اس زیادت کو تجویز کیا ہے بخلاف مولد کے
کہ مقصود اوس سے اظہار فرحت اور سرور ولادت آنحضرت صلعم ہے اور کسی مجتہد نے اوسکو
تجویز نہین کیا خود ہدایہ مین موجود ہے لا یتنفل فی المصلے قبل العید لانہ علیہ السلام لم یفعل مع
نہ نفل پڑھے عیدگاہ مین قبل نماز عید کے اسواسطے کہ نہین کیا آنحضرت صلعم
حرصہ علی الصلوۃ اور یہی او سمین ہے یکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر لانہ
نے باوجود حریص ہونے کے نماز پر
علیہ السلام لم یزد علیہا مع حرصہ علی الصلوۃ انتہی صاحب سیف الاسلام نے جو جواب مین
لکہا کہ قیاس مجلس ذکر آنحضرت بر تنفل بعد الفجر ممنوع ست و حکم بامتناع عقد مجلس شریفہ
بدان جہت دادن محض لغویست فعل نماز کہ مشروط خاص و موقت باوقات و مقید بقیود
مخصوصہ است بر خلاف ذکر آنحضرت صلعم کہ مقصود ازان مطلق اجلال و توقیر و ادب و تعظیم است

و نحونا ایل مجالس اذکار راور شرع شریف وقتی و ہیئتی معین نیستا انتہی سو محض غلط ہے کئی وجہ
سے اول یہہ کہ جو فقہا علت ممنوعیت ان چیزون کی ذکر کرتی ہین وہ مولد مروج مین بہی پائی
جاتی ہی دوسرے یہہ کہ تلبیہ وغیرہ کو مقیس علیہ مولد کا ٹہرانا بہی غلط ہے کما بیناہ تیسرے یہہ کہ
جو لوگ مجوز بدعات ہین وہ عین نماز مین بہی کہ مقید بالقیود خاص اور مشروط بشروط خاص
ہی اجازت تجویز کرتے ہین چنانچہ صاحب سیف الاسلام نے صفحہ ۱۴۳ مین درمختار سے نقل کیا

وندب السیادة لان زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ ذکرہ
اور مستحب ہی زیادہ کرنا سیدنا کا اسواسطے کہ زیادت واقعی کا کہنا عین سلوک ادب ہے پس یہہ کہنا افضل ہی چہوڑنے کے ترک سے جیسا کہ ذکر کیا
الرملی الشافعی وغیرہ اور شرح منیۃ المصلی سی نقل کیا ولا یقول ربنا انک حمید مجید لعدم
اسکو رملی شافعی وغیرہ نے ۱۲ اور نہ کہی ربنا انک حمید مجید اسواسطے کہ حدیث
ورودہ فی الآحادیث ولو قال ذلک لا باس بہ ای لا یکرہ اذ ہو زیادۃ ثناء اللہ تعالی
مین اسطرح نہین آیا اور اگر کہدے تو کچہ مضائقہ نہین یعنی مکروہ نہین ہے اسواسطے کہ یہہ زیادہ کرنا ثناء اللہ تعالی کا ہے ۱۲
اور صفحہ ۲۴۳ مین نصر السنین سے لکہا حاشیہ شامی وغیرہ سی ثابت ہی کہ پڑہنا بسم اللہ کا درمیان
سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ کی نماز مین امام صاحب کی نزدیک حسن ہے باوجودیکہ غنیۃ المصلی
وغیرہ سی ثابت ہی کہ یہہ سنت سے ثابت نہین انتہی چوتہی یہہ کہ صاحب سیف الاسلام کی نزدیک
مقصود مولد سی مطلق اجلال اور توقیر اور تعظیم آنحضرت صلعم ہی اور اوسکے لئی کوئی وقت
اور ہیئت شرع مین نہین ہی تو پہر کسواسطی تمام اہل بدعت ہیئت اور وقت اسکی واسطے خلاف
شرع قرار دیتی ہین اور اسباب مین رسائل لکہتی ہین اجلال اور تعظیم آنحضرت سی کون انکار
کرتا ہی اور کون شخص اسکو ممنوع بتلاتا ہی یہہ بیان صاحب رسالہ کا قاطع مادہ نزاع ہی منکرین

مولد مروج تعین وقت اور ہیئت ہی کو تو خلاف سنت کہتی ہین اور وہ اجلال و تعظیم اور ذکر
آنحضرت صلعم سی ہرگز مانع نہین بلکہ وہ اسکو عین سعادت سمجھتی ہین اور مجوز مولد خود مقر ہین
کہ توقیت اور ہیئت مشرع مین کچہہ اصل نہین رکہتی پس تصنیف رسائل اسباب مین کرنا اور اس بحث
کو تطویل دینا صاحب سیف الاسلام کی فرمانی کی موافق محض عبث ہی الحمد للہ علی اتمام الحجۃ **سوال**
اگر کوئی کہی کہ اعراب قرآن مجید اور صرف و نحو اور ایسی ہی تفسیر قرآن مجید اور سورتون کا نام
لکہنا اور تعین رکوعون کی جو کلام اللہ مین ہوتی ہی وجود اسکا زمانہ آنحضرت صلعم مین نہتہا تو چاہیئے کہ یہہ
سب بدعت اور ممنوع ہوجاوین **جواب** اوسکا یہہ ہی کہ اعراب قرآن باجماع علما درست اور جائز ہین
اور ضرورت شرعی ہی اسکی مجوز ہی اگر اعراب قرآن مجید مین نہوتی تو علماکو بہی اوسکا پڑہنا دشوار
ہوتا اور عوام کا تو حال قابل لکہنی کی نہین اور صرف و نحو بدعت نہین ہے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
سی تکلم فی النحو ثابت ہی اور ابن عساکر نی حضرت عمر رضی سی نقل کیا کہ انہون نے ابو الاسود کو وضع نحو کی بنا کا
حکم کیا علاوہ برین اگر صرف و نحو نہ پڑہی جاوی تو عجمی لوگ قرآن مجید اور حدیث شریف کو بخوبی نہین
سمجہہ سکتی اور تعشیر وغیرہ کا حال یہہ ہی کہ ابراہیم نخعی سی روایت ہی کہ انہ کرہ نقط المصاحف اور
ابراہیم نخعی مکروہ جانتے تھے قرآن مجید مین نقطہ دینے کو
ابن سیرین سے ہی انہ کرہ النقط والفواتح والخواتم وعن ابن مسعود و مجاہد انہما کرہا التعشیر واخرج ابن
ابن سیرین نے مکروہ کہا ہے نقطہ دینے کو اور سورتون کی آغاز و خاتمہ لکہنے کو اور ابن مسعود و مجاہد سے روایت ہی کہ مکروہ کہا
ابی داؤد عن النخعی انہ کان یکرہ العواشر والفواتح وتعشیر المصحف وان یکتب فیہ سورۃ کذا
انہون نے کلام اللہ مین تعشیر یعنی عشرہ وغیرہ بنانے کو اور ابن ابی داؤد نی نخعی سے روایت کی ہے کہ مکروہ جانتے تھے وہ کلام اللہ مین عشرہ اور آگہ
وکذا واخرج عنہ انہ اتی المصحف یکتب فیہ سورۃ کذا وکذا آیۃ فقال امح فان ابن مسعود کان
سورتون کی لکہنے کو اور تعشیر قرآن کو اور اسکو کہ لکہا جاوی اوسمین کہ یہہ فلان فلان سورۃ ہی اور نخعی سی یہہ بہی روایت کیا ہے کہ کوئی قرآن لکہا

یکرہ ہے وقال الحلیمی یکرہ کتابۃ الاعشار والاخماس واسماء السور وعدد الآیات فیہ لقولہ جردوا

اور کہا حلیمی نے کہ مکروہ ہے قرآن مجید میں لکھنا عشر اور خمس اور نام سورتوں کا اور عدد آیتوں کا واسطے فرمانے ابن مسعود کے کہ

القرآن واما النقط فیجوز لانہ لیس لہ صورۃ فیتوہم لاجلہا ما لیس بقرآن قرآنا وانما ہی دلالات

مجرد کرو تم قرآن یعنی غیر قرآن سے مگر نقطوں کا لگانا جائز ہے اسواسطے کہ نقطوں کی ایسی صورت نہیں ہے کہ جس سے وہم اس امر کا ہو کہ غیر قرآن

علی ہیئۃ المقرو فلا یضر اثباتہا لمن یحتاج الیہا۔ بستان فقیہ ابو اللیث میں ہے، وکرہ بعض الناس

قرآن ہیں اور یہ صرف دلالت ہیں ہیئت مقرو پر اور مضر نہیں ہے لگانا نقطوں کا اوس شخص کے واسطے جو محتاج انکا ہے ۱۲ اور مکروہ سمجھا ہے بعضے آدمیوں نے

النقط والتعشیر فی المصاحف وہو قول ابی حنیفۃ وحجتہ ما روی عن عبد اللہ بن مسعود رض قال جردوا

قرآن میں نقطہ دینے اور عشر بنانے کو اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور دلیل انکی فرمانا ابن مسعود کا ہے کہ مجرد کرو تم قرآن کو اور مت لکھو تم اوسمیں کوئی

القرآن ولا تکتبوا فیہ شیئا مع کلام اللہ تعالیٰ ولا تعشروا ولا تنقطوا وزینوا باحسن الاصوات.

شے کلام الٰہی کے ساتھ اور نہ عشر بناؤ تم اور نہ نقطہ دیو تم اور زینت دو تم اوسکو بہتر آواز سے ۱۲

واعربوہ فانہ عربی ولکن نقول النقط والتعشیر لو فعل لا باس لان المسلمین قد توارثوا ذلک

اور اعراب دیو اسواسطے کہ عربی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ نقطہ دینا اور عشر بنانا کچھ برا نہیں ہے اسواسطے کہ مسلمان کرتے آئے ہیں اسکو اور محتاج

واحتاجوا الیہ خاصۃ للعجم لا بد من النقط والعلامات لانہم یتکلفون انتہی خلاصہ کلام یہ ہے کہ

ہیں اسکے خصوصاً عجمی لوگوں کے واسطے نقطہ دینا اور علامات بنانا ضرور ہے اسواسطے کہ انہوں لوگوں سے تلاوت بتکلف ہوتی ہے ۱۲

ان اشیاء میں بھی علماء نے بہت کچھ کلام کیا ہے علاوہ بریں مولد کا قیاس اونپر قیاس مع الفارق

ہے اسواسطے کہ ان چیزوں سے صیانت قرآن شریف کی لحن اور تحریف سے ہوتی ہے بخلاف مولد مروج

کے۔ قال النووی نقط المصحف وشکلہ مستحب لانہ صیانۃ لہ من اللحن والتحریف ایسی چیزیں البتہ

قرآن میں نقطہ دینا مستحب ہے اسلئے کہ وہ سبب ہیں حفاظت قرآن کی لحن اور تحریف سے ۱۲

قواعد شرعیہ سے مستنبط ہیں اور باجماع علماء بعض ان اشیاء کی مستحب ہیں اور بعض جائز اور مباح چونکہ کلام طرفین سے طوالت

کو پہنچ گیا ہے اور بہت سے بسط اور تفصیل کو چاہتا ہے لہذا اب ہم تنقیح اس بات کی کرتے ہیں کہ آیا مولد جائز

اور مستحب ہے یا بدعت اور مکروہ اور جو چیز کوئی شخص دین میں احداث کرے وہ بغیر دلیل شرعی جائز ہے

یا ممنوع عاقل فہمیدار کو چاہیے کہ ہماری کلام کو خوب غور سے دیکھے اور جو کچھ تحقیق بدعت اور ادلہ مخالفین

میں ہم نے لکھا اوسکو بھی محفوظ رکھے اب بیان نمبر دو باتیں قابل ذکر ہیں اول یہہ کہ فقہا کی کلام سے ایسے

امور مین کیا استنباط ہوتا ہی دوسری یہہ کہ قول راجح اسباب مین من حیث الدلیل کیا ہی جاننا چاہیے کہ
فقہای حنفیہ اسبابمین مختلف ہین کہ آیا جو امر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سی ثابت نہو او محدث فی الدین ہو
اوسکا کیا حکم ہی انکی بعض جزئیات سی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ ایسی شی ممنوع ہی اور بعض سے یہہ دلالت کرتی ہین
کہ ایسی چیز جایز اور مباح ہی بلکہ ایک ہی شخص اپنی کتاب مین دونون طرح کی باتین لکھتا ہی دو تین
مثالین بطریق نمونہ کی ذکر کیجاتی ہین مثلاً فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی فی المحیط قراءۃ الکافرون
محیط میں ہے کہ سورۂ کافرون سے اخیر تک
الی آخرہ مع الجمع مکروہۃ لانہا بدعۃ لم تنقل عن الصحابۃ والتابعین انتہی اور اسی عالمگیری میں ہے
ساتھ جمع کرکے مکروہ ہے اسلئے کہ وہ بدعت ہے صحابہ اور تابعین سے منقول نہیں ہے ۱۲
ولا باس باجتماعہم علی قراءۃ الاخلاص جہراً عند ختم القرآن ولو قرأ واحد واستمع الباقون فہو اولی
[illegible]
انتہی اور یہی اوسمین ہی الدعاء عند ختم القرآن فی شہر رمضان مکروہ لاکن ہذا شی لا یفتی بہ کذا فی
دعا مانگنا وقت ختم قرآن مجید کے رمضان شریف مین مکروہ ہے مگر ایسی امر پر فتوی دینا نہ چاہیے خزانۃ الفتاوی مین ہے
خزانۃ الفتاوی اور یہی اوسمین ہی لا باس بکتابۃ اسامی السور وعدد الآی وہو وان کان احداثاً
مضایقہ نہیں ہے سورتون کے نام لکھنا قرآن مجید مین اور شمار آیتون کا اگرچہ نئی بات ہے
فہو بدعۃ حسنۃ اسیطرح ہدایہ مین ہی لا یتنفل فی المصلی قبل العید لانہ علیہ السلام لم یفعلہ مع حرصہ
لیکن بدعت حسنہ ہے ۱۲ عیدگاہ میں قبل نماز عید کے نفل جائز نہیں ہے اسواسطے کہ رسول خدا نے نہیں پڑھے باوجود حرص کے
علی الصلوٰۃ اور یہی اوسمین ہی یکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر اکثر من رکعتی الفجر اور یہہ بھی اوسمین ہی
مکروہ ہے نفل پڑھنا بعد طلوع فجر کے سوا دو رکعت سنت کے ۱۲
لا باس بتحلیۃ المصحف لما فیہ من التعظیم اور یہی اوسمین ہی کہ زینت زبان سی کرنی درست ہے چنانچہ شرح
درست ہے اسواسطے کہ اس سے تعظیم ہوتی ہے ۱۲
منیہ مین ہی لاکن عدم النقل وکونہ بدعۃ لا ینافی کونہ حسنا لقصد اجتماع العزیمۃ علی ما اشار الیہ فی
لیکن منقول نہونا اور بدعت ہونا منافی اوسکے حسن نہین ہے بوجہ قصد جمع عزیمت کے جیسا کہ اشارہ ہے اسکی طرف
الہدایۃ وصرح بہ فی التجنیس انتہی الغرض جس چیز کو بسبب عدم نقل آنحضرت صلعم کی ممنوع اور مکروہ بتلا
ہدایہ مین اور تصریح اسکی تجنیس مین ہے ۱۲
ہین اوسی چیز کو باوجود عدم نقل کی جایز اور مباح کہدیتی ہین اگرچہ بحسب تدقیق نظر کے بعض افعال ان

جنکو فقہانی مباح کہاہی اور اون چیزون مین جنکو بسبب عدم نقل کی ممنوع کہاہی صرف معلوم ہوتا ہی چنانچہ ہم
آگی بیان کرینگی باقی رہی تحقیق دوسری بات کی کہ آیا کون ان دونون شخصون مین احق بالاتباع ہی سو بیان
اوسکا یہہ ہی کہ موافق اقوال سلف اور صحابہ کرام اور حدیث حضرت خیر الانام کے قول اون لوگون کا جو
محدثات فی الدین سی منع کرتی ہین احق بالاتباع ہی اور اہل بدعت اسباب مین خطا پر ہین تفصیل
اوسکی یہہ ہی کہ ترمذی مین مجاہد سی روایت ہی کہ انہون نی کہا دخلت مع عبد الله بن عمر المسجد و قد اذن
فیہ فثوب المؤذن فخرج عبد الله بن عمر من المسجد و قال اخرج من عند ہذا المبتدع یعنی حضرت عبد الله
بن عمر ایک مسجد مین گئی اور ایک شخص نے وہان تثویب کہی یعنی الصلوة الصلوة پس حضرت عبد الله بن عمر مسجد
سی نکلی اور کہا کہ نکل آؤ اس بدعتی کی پاس سے سنن ابو داؤد مین بہی اسیطرح ہی باعتبار اصل مطلب کے
دیکھو حضرت عبد الله بن عمر نی تثویب پر انکار کیا باوجودیکہ یہہ مخالف اور مزاحم سنت کی نہین اگر
اگر لکہنا اون لوگون کا جو محدثات فی الدین کو بغیر دلیل شرعی جائز کہتی ہین درست ہوتا تو عبد الله
بن عمر اسکو کیون برا کہتی صاحب سیف الاسلام نی اسکی جواب مین کہا کہ ملا علی قاری نی شرح موطا
امام محمد مین لکہا عن بلال قال امرنی رسول الله صلعم ان لا اثوب فی شیٔ من الصلوة الا فی الفجر اور
بلال کہتے ہین کہ حکم دیا مجکو رسول خدا صلے الله علیہ وسلم نے اسکا کہ نہ ثوبت کہون مین کسی نماز کے وقت بجز فجر کے ۱۲
کہا کہ انکار حضرت ابن عمر بر خصوص امر یکہ بظاہر مزاحم و مخالف کلامی حدیث شریف باشد مؤید
مذہب طائفہ اسماعیلیہ نیست الخ جواب اوسکا یہہ ہی کہ یہہ روایت بلال کی ہی اور حضرت ابن عمر
سی یون منقول ہی کہ روی مجاہد قال دخلت مع ابن عمر مسجدا لیصلی فیہا الظہر فسمع المؤذن
اور بیان کیا مجاہد نے کہ داخل ہوا مین عبد الله بن عمر کے ساتھہ ایک مسجد مین واسطے ادا نماز ظہر کے اسنا ...

قوما اجتمعوا فی مسجد ولیصلون علی النبی جہرا فراح الیہم فقال ماعہدنا ذلک فی عہدہ صلعم وما اریکم الا

کہ سنا انہون نے ایک قوم کو کہ جمع ہوتی ہین وہ ایک مسجد مین اور درود پڑھتے ہین وہ آنحضرت پر بآواز بلند پس گئے شام کے وقت عبد اللہ ابن مسعود اونکے پاس اور

مبتدعین فمازال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد انتہی اخرج الدارمی عن الاعمش قال قال

کہا کہ نہین پائی ہمنے یہ بات رسول خدا صلعم کی عہد مین اور نہین جانتا ہون مین تمکو مگر بدعتی پس ہمیشہ کہتے رہے اونسے یہانتک کہ نکالدیا اونکو مسجد سے ۱۲ اور اعمش سے

عبد اللہ ایہا الناس انکم ستحدثون ویحدث لکم فاذا رایتم فعلیکم بالامر الاول وفی شرح المجمع ان رجلا یوم

روایت ہی کہ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ ای لوگون بیشک قریب ہے کہ ایجاد کروگے تم بیچ بدعات اور حادث کئے جاینگے تمہارے واسطے پس جسوقت کہ دیکھو تم لازم پکڑو تم اول کو

العید اراد ان یصلی قبل صلوۃ العید فنہاہ علی رضی اللہ عنہ فقال رجل یا امیر المومنین انی اعلم ان اللہ

شرح مجمع مین ہی کہ ایک آدمی نے عید کے روز ارادہ کیا کہ نماز پڑھے قبل صلوۃ عید کے پس منع فرمایا اوسکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پس آدمی نے کہا کہ یا امیر المومنین جانتا ہون مین

لا یعذب علی الصلوۃ فقال علی رض وانی اعلم ان اللہ لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ صلعم او یحث

عذاب نماز پر نہین کرتا فرمایا حضرت علی نے کہ مین جانتا ہون کہ اللہ تعالی ثواب نہین دیتا کسی فعل پر یہانتک کہ کیا ہو اوسکو رسول خدا صلعم نے یا ترغیب

علیہ فیکون صلوتک عبثا والعبث حرام فلعل اللہ یعذبک لمخالفتک لرسولہ صلعم انتہی صاحب سیف الاسلام

کیا ہو اوسپر پس ہوگی نماز تیری عبث اور فعل عبث حرام ہوتا ہے پس امید ہے کہ خدا تجکو معذب کریگا بوجہ مخالفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۲

نی جو تفسیر کبیر سی نقل کیا سو وہ مخدوش ہی وو وجہ سے اول یہہ کہ اس روایت کے مخالف ہی اور یہہ روایت

قوی ہی اور یہہ روایت تفسیر کبیر ضعیف ہی اور رہا یہان شان جناب مرتضوی تو دوسرے یہہ کہ فقط جناب

مرتضی علی نی ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی کا خیال کیا نہ یہہ کہ اس نماز کی پڑہنی کو اچھا سمجھا ہو

کیا دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ منع کرتا ہے بندہ کو جب نماز پڑھتا ہے ۱۲

اور صاحب رسالہ کو منع جب ہوتا کہ وہ اوسکو اچھا سمجھتے اور قاضی خان سی جو نقل کیا وہ بھی حنفیون کے نزدیک

قابل اعتبار نہین اور صحابہ اور تابعین اگر کوئی فعل کرین اور حضرت خلفا راشدین اوس سے منع کرین

تو اتباع خلفا راشدین کا چاہیے صاحب سیف الاسلام نی کہا کہ اوس زمانہ مین سوای صحابہ اور

تابعین کے اور آدمی نہتی کہ قبل نماز عید کے نماز پڑہتے ہون سو اوسکا جواب یہہ ہے کہ اگر صحابی یا تابعی

نی اپنی غلطی سی کوئی کام کیا ہو اور خلفا اربعہ مین سے یا اور اکابر صحابہ مین سے کسی نے اوس فعل کی

مخالفت کی ہو تو صاحب سیف الاسلام کی نزدیک کسکا قول قابل قبول ہی یہان مطلب فقط اسقدر ہے

ہی کہ حضرت علی مرتضی رض نی مخالف حضرت کا اُس شخص کو قرار دیا اور اوسکو اس فعل سی منع کیا اور معترض

بدعت حسنہ و سیئہ مین جو مخالفین مخالفت کی معنی سمجھتے ہین وہ بہی جناب مرتضی علی کی قول سی باطل ہو گئی

اسواسطیکہ اہل بدعت کی نزدیک معنی بدعت سیئہ کے یہہ ہین کہ مخالف اوسکی حدیث مین آئی ہو اور اوس

شخص نے جسکو حضرت مرتضی علی نے منع کیا تہا باعتبار اس معنی کے ہرگز مخالفت آنحضرت صلعم کی نہین

اور نہ بہی مزاحمت سنت کا بدعت سیئہ مین یہی لوگ اعتبار کرتے ہین کہ تقسیم بدعت کے قائل ہین اور سنن خلفای

راشدین انکی زعم مین بدعت حسنہ مین داخل اور حسب اعمال افعال خلفای راشدین کا بالقول محقق النزاع

سنت سے معدود ہوئے اسابقًا ثابت ہو گیا کما بیناہ مفصلًا مفہوم بدعت سیئہ مین مزاحمت سنت کا اعتبار

خلاف تحقیق محققین اسے باطل ہو گیا فرمایا مولانا عصمۃ اللہ سہارنپوری نی رسالہ حبل الغنا مین فما عرف

بما قیل انما البدعۃ المحظورۃ الممنوع عنہا بدعۃ تزاحم سنۃ ماثورۃ و ما لم یکن ہکذا فلا باس بہ ظہر

اعتبار نہ اس قول کا کہ بدعت سیئہ ممنوعہ وہی ہے کہ کسی سنت کی مزاحم ہو اور جو ایسی ہو اوسمین کچھ قباحت نہین ۱۲

فقہانی بالتصریح صلوۃ قبل عید کو منع لکہا ہی برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی ویکرہ التنفل قبلہا

اور مکروہ ہے نفل پڑہنا قبل نماز عید

مطلقًا یعنی فی المصلی وغیرہ وبعدہا ای بعد الصلوۃ فی المصلی فی اختیار الجمہور لقول ابن عباس

مطلقًا یعنی عیدگاہ میں ہو یا اور جگہ اور بعد نماز کے بہی عیدگاہ مین موافق [illegible] جمہور کے واسطے روایت ابن عباس کے کہ رسول خدا صلعم تشریف لائے اور پڑہی

ان رسول اللہ صلعم خرج فصلی بہم العید ولم یصل قبلہا ولا بعدہا متفق علیہ الخ اور جو بعض کتابون

نماز عید کی ساتھ ان کے اور نہ پڑہی نفل آگے اور نہ پیچہے [illegible] بخاری و مسلم مین یہ روایت ہی ۱۲

فقہ کی عدم کراہت اسکی لکہی ہی سو وہ مبنی خطا پر ہی در مختار ہدایہ برہان شرح مواہب الرحمن

موجود ہین اور بہی دیکہو ترمذی نی ابو مالک اشعری سی روایت کی قلت لابی یا ابت انک

جیسے انی ابی سے کہا ای باپ تحقیق تم نے نماز پڑہی

قد صلیت خلف رسول اللہ صلعم و ابی بکر و عمر و عثمان و علی ہہنا بالکوفۃ نحو من خمس سنین

پیچہے رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے اور پیچہے حضرت علی کے یہان کوفہ مین قریب [illegible] برس کے کیا وہ لوگ قنوت

فی السفر ولا بعدہا پایہ ثبوت کو نہ ہماری مدعا کی نہین عدم انکار عبداللہ بن عمر کا جایز ہی - اس سبب سے جو کہ بہت
منع کرتی تہی اور کہتی تہا
سی اشخاص تنفل فی السفر کو مستحب جانتی تہی اور اونکی بیٹی بہی اوسی قسم کی لوگون مین ہون کیونکہ یہہ مسئلہ
مختلف فیہ تہا اور بعض جگہ خفیف مخالفت مین انکار لازم نہین آتا اس جہت سی کچہہ کہتی نہ تہی یہان وجہ حصر
لیکن حفص بن عاصم سی جو انہون نی کہا اوس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک یہہ فعل اچہا نہ تہا اور ایسی
روایتین بہی انہی کتب حدیث مین منقول ہین جنسی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک یہہ بات مقررات سے
تہی کہ جو بات سنت سی ثابت نہو اوسکو نکرنا چاہیے لیکن اس قسم کی مسائل کہ جسمین طرفین سی تمسک بسنت
ہو قابل انکار اور ملامت نہین ہوتی اور جو کوئی اہل سنت وجماعت کی طرف نسبت اس امر کی کرتی جیسی
حضرات مخالفین کرتی ہین کہ ہر چیز مین جو مختلف فیہ بین الائمہ ہین یہہ لوگ نسبت ضلالت کی کرتی ہین
سو محض غلط ہی جیسا ابن المسیب مین ہی کہ ابن عمر نی ایک قوم کو دیکہا کہ وہ بعد سنتون فجر کی لیٹ گئی پہر
ابن عمر نی اونکو منع کیا انہون نی کہا کہ ہم ارادہ سنت کی اتباع کا کرتی ہین ابن عمر نی کہا کہ اونسی کہدو کہ یہہ بدعت
ہی اس روایت سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ عبداللہ بن عمر کی نزدیک جو چیز بدعت تہی اوسکی فاعل کو اور اوسکو
اچہا نہین جانتی تہی صاحب سیف الاسلام نی جو اسکا جواب دیا وہ بہت ضعیف ہی اسواسطی کہ اگر بعض علما
کی نزدیک یہہ فعل فرض ہو تو بہی کچہہ مفید مدعا کی مخالفین نہین اسواسطی کہ کلام اسبات مین ہے کہ حضرت ابن عمر
کی نزدیک جو چیز سنت سے ثابت نہ تہی اوسکو وہ بدعت اور برا جانتی تہی اہل بدعت کی طرح وہ نہین کہتی تہی
کہ اسکی ممانعت نہین آئی اور نہین کیا قباحت ہی اور یہہ جو صاحب سیف الاسلام نی لکہا ارین انتم تاسید عقیدہ

اسما عیلیہ ثابت نیست اولاً آنکہ حضرت ابن عمر در بیان امریکہ دیگر آنرا سنت میداند نہ سنت

نبودن این امر لطیم فرمودند الخ سو معنی ہے نہ سمجھنی مراد دیکھو نکہ غایۃ الکلام مین یون ہی ان ابن

ابن عمر نے

عمر رای قوما اضطجعوا بعد رکعتی الفجر فارسل الیھم فنھاہم سو اس روایت مین کہان گنجایش اس

دیکھا ایک قوم کو کہ لیٹتی ہین بعد سنت فجر کی پس بہیجا کسیکو پاس انکی اور منع کیا انکو ۱۲

تاویل کی بہی آیا وہ چیز جو بدعت حسنہ ہو صاحب رسالہ کی نزدیک قابل نہی اور مخالفت کے ایک

مثال واسطی تنبیہ اور تایید مذہب حق کی لکہی جاتی ہی اوسکو متوجہ ہو کر سننا چاہیے دیکہو صلوۃ الرغائب

باوجود اسبات کے کہ اسکی نہی مین کوئی حدیث نہین آئی اور بعض علما اسکی تجویز کی طرف بہی گئی

ہین لیکن علمای محققین نے اسکو منع لکہا مستملی شرح منیۃ المصلی مین ہے ان النفل بالجماعۃ علی

نفل پڑہنا جماعت کے ساتہہ علی سبیل التداعی

سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم ما عدا التراویح وصلوۃ الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ

مکروہ ہی جیسا گذرا سوا تراویح اور نماز کسوف اور استسقا کی پس معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتہہ پڑہنا صلوۃ الرغائب کا رجب کی اول جمعہ کی شب مین

الرغائب لیلۃ اول الجمعۃ من رجب وصلوۃ البراءۃ لیلۃ النصف من الشعبان وصلوۃ القدر لیلۃ السابع

اور صلوۃ البراۃ کا شب نصف شعبان مین اور صلوۃ القدر کا رمضان کی

والعشرین من رمضان بالجماعۃ مکروہ وقد ذکروا لکراہتہا وجوہا منہا فعلہا بالجماعۃ وہی نافلۃ

ستائیسوین شب مین مکروہ ہی اور بیان کی ہین علما نے اسکی کراہت کی کئی وجہ لکہین ہین ازانجملہ ایک یہ کہ وہ نفل ہے اور پڑہنا نفل کا جماعت کے ساتہہ شرع مین نہین آیا

ولم یرد بہ الشرع ومنہا تخصیص سورۃ الاخلاص والقدر ولم یرد بہ الشرع ومنہا تخصیص یوم

خاص کر کے پڑہنا قل ہو اللہ اور انا انزلنا کا ہوتا ہے جو شرع مین وارد نہین ہوا تیسرے خاص کر لینا دن جمعہ کا

الجمعۃ دون غیرہا وقد ورد النہی فی تخصیص یوم الجمعۃ بالصیام ولیلۃ بالقیام ومنہا ان العامۃ یعتقدونہا

ہوتا ہے حالانکہ جمعہ کے روز خاص کر کے روزہ رکہنے اور اسکی رات مین خاص کر قیام کرنے سے نہی آئی ہے چوتہی یہہ کہ اعتقاد کرینگے عوام اسکو مسنون و منقول آنحضرت صلی اللہ

سنۃ من سنن النبی صلعم فیکون فعلہا سببا لکذبہم علیہ الصلوۃ والسلام ومنہا ان الصحابۃ و

علیہ وسلم سی پس ہو جائیگا پڑہنا اسکا سبب واسطے کذب عوام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچوین یہہ کہ صحابہ اور تابعین اور جو بعد انکے ہوئے ائمہ مجتہدین سی یہہ دو

التابعین ومن بعدہم من الائمۃ المجتہدین لم ینقل عنہم ہاتان الصلوتان فلو کانتا مشروعتین

نماز منقول نہین اگر یہہ مشروع ہوتین تو انکی بزرگون سی کیونکر فوت ہوتین ۱۲

لما فاتتا عن السلف انتہی امام نووی فی شرح صحیح مسلم مین کہا فی ہذا الحدیث النہی الصریح

اس حدیث مین نہی صریح ہے

عن التخصیص لیلة الجمعة بصلوٰة من بین اللیالی وہذا متفق علی کراہتہ واحتج بہ العلماء علی کراہتہ ہذہ الصلوٰة

خاص کر لینے سے جمعہ کی شب کو اور راتوں میں سے ساتھ کسی نماز کے اور کراہت اسکی متفق علیہ ہے اور اس حدیث کو حجت پکڑا ہے علماء نے کراہت اس نماز بدعت پر

المبتدعة التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا فانہا بدعة منکرة من البدع التی ہی ضلالة

جسکا نام صلوٰة الرغائب ہے لعنت کرے خدا اسکے واضع اور مخترع پر کیونکہ یہ نماز بدعت منکرہ ہے اور ان بدعات سے ہے جو ضلالت و جہالت ہیں

وجہالة وفیہا منکرات ظاہرة وقد صنف جماعة من الائمة مصنفات نفیسة فی تقبیحہا وتضلیل

اسمیں منکرات ظاہرہ ہیں اور ایک جماعت نے اماموں سے کتابیں نفیس اس نماز کی برائی اور اسکے پڑھنے والے اور موجد کی گمراہی میں تصنیف کی ہیں

مصلیہا ومبدعہا ودلائل قبحہا وبطلانہا وتضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصر واللہ اعلم انتہی اور

دلیلیں اس نماز کی بطلان و برائی اور اسکے پڑھنے والے کی گمراہی کی زیادہ اس سے ہیں کہ شمار کیجاویں واللہ اعلم ۱۲

کمال الدین دمیری نے شرح منہاج نووی میں لکھا ان صلوٰة الرغائب وصلوٰة لیلة نصف شعبان

صلوٰة الرغائب اور نماز شب نصف شعبان کی بدعت [illegible]

بدعتان قبیحتان انتہی وقال الصافیہ ان بعض المالکیة مر بقوم یصلون صلوٰة الرغائب وقوم عاکفین

قبیحہ ہیں اور شرح منہاج میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک عالم مالکی مذہب والوں سے ایسی قوم پر گذرے کہ جو پڑھتے تھے صلوٰة الرغائب کو اور دیکھا دوسری قوم کو کہ

علی محرم فحسن حالہم علی حال المصلین لانہم یعلمون انہم فی معصیة فیرجی لہا التوبة بخلاف المصلین

بیٹھے ہیں اوپر حرام کے پس اچھا جانا حال انکا نماز پڑھنے والوں کے حال سے اسواسطے کہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ ہم گناہ کرتے ہیں تو شاید توبہ بھی کر لیں

المذکورین فانہم یعلمون انہم فی عبادة فلا یتوبون ولا یستغفرون انتہی ابن احمد محدث نے

بخلاف نماز پڑھنے والوں کے کہ وہ جانتے ہیں اپنے تئیں عبادت میں پس نہ توبہ کرینگے اور نہ استغفار ۱۲

شعب الایمان میں لکھا قال النبی صلعم لا تختصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی الحدیث و

فرمایا نبی صلعم نے تم خاص مت کرو شب جمعہ کو واسطے نماز کے اور راتوں سے دلیل لائے ہیں علماء اس حدیث سے

استدل العلماء بہذا الحدیث علی ان صلوٰة الرغائب التی فی لیلة اول جمعة من رجب منہی عنہا

اس بات پر کہ صلوٰة الرغائب جو رجب کی اول جمعہ کی شب کو پڑھتے ہیں ممنوع ہے اور مبالغہ کیا ہے نووی نے شرح مسلم میں اس نماز کی برائی اور

وبالغ النووی فی شرح مسلم فی تقبیحہا وتضلیل مبدعہا وصرح فی شرح المہذب بانہا وصلوٰة

اسکے نکالنے والے کی گمراہی میں اور تصریح کی ہے شرح مہذب میں کہ یہ نماز اور نماز شب نصف شعبان کی بدعت مذمومہ اور منکرہ قبیحہ ہے

لیلة النصف من شعبان بدعتان مذمومتان ومنکرتان قبیحتان وقال الامام ابو شامة لا اصل لہا

اور کہا امام ابو شامہ نے کہ اس نماز [illegible]

وصرح کثیر من الائمة بان خبرہما موضوع ومن عمل بہ واجتہد فیہا فہو من خدمة الشیاطین ا

کی کچھ اصل نہیں ہے اور تصریح کی بہت سے اماموں نے کہ حدیثیں ان نمازوں کی موضوع ہیں اور جس شخص نے کوشش کی اور عمل کیا

مجوزین اس نماز کی وہی دلیل پیش کرتی ہیں جو اہل بدعت جواز مولد وغیرہ بدعات میں

وہ خدام شیاطین سے ہے ۱۲

دلیل لاتی ہیں نصر المسلمین میں طبقات حنفیہ سے نقل کیا فی باب الامامة من کتاب الصلوٰة

اور باب الامامة کتاب الصلوٰة محیط میں ہے کہ مکروہ

من المحيط لا يكره الاقتداء بالامام في النوافل مطلقاً نحو القدر والرغائب وليلة نصف شعبان و
نہین ہے اقتدا امام کا نوافل مین مطلقاً مثل نماز شب قدر کے اور رغائب اور نماز شب نصف شعبان وغیرہا مین اسواسطے کہ مسلمان جسکو
نحو ذلك لان ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن خصوصاً اذا استمرت في البلاد والامصار الا
کو مستحسن جانتے ہین وہ خدا کے نزدیک بہی بہتر ہوتی ہے خصوصاً جب رائج ہو جاوے وہ بلاد اور امصار مین اسواسطے کہ عرف جب رائج
العرف اذا استمر نزل منزلة الاجماع وكذا العادة اذا استمرت واشتهرت وفي اكثر بلاد الاسلام يصلون
ہو جاتا ہے تو قایم مقام اجماع کی ہوتا ہے اور ایسی ہی ہے عادت جب مستمر اور مشہور ہو جاتی ہے اور اکثر بلاد اسلام مین پڑہتے ہین صلوۃ الرغائب
الرغائب مع الامام وصلوة ليلة القدر ولم يشتهر ان النبي صلعم صلى ليلة النصف من شعبان وليلة
امام کے ساتھ اور صلوۃ لیلۃ القدر کو حالانکہ نہین مشہور ہوا کہ نبی صلعم نے پڑہا ہو نماز شب نصف شعبان اور صلوۃ الرغائب اور نماز شب قدر کو
الرغائب والقدر مع الجماعة ومع ذلك كان صلوتها مسنون في اكثر امصار الموحدين وبلادهم وما راه المسلمون
جماعت سے اور باوجود اسکے پڑہتے ہین اسکو مسلمان اکثر بلاد و امصار موحدین مین اور جس امر کو مسلمان بہتر جانتے ہین وہ خدا کے نزدیک
حسنا فهو عند الله حسن الخ جاننا چاہیے کہ جو دلائل مجوزین مولد پیش کرتے ہین تمام یہی دلائل جواز
بہی بہتر ہے ۱۲
اس نماز کی بیان کرتے ہین مثل حدیث ما راہ المسلمون حسنا و عرف وغیرہ کی باوجود یکہ علماے حجاز اور فقہاے
مدینہ اور فضلاے متقدمین اور متاخرین مذاہب اربعہ اسکی عدم جواز کے قائل ہین اگر کوئی شبہ کرے
کہ نووی وغیرہ نے جو منع اس نماز سے کیا ہے سو اسواسطے ہے کہ حدیث شریف مین نہی تخصیص شب جمعہ
سے آئی ہے اور اس سے لازم یہہ نہین آتا کہ جسمین تخصیص ہو ممنوع ہو جاوے جواب اوسکا یہہ ہے کہ اگر مراد
نہی سے یہہ ہے کہ خاص اس نماز کے واسطے نہی وارد ہوئی ہے سو یہہ بات تو محض غلط ہے اور اگر
مراد یہہ ہے کہ اس حدیث مین تخصیص یوم جمعہ و شب جمعہ سے ممانعت ہے اور یہہ بات صلوۃ رغائب
مین پائی جاتی ہے تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ منع تخصیص یوم جمعہ اور شب جمعہ سے اسیواسطے ہے کہ
اپنی طرف سے آدمی تخصیص امور شرعیہ مین نکرے اور یہی بات اور بدعات مین بہی پائی جاتی ہے سو
وہ بہی ممنوع ہو جاوینگی اور اگر یون کہو کہ فقط یوم جمعہ اور شب جمعہ کی تخصیص تو منع ہے باقی اور ایام

کی تخصیص جایز ہی تو یہہ بات محض باطل ہے اور قابل التفات نہین جب کہ تخصیص یوم جمعہ اور شب جمعہ جو
کہ فضلتر ہین ایام ولیالی ہین جایز نہری تو ایکدن اور رات کی تخصیص بدرجہ اولی جایز نہوگی
اور یہ اون لوگون کی مذہب کے موافق قیل وقال ہے کہ جو اس حدیث سی اس ثماد کو منع کرتے ہین جیسا کہ
شرح منیہ وغیرہ سی گذرا اور جو بعض شراح نی توجیہین کی ہین وہ مفید اس مدعا کو نہین ہین اور
توجیہ صحیح یہی ہی کہ تخصیص اپنی طرف سی دین ہین کرنا غیر مشروع ہی جب یہہ بات معلوم ہوگئی
اور آثار صحابہ اور فقہا محققین کے اقوال سی ثابت ہوا کہ جو چیز محدث فی الدین ہو بغیر دلیل کی وہ
مقبول نہین چنانچہ مستند مخالفین علامہ سعد الدین تفتازانی نی شرح مقاصد ہین کہا ہو ان العرف
ادہیں حاشیہ کر
ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین ولا یدل
بدعت مذمومہ وہ ہی جو دین میں نئی نکالی جاوے جو عہد صحابہ اور تابعین میں نہ پایا جاتا ہو اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہو ۱۲
علیہ الدلیل الشرعی الخ تو اب ہم مخالفین سی پوچھتی ہین کہ آپ صاحبون نے جو صدہا بدعات مثل مولد
اور قیام مولد اور سوم اور دہم اور چہلم اور گیارہوین پیران پیر وغیرہ کو جایز کر رکھا ہی اور اوسکی
کرنیمین فرائض سی زیادہ اہتمام کرتی ہو اور اون افعال کے منکرین کو برا کہتی ہو یہہ امر کیونکر قابل قبول
ہوگا اور یہہ بات بھی یاد رکھنی کی قابل ہی کہ بعض مخالفین در مختار وغیرہ کتابون فقہ سی بعض
مبتدعات کا جواز مثل التسلیم بعد الاذان اور ایسی ہی اور کتابون سی مثل عمامہ میت اور تلفظ بہ نیت
اور تکبیرات التشریق بعد نماز عید اور تعریف یعنی وقوف تشبیہا باہل العرفات اپنی محدثات کی تایید مین
سند لاتی ہین سو یہہ چیزین قطع نظر اسکی کہ فقہانی منع بھی لکھی ہین چونکہ بدلیلہ شرعیہ سی ثابت نہین

اسواسطی ہمارے نزدیک غیر مقبول ہین اگرچہ بعض فقہا ان چیزون کے مجوز ہون اسواسطیکہ معیار
معرفت حق و باطل کتاب و سنت اور اقوال صحابہ ہین اور جب ہم آثار صحابہ سی یہہ بات ثابت کر چکی
کہ جو محدث فی الدین ہی قابل عمل نہین تو اب قول ان لوگون کا راجح ہی جو اوفق بقول و فعل
صحابہ ہی اور احادیث بہی مؤید اسی قول کی ہین اخرج الشیخان عن عائشہ رضہ قال قال رسول اللہ
بخاری و مسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جو
صلعم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد اور بہی بخاری اور مسلم نی اخراج کیا من عمل عملا لیس
شخص کہ ایجاد کرے ہمارے اس امر مین وہ چیز کہ اوس سے نہو تو وہ مردود ہے ۱۲ جو شخص دین مین وہ کام
علیہ امرنا فہو رد و ایضا قال صلعم کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ اخرجہ ابو داؤد والترمذی و
جسپر جاری حکم نہین ہے وہ مردود ہے اور بہی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہر نئی چیز دین مین بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی روایت کیا اسکو
احمد و ابن ماجہ و ایضا قال صلعم شر الامور محدثاتہا پس جو شخص کسی چیز کو کہ محدث فی الدین
ابو داؤد و ترمذی اور امام احمد اور ابن ماجہ نی اور یہہ بہی فرمایا کہ بری سب کامون سے بدعتین ہین ۱۲
ہو عبادت سمجہی اور اسکو جایز کہی وہ خاطی ہی اور بعض اشخاص جو یہہ کہتی ہین کہ ذکر خلفای راشدین
اور عمین شریفین آنحضرت صلعم کا خطبہ مین کرنا بدعت ہی تو چاہیے کہ ناجائز ہو جواب اوسکا یہہ ہے کہ
یہہ امر اجماع سی ثابت ہی اور خود آنحضرت صلعم نی ان لوگون کی تعریف خطبہ اور غیر خطبہ مین
فرمائی اپنی بدعات کو اسپر قیاس کرنا محض خطا ہی چونکہ ضبط اور حصر ان امور کا جو محدثات فی الدین
ہین اور دلایل شرعیہ سی ثابت نہین متعذر ہی اسواسطی ہم ایک قاعدہ جو مفید رد تمامی
بدعات ہو بیان کر لی ہین اسمین نجات بہت سی بدعات سی ہی جسکو بعض فقہا نی بلا تامل جائز
لکہدیا ہی وہ قاعدہ یہہ ہی کہ جو چیز ایسی ہو کہ باوجود مقتضی اور عدم مانع کی زمانہ آنحضرت صلعم
مین نہ پائی جاوی وہ چیز بدعت اور ضلالت ہی اور اسی طرح جو چیز ایسی ہو کہ باوجود مقتضی اور

عدم مانع کی زمانہ صحابہ آنحضرت صلعم اور سلف صالح میں شائع جاری رہی ایسی ہی مجالس الابرار
میں ہی واما ما کان المقتضی لفعلہ فی عہدہ علیہ السلام من غیر وجود المانع و مع ذلک لم یفعلہ علیہ الصلوۃ
اور جو چیز کہ مقتضی اوسکے عمل کا زمانہ آنحضرت میں موجود ہوا بلا مانع کے اور باوجود اسکے آنحضرت صلعم نے اوسکو نہ خود کیا اور نہ اوسکے
والسلام ولم یحث علیہ علم انہ لیس فیہ مصلحۃ بل ہو بدعۃ قبیحۃ سیئۃ کالاذان فی العید فانہ لما احدثہ

[illegible]

ودعا الخلق الی عبادۃ اللہ فیقاس علی آذان الجمعۃ او یدخل فی العمومات التی من جملتہا واذکروا
دعوت خلق کی ہی عبادت اللہ کی طرف لیس قیاس کیجاتی آذان جمعہ پر یا کہا جاتا کہ داخل عمومات ہی سمجھا جائے کہ فرمایا اللہ تعالی کہ یاد کرو
اللہ ذکرا کثیرا وقولہ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ لکن لم یقولوا ذلک بل قالوا کما ان فعلہ
ذکر کرو تم خدا کا ذکر کثیر اور بولا ارشاد کہ کون شخص بہتر ہے قول میں اوس شخص سے کہ بلاتا ہے طرف خدا کے لیکن نہ کہا اون لوگوں نے ایسا بلکہ
علیہ الصلوۃ والسلام کان سنۃ کذلک ترک ما ترکہ علیہ الصلوۃ والسلام مع وجود المقتضی وعدم
کہا انہوں نے کہ جس طرح کرنا اوس چیز کا کہ اوسکو آنحضرت صلعم نے کیا ہو سنت ہی اسی طرح ترک بھی اوس چیز کا کہ جسکو آنحضرت صلعم نے باوجود ہونے
المانع کان سنۃ ایضا فانہ صلعم لما امر باذان الجمعۃ دون العید کان ترک الاذان فیہا سنۃ
مقتضی اور عدم مانع کے ترک کیا ہو سنت ہے اسی لیے کہ آنحضرت صلعم نے جب حکم کیا اذان جمعہ کا سوا عید کے تو ہو گیا ترک اذان کا عید میں سنت
شاہ عبدالعزیز صاحب نے رجوم الشیاطین میں لکھا امام حجۃ الاسلام غزالی در احیاء العلوم و
دیگر کتب خود بعد تقریر طویل ثابت کردہ کہ ہر بدعتی در عبادات بدنیہ محضہ مثل صوم وصلوۃ و زکوۃ و
غسل طہارت نو پیدا نماید ہمہ سیئہ است بدعت مباحہ منحصر در عادات است مثل پختن پلاو در شادی
وماننداں و بدعت حسنہ در عبادات مالیہ مثل بنای مدارس و خانقاہات آمدہ عبادات بدنیہ محضہ
پس بدعت نمی باشد مگر بدعت سیئہ الی ان قال وعند الاستقراء لا توجد تلک البدعۃ بغیر السیئۃ
اور استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پائی جاتی بدعت بغیر سیئہ کے عبادت
فی العبادات البدنیۃ المحضۃ کالصوم والصلوۃ وقراءۃ القرآن واوصاف کل منہا بل لا یکون بدعۃ
بدنیہ محضہ میں مثل روزہ اور نماز اور قراءۃ قرآن اور ہر ایک کی صفات کے بلکہ نہیں ہوتی بدعت ایسی چیزوں میں بغیر سیئہ کے اسواسطے کہ نہ پایا جانا اوس
فیہا الا سیئۃ لان عدم وقوع الفعل فی الصدر الاول لیس الا لعدم الحاجۃ الیہ او لوجود مانع
فعل کو یا بوجہ کہ حاجت اوسکی نہ تھی یا بوجہ اسکے کہ کوئی امر اوسکے کرنے سے مانع تھا

منہا والعدم الشبہ لہ او للتکاسل عنہ او لکراہیۃ وعدم مشروعیتہ والاولیان منتفیان فی العبادۃ البدنیۃ
دو لوگ واقف اس کے نہ تھی یا دیگر کرنے میں تکاسل کرتے تھی یا بوجہ مکروہ و غیر مشروع ہونیکی اوسکو نکیا ہو دو احتمال اول منتفی ہین عبادت بدنیہ
المحضۃ لان الحاجۃ الی التقرب الی اللہ تعالی بالعبادۃ لا تنقطع وبعد ظہور الاسلام وغلبتہ ایام الکن
محضہ مین اسواسطے کہ بیشک حاجت تقرب کی خدا تعالی کیجانب عبادت سے منقطع نہین اور بعد ظہور اسلام و غلبہ اہل اسلام کے عبادت کے لئے
منہا مانع وکذا عدم التنبہ بہا والتکاسل عنہا منتف ایضا اذ لا یجوز ان یظن ذلک بالنبی صلعم
کوئی مانع بہی نہین تہا اور اسیطرح عدم واقفیت اور کسل بہی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہہ گمان کرنا آنحضرت صلعم اور انکی جمیع اصحاب کے ساتھ
وجمیع اصحابہ فلم یبق الا کونہا بدعۃ مکروہۃ غیر مشروعۃ انتہی اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض تنجیاص
جایز نہین ہے پس نہین ہوگا وہ مگر سوا بدعت مکروہہ غیر مشروعہ کے ۱۲
الکاین سے کہتے ہین کہ جو چیز عموم الفاظ خیرات اور حسنات مین داخل ہین وہ ممنوع نہین یہہ مولد
عموم خیرات اور حسنات مین داخل ہے جواب اوسکا یہہ ہی کہ جیسی یہہ عموم خیرات مین داخل ہی ویسی ہی
عموم منہیات مین بہی داخل ہی مثلا کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار یا من احدث فی امرنا
ہذا ما لیس منہ فہو رد وغیرہا من الاحادیث پس کیا وجہ ہی کہ تم اس عموم کو مخصوص کرتے ہو یا وجود یکہ
ترجیح اباحت اور حظر مین حظر کو ہوتی ہی اور یہی عموم اون چیزون کا کہ جنسے تم بدعات کو تجویز
کرتے ہو مثل عموم کل بدعۃ ضلالۃ وغیرہ کے نہین کما لا یخفی علی اہل العلوم علاوہ برین اگر اس قسم
کا عموم کہ جس سے استدلال کرتے ہو معتبر ہوتا تو بہت سی بدعات کہ جسکو علمانی بالتصریح منع
لکہا ہی جایز ہو جاتین اور یہی تعزیہ وغیرہا بہی ممنوع نہوتا کہ وہ بہی عمومات خیرات مین اوسکے مجوزین کے
نزدیک داخل ہے مجوزین تعزیہ کے رسایل دیکہنے سی معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ بہی اسی قسم کی دلائل
پیش کرتے ہین البتہ وہ عموم جو متبادر الفاظ قرآن اور حدیث سی ہو معتبر ہے جیسے عموم کل بدعۃ ضلالۃ
جبتک تخصیص کسی بدعت کی جواز کی دلیل سی ثابت نہو گی تب تک یہہ عموم دلیل ہے ممانعت مین اوسکے
مثل اسی کی ہی دعاء رفع طاعون کے واسطے جسکو صاحب تحفۃ الاسلام نی در مختار سی نقل کیا ہے اور دعا

جیسے دفع الطاعون اسواسطے کہ عموم وباء امراض میں طاعون بھی داخل ہی تو بہت سی مثالیں مخالفین
کتابوں فقہ سی جواز مولد میں ایسی نقل کرتی ہیں کہ قیاس ان کا مولد پر قیاس مع الفارق ہی مثل تعزیہ
اور عارف طاعون اور ایسی ہی تلفظ بہ نیت کہ بسبب اجتماع زبان اور دل کے بعض علما نی تجویز کیا ہے
سو مولد مروج سی اور ان چیزوں سی بہت تفاوت ہی ایک کا جواز مستلزم جواز ثانی کا نہیں ہی
مذہب محقق کی موافق ان چیزوں میں بھی کلام ہی اور جب ہم آثار اور احادیث سے ان لوگوں کے
مذہب کو کہ جو قائل اسبات کی ہیں کہ جو چیز زمان برکت نشان جناب آنحضرت صلعم اور اصحاب کرام
اور تابعین عظام میں نہو اور دلالت شرعیہ مجوز اس امر کی نہو تو وہ بات غیر جایز اور ممنوع ہے
ثابت کر چکی تو اب جتنی بدعات ہوں ان سبکو عاقل غیر جایز تصور کریگا اگرچہ بعض کتب میں اکثر
جایز لکھا ہو اب دو تین عبارات ان علما کی بھی نقل کرتے ہیں جو مانع مولد ہیں۔ علامہ تاج الدین فاکہانی
المورد فی الکلام مع عمل المولد میں تحریر فرماتی ہیں اور وہ وہ شخص ہیں کہ خود جلال الدین سیوطی انکو
مستند جانتے ہیں اور اپنی کتابوں میں انکی سند لاتے ہیں قال رحمہ اللہ لا اعلم لهذا المولد اصلا فی
نہیں جانتا میں اس مولد کا کچھ
کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من علماء الامۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین المتمسکون بآثار
قرآن اور حدیث میں اور نہیں منقول ہے کرنا مولد کا کسی سے علمای امت کی ایسے جو کہ مقتدا ہیں دین میں اور تمسک ہیں آثار متقدمین
المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون بدلیل انا اذا ادرنا علیہا
بلکہ مولد بدعت ہے کہ نکالا اسکو نکما لوگوں نے اور خواہش نفس کی ہے جسکا اہتمام کیا ہے کھانیوالوں نے دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر
الاحکام الخمسۃ قلنا اما ان یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروہا او محرما ولیس
پانچوں احکام شرعیہ کو لیں کہا جائے مولد کا کرنا یا واجب ہے یا مستحب یا مباح ہے یا مکروہ یا حرام سو واجب تو ہے نہیں
بواجب اجماعا ولا مندوبا لان حقیقۃ المندوب ما طلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ وہذا لم یاذن
بالاجماع اور مستحب بھی نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ مستحب اسے کہتے ہیں جسکے کرنیکا شرع میں حکم ہو اور اسکے ترک پر برائی نہو اور اسکی اجازت
فیہ الشرع ولا فعلہ الصحابۃ والتابعون المتدینون فیما علمت وہذا جوابی عنہ بین یدی اللہ ان
شرع نے نہیں دی اور نہ کیا اسکو صحابہ اور تابعین نے جو دیندار تھے اور یہی جواب ہے میرا اللہ کے سامنے اگر پوچھا جاؤں

سنیات ولا جائز لمکون مباحًا لان الابتداع فی الدین لیس بمباح باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون
ہونا جائز نہ ہوگا اور مباح بھی نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ ایجاد فی الدین مباح نہیں ہے باجماع المسلمین پس نہیں رہا اسکا مگر مکروہ اور
مکروہًا او حرامًا وحینئذ یکون الکلام فیہ فی فصلین الخ شیخ ابو عبد اللہ ابن الحاج نے کہ مستند
حرام ہے اور اس وقت میں ہوگا کلام مولد شریف میں دو فصلوں میں الخ
جلال الدین سیوطی کے ہیں کتاب مدخل میں کہ نہایت عمدہ کتاب ہے لکھا ہے ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع
اور منجملہ اون بدعات کے جنکو لوگوں نے
مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر ربیع الاول من المولد
ایجاد کیا اور باوجودیکہ اسکے اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ افضل عبادات وشعائر سے ہیں وہ چیز ہے کہ کرتے ہیں اسکو مہینہ ربیع الاول میں یعنی مولد
وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات الی ان قال وہذہ المفاسد مترتبۃ علی فعل المولد اذا عمل
شریف حالانکہ وہ متضمن ہے بہت سی بدعات ومحرمات پر اور بعد بیان مفاسد کے کہا کہ یہ سب مرتب ہیں مولد کے کرنے پر جب اوسکو راگ کے
بالسماع فان خلا منہ وعمل طعام فقط ونوی بہ المولد ودعی الیہ الاخوان وسلم من کل ما تقدم
ساتھ کریں اور اگر راگ سے خالی ہو اور فقط کھانا کیا جاوے اور اوسسے نیت مولد کی ہو اور اسواسطے اپنے بھائیوں کو بلاوے اور کوئی چیز [illegible]
ذکرہ فہو بدعۃ بنفس نیتہ فقط لان ذلک زیادۃ فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین
جسکا ذکر ہو چکا نہ پائی جاوے تو بدعت ہوگا بوجہ نیت کرنے مولد کے اسواسطے کہ یہ زیادتی فی الدین ہے اور نہیں ہے عمل سلف سے اور اتباع سلف کا
واتباع السلف اولی ولم ینقل عن احد منہم انہ نوی المولد ونحن تبع للسلف فیسعنا ما وسعہم انتہی
اولی ہے اور نہیں نقل کیا گیا کسی شخص سے سلف میں کہ اوسنے مولد کی نیت کی ہو اور ہم اتباع سلف کا کرتے ہیں سب جائز ہوگا ہمکو وہی کہ کیا جو انہوں نے [illegible]
شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے کہ امام جلیل القدر مجتہد وقت تھے صراط المستقیم میں لکھا و
ہے

کذلک ما احدثہ بعض الناس اما مضاہاۃ للنصاری فی میلاد عیسی علیہ السلام واما محبۃ للنبی صلعم و
اسیطرح وہ جو ایجاد کیا ہی بعضے آدمیوں نے یا بقصد مشابہت نصاری کے مولد حضرت عیسی میں اور یا واسطے محبت وتعظیم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
تعظیمًا لہ واللہ قد یثیبہم علی ہذہ المحبۃ والتعظیم باجتہاد فی الاتباع لا علی البدع من اتخاذ مولد النبی
حالانکہ بہ تحقیق کبھی خدا تعالی انکو لوگوں کو محبت اور تعظیم رسول خدا صلعم پر ثواب دیتا ہے کوشش کرنے کے لوگوں کی اتباع میں نہ بدعتوں پر مثل مقرر کر لینے مولد نبی
صلعم عیدًا مع اختلاف الناس فی مولدہ فان ہذا لم یفعلہ السلف مع قیام المقتضی لہ وعدم المانع منہ
صلعم کو عید باوجود اختلاف آدمیوں کے عمل مولد میں اسواسطے کہ نہیں کیا اسکو سلف نے مع پائے جانے مقتضی مولد کے اور نہ پائے جانے مانع کے
ولو کان ہذا خیرًا محضًا او راجحًا لکان السلف رضی اللہ عنہم احق بہ منا فانہم کانوا اشد محبۃ لرسول اللہ
اگر ہوتا یہ خیر محض یا رجحان خیر کا اس میں ہوتا تو ہوتے سلف رضی اللہ عنہم احق بہ نسبت ہمارے اسکے کرنے میں اسواسطے کہ وہ زیادہ محبت رکھتے تھے رسول خدا
صلعم وتعظیمًا لہ منا وہم علی الخیر احرص وانما کمال محبتہ وتعظیمہ فی متابعتہ واتباع امرہ واحیاء سنتہ باطنًا
صلعم سے اور زیادہ تعظیم کرتے تھے بہ نسبت ہمارے اور وہ خیر کرنے پر حریص بھی زائد تھے اور سوا اسکے نہیں کہ کمال محبت اور تعظیم آنحضرت کے [illegible]
وظاہرًا ونشر ما بعث بہ والجہاد علی ذلک بالقلب والید واللسان فان ہذہ طریقۃ السابقین الاولین
متابعت اور اتباع امر اور احیاء سنت اونکی میں ہی باطنًا وظاہرًا اور پھیلانے میں احکام دین اور کوشش میں اسپر ہے قلب سے اور ہاتھ سے اور
من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان واکثر ہؤلاء الذین تجدہم حراصًا علی امثال ہذہ البدع
زبان سے اسواسطے کہ یہی طریقہ ہے سابقین اولین کا مہاجرین اور انصار سے اور اون لوگوں کا کہ متبع اونکے ہیں اور اکثر اون لوگوں کو کہ پاوے گا تو حریص [illegible]

مع مالهم فیهامن حسن القصد والاجتهاد الذی یرجی به المثوبة یتجدد بهم فی امر الرسول راجتبا حما امروا
[illegible]
بلفتا دفیه الحرج حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کہ اکابر اولیا سے تھی اپنی مکتوبات مین تحریر فرما
[illegible]
مین صحیفه الشفات از روی کرم نامزد این حقیر ساخته بودند بوصول ان مبتهج و مسرور گردید
جزاکم الله سبحانه خیر الابتهاج یافته بود که اگر چه در منع سماع مبالغه در منع سماع متضمن منع مولود که عبارت از قصائد
نعت و اشعار غیر نعت خواندن است نیز بود آخری اعزی میر محمد نعمان و بعضی یاران اینجا که در واقعه
آنحضرت را صلعم دیده اند که ازین معرکه مولود بسیار راضی اند بر ینها ترک شنودن مولود بسی مشکلات
مخدوما اگر وقایع را اعتبار بود و بر منامات اعتبار باشد مریدان را به پیران هیچ احتیاج نباشد
والتزام طریقی از طرق عبث می افتد چه هر مرید موافق وقایع خود عمل خواهد کرد و مطابق منامات خود
زندگانی خواهد نمود آن وقایع و منامات موافق طریق پیر باشند یا نباشند و مرضی او بوند یا
نبوند برین تقدیر سلسله پیری و مریدی برهم میخورد و هر بوالهوسی بوضع خود مستقل میگردد و
مرید صادق هزار وقایع را با وجود پیر به نیم جو نخرد و طالب رشید بدولت حضور پیر منامات را از
اضغاث احلام می شمرد و هیچ التفات بآنها نمی نماید شیطان لعین دشمنی هست قوی منتهیان از کید او
ایمن نیستند و از مکر او ترسان و لرزان اند از مبتدیان و متوسطان چگوید غایت ما فی الباب منتهیان
محفوظ اند از سلطان شیطان مصئون بخلاف مبتدیان و متوسطان پس وقایع ایشان شایان اعتماد
و از مکر دشمن محفوظ نبودند الی ان قال بنظر انصاف ببینند که اگر فرضا حضرت ایشان درین زمان در
دنیا زنده می بودند و این مجلس و اجتماع منعقد میشد آیا باین امر راضی می شدند و این اجتماع را

می‌پسندید ند باید بیقین فقیر آنست ہرگز امثال این تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می فرمودند مقصود فقیر
اعلام بود قبول کنند یا نہ کنند ہیچ مضایقہ نیست وگنجایش مشاجرہ نہ اگر مخدوم زادہ ہا و یاران
آنجا بر ہمان وضع مستقیم باشند با فقیر از ار صحبت ایشان غیر از حرمان چارہ نیست زیادہ چہ
تصدیع دہد زیادہ والسلام انتہی شیخ شمس الدین ابن قیم کہ حسب اقرار جلال الدین سیوطی کی امام فی الدین
ہین زاد المعاد مین لکھتے ہین ولا یخص المکان الذی ابتدر فیہ بالوحی ولا الزمان بشیء ومن خص
اور نہ خاص کیا جاوے وہ مکان جسمین ابتدا وحی نازل ہوئی اور نہ کوئی زمانہ ساتھ کسی شی کے اور جو شخص
الامکنة والازمنة من عندہ لعبادات لاجل ہذا وامثالہ کان من جنس اہل الکتاب الذین جعلوا زمان
خاص کرے مکانوں اور زمانوں کو اپنی طرف سے واسطے عبادت کے بسبب اسکے یا اور کسی ایسی وجہ سے ہو جاوےگا وہ جنس اہل کتاب سے کہ مقرر کیا انہوں نے
احوال المسیح مواسم واعیادا کیوم المیلاد ویوم التعمد وغیر ذلک من احوالہ وقد رای عمر ابن الخطاب
زمانہ احوال حضرت عیسیٰ کو مثل روز پیدائش اور روز عبادت وغیرہ کو انکی حالات سے موسم عید اور دیکھا عمر بن خطاب نے ایک جماعت کو کہ جاتی تہی
جماعة یاتون مکانا یصلون فیہ فقال ما ہذا فقالوا مکان التعبد صلی فیہ رسول اللہ صلعم فقال
وہ ایک مکان مین اور اوسمین نماز پڑہتے ہین حضرت عمر نے پوچھا کہ یہہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ یہہ مکان عبادت کا ہے نماز پڑہتے تہی یہان رسول اللہ صلعم
اتریدون ان تتخذوا آثار انبیائکم مساجد انما ہلک من کان قبلکم بہذا فمن ادرکتہ فی الصلوٰة
نے پس فرمایا کیا ارادہ کرتے ہو تم اسبات کا کہ مقرر کرو تم آثار انبیاء اللہ کو مساجد حالانکہ اسی سبب سے ہلاک ہو گئے وہ لوگ کہ تم سے پہلے تہے پس جس شخص کو
فلیصل والا فلیمض انتہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین فرمایا نوع پانزدہم
کہ آجاوے اسمکان مین وقت نماز کا تو اسمین پڑہ لے ورنہ چلا جاوے
استمال متی رہ را یک چیز پنداشتن واین وہم خیلی بر ضعیف العقلان غلبہ دارد چنانچہ آب دریا
وشعلہ چراغ وآب فوارہ را اکثر اشخاص یک آب و یک شعلہ خیال کنند واکثر شیعہ در عادات خود منہمک
این خیال اند مثلاً روز عاشورہ در ہر سال کہ بیاید آنرا روز شہادت حضرت امام حسین گمان برند و احکام
ماتم ونوحہ وشیون وگریہ وزاری وفغان وبیقراری آغاز نہند مثل زنان کہ ہر سال بر میت خود این
عمل نمایند حالانکہ عقل بالبداہت می داند کہ زمان امر سیال غیر قارست ہرگز جزو او ثبات وقرار
ندارد واعادہ معدوم محال وشہادت حضرت امام در روزی شدہ بود کہ این روز از انروز بفاصلہ

هزار و دو صد سال دارد و امید دوزا بان روز به اتحاد و کدام مناسبت در روز عید الفطر و عید النحر را
برین قیاس نباید کرد که در انجا مایه سرور و شادی سال بسال متجدد است یعنی ادای روزه
رمضان و ادای حج خانه کعبه و شکر النعمة المتجددة سال بسال فرحت و سرور نو پیدا می شود و لهذا
اعیاد شرایع برین وهم فاسد بنا نشد بلکه اکثر عقلا نیز نوروز و مهرجان و امثال این تجددات و
تغیرات آسمانی را عید گرفته اند که هر سال چیزی نو پیدا می شود و موجب تجدد احکام میباشد و علی
هذا القیاس عید به عید با شجاع الدین و تعید به عید غدیر و امثال ذلک مبنی برهمین وهم فاسد
است از ینجا معلوم شد که روز نزول آیه الیوم اکملت لکم دینکم و روز نزول وحی و شب معراج را
چرا عید در شرع قرار نداده اند و عید الفطر و عید النحر را قرار داده اند و روز تولد و وفات هیچ نبی را
عید نگردانیده اند و چرا صوم یوم عاشورا که سال اول بموافقت یهود آنحضرت صلعم بجا آورده بود
منسوخ شد و این همه همین سر است که وهم را دخلی نباشد بدون تجدد نعمت حقیقت سرور و فرحت
نمودن با غم و ماتم کردن خلاف عقل خالص از شوائب وهم است انتهی صاحب سیف الاسلام وغیره
جو بعض عبارتین مکاتیب حضرت مجدد کی پیش کرتی ہین سو ہمین دو طرح سی کلام ہی اول یہہ کہ
پوری عبارت مکاتیب کی نقل نہین کرتی دوسری یہہ کہ وہ عبارتین ہماری مضر نہین آپ حضرت
مجدد خود اپنی مکتوب مین فرماتی ہین دیگر بزعم فقیر التزام متابعت سنت سنیه است علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیة واجتناب از اسم و رسم بدعت تا از بدعت حسنه در رنگ بدعت سیئه
احتراز نماید بوی ازین دولت بمشام جان او نرسد و این معنی امروز متعسر است که عالم در دریای

بدعت مستغرق گشته است و بظلمات بدعت آرام گرفته کرا مجال است که دم از رفع بدعت زند و باحیای سنت لب کشاید اکثر علمای اینوقت رواج دہندہای بدعت اند و محو کنندہای سنت بدعتہای پہن شدہ را تعامل خلق دانستہ جواز بلکہ باستحسان آن فتوای میدہند و مردم را بہ بدعت دلالت مینمایند الخ اور بھی دوسرے مکتوب مین لکھتے ہین گفتہ اند کہ بدعت بر دو نوع است حسنہ و سیئہ حسنہ آن عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آن سرور و خلفای راشدین علیہ و علیہم من الصلوۃ اتمہا و من التحیات اکملہا پیدا شدہ باشد و رفع سنت نہ نماید و سیئہ آنکہ رافع سنت باشد این فقیر در ہیچ بدعتی ازین بدعتہا حسن و نورانیت مشاہدہ نمیکند و جز ظلمت و کدورت احساس نمی نماید اگر فرضا عمل مبتدع را امروز بواسطہ ضعف بصارت بطراوت و نضارت بینند فردا کہ حدید البصر گردند دانند کہ جز خسارت و ندامت نتیجہ نداشت الی قولہ ہرگاہ ہر محدث بدعت باشد و ہر بدعت ضلالت پس معنی حسن در بدعت چہ بود اور اسکے سوا اونکی بہت عبارتون سے بدعت مطلقہ کی برائی ثابت ہے اور ہر بدعت اونکی نزدیک رافع سنت ہے پس یہہ تاویل جو بعض اشخاص کرتے ہین کہ حضرت مجدد نے راگ سے منع کیا ہی نہ مولد سے یہہ محض غلط ہے عبارت مکتوبات کی ہمنے اوپر نقل کردی جس شخص کو کچھ بھی انصاف اور فہم ہوگا وہ حقیقت الامر سمجھہ لیگا اور سیف الاسلام مین جو درباب جواز مولد اونکی عبارت نقل کی تطبیق اصل سے معلوم ہوا کہ وہ کسطرح مفید مدعای مخالفین نہین بلکہ آخر عبارت قطع و ما بخاطر فقیر میرسد تا سد این باب مطلق نکنند بوالہوسان ممنوع نمی گردید اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہ یفضی الی کثیرہ قول مشہور است انتہی صراحۃ موید قول کراہت ہے، صاحب

سیف الاسلام سے مقصد بتصرف نقل عبارت مین رحیب تعجب ہی اور جلال الدین سیوطی نے علامہ کمانی
اور امام ابن الحاج کی کلام مین کچھہ کلام کیا ہی سو لب نہ قابل اسکے نہین کہ اوسکی طرف التفات کی جاوے
اکثر باتین اوسکی مخدوش مین آور دو رسالے جو سیوطی اور ابن حجر نے نکالی ہین اُسکا حال ہم اوپر کہہ چکی جس
شخص کو منظور ہو اوسکی طرف رجوع کرے صاحب سیف الاسلام نے جو مجمع البحار سے سند اس باب مین نقل
کی وہ بھی مفید مدعا نہین اسواسطی کہ عبارت منقولہ مجمع البحار مین ہرگز امر متنازع فیہ مذکور نہین اوس
اسیطرح شیخ عبد الوہاب متقی سے جو نقل کیا اوس سے مجلس مولد مروج کا جواز نہین نکلتا ابن قیم
کی اوپر جو اعتراض کیا وہ بھی مبنی خطا پر ہی عینی سے خود اوسکا جواب نقل کیا قالوا انما اردی عن عمر
[illegible]
کرہ ذلک فلانہ خشی ان یلتزم الناس الصلوۃ فی تلک المواضع فیشکل ذلک علی من یاتی
[illegible]
بعدہم ویریٰ ذلک واجبا وکذا ینبغی للعالم اذا رای الناس یلتزمون النوافل التزاما شدیدا
[illegible]
ان یترخص فیہا فی بعض المرات ویترکہا لیعلم بذلک انہ غیر واجب اس سے زیادہ کیا التزام ہوگا کہ
[illegible]
تارکین اور منکرین مولد کو دشمن رسول اللہ صلعم کا بتلاتے ہین اور جو عداوت تارک اور منکر مولد
کے ساتھہ ہوتی ہی وہ تارکین صلوۃ اور منکرین خدا تعالے اور رسول کی ساتھہ ہرگز نہین ہوتی — اور ابن الحاج
کے کلام مین جو سیوطی نے کلام کیا ہی وہ بھی مخدوش ہے اسواسطی کہ ہرگز دونون کلاموں مین ابن حاج
کی تناقض نہین اور صاحب سیف الاسلام سے بھی تناقض ثابت نہین ہو سکا البتہ صاحب مدخل کا کلام
اول قابل قبول ہونا یا نہونا امر آخر ہے بیرکے روزہ سے جو یہہ حضرت سند لاتی ہین سو اوسکا حال یہہ
ہی کہ وہان ذکر نعمۃ ولادت بطریق علت نہین بلکہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس روزہ اعمال

عرض کیے جاتی ہین اس جہت سی آنحضرت صلعم روزہ رکہا کرتی تہی اخرج الترمذی فی جامعہ عن ابی ہریرة
روایت کی ترمذی نے اپنی کتاب مین ابوہریرہ سے

قال قال رسول اللہ صلعم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم واخرج
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے پیش کیجاتی ہین اعمال جناب باری مین دوشنبہ و پنجشنبہ کو اسواسطے اچہا جانتا ہون مین اسکو کہ پیش کیا جاوے عمل میرا اور مین

احمد فی مسندہ وابن ماجة فی سننہ عن ابی ہریرة ان النبی صلعم کان یصوم یوم الاثنین والخمیس فقیل یا
روزہ دار ہون اور روایت کی امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابن ماجہ نے اپنی کتاب مین ابوہریرہ سے کہ نبی صلعم روزہ رکہا کرتی تہی روز دوشنبہ اور پنجشنبہ

رسول اللہ انک تصوم یوم الاثنین والخمیس فقال ان یوم الاثنین والخمیس یغفر اللہ فیہما لکل مسلم الا ذا
کو سوال کیا گیا کہ یا حضرت آپ دین روزہ رکہتی ہین یوم دوشنبہ اور پنجشنبہ کو فرمایا کہ روز دوشنبہ اور پنجشنبہ کو مغفرت کرتا ہے اللہ تعالی ہر مسلمان کی

ہاجرین یقول دعہما حتی یصطلحا واخرج الامام احمد فی مسندہ عن ابی ہریرہ انہ قال کان رسول اللہ
سوا ان شخصون کی کہ اونمین تنازع ہوتا ہی فرماتا ہی کہ ان دونون کو چہوڑ دو یہانتک کہ صلح کرلین اور روایت کی امام احمد نے مسند مین ابوہریرہ سے کہ

صلعم اکثر ما یصوم یوم الاثنین والخمیس فقیل لہ فی ذلک فقال الاعمال تعرض فی کل اثنین وخمیس
رسول خدا صلعم اکثر روزہ رکہتے تہی روز دوشنبہ اور پنجشنبہ پوچہا گیا حضرت سی اسبارہ مین فرمایا کہ اعمال پیش کیے جاتی ہین ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو پس بخشش کیجاتی

فیغفر لکل مسلم الا المتہاجرین فیقول اخرہما واخرج الشیرازی فی الالقاب عن ابی ہریرة عن النبی
ہے ہر مسلمان کی سوا انکے جو دشمن ہین فرماتا ہی تاخیر کرو انکی بخشش مین اور روایت کی شیرازی نے القاب مین ابوہریرہ سے کہ فرمایا آنحضرت نے تحقیق عمل

صلعم ان الاعمال ترفع یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یرفع عملی وانا صائم تنبیہ جو صاحب
پیش کیے جاتی ہین یوم دوشنبہ و پنجشنبہ کو اسواسطے دوست رکہتا ہون مین کہ رفع کیا جاوے عمل میرا اور مین روزہ دار ہون ۱۲

سیف الاسلام کے اقوال کی ساتہہ تعرض اس رسالہ مین کیا سو محض اسواسطے ہی تا کہ کلام اپنی غایت

کو پہنچ جاوی اور حق المقدور کلام مین عذر مخالفین کا باقی نرکہا اور سیف الاسلام اور نصر المسلمین

کا اس رسالہ سی مقصود نہین تحریر صاحب غایت الکلام سی یہہ بات معلوم ہوئی کہ سیف الاسلام

کا جواب لکہا گیا اور وہ مطبوع بہی ہوگا لیکن ہم تک ابہی وہ رسالہ نہین پہنچا اب اگر کوئی شخص کہی

کہ مولد کو ابن حجر مکی اور ابوشامہ اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق اور جلال الدین سیوطی اور شامی

اور سخاوی اور ابن حجر عسقلانی اور ابن جزری وغیرہم نی جائز لکہا ہی اور تم ان سب علما

کی قول کو نہین مانتی تو تم منکر ایسی بڑی عالمونکی ہوئی اگر انصاف کرتی تو ایسی عالمون کے قول کو

واجب القبول سمجہتی جواب اوسکا یہہ ہی کہ مولد کی منع کیطرف بہی بڑی بڑی عالم مثل شیخ الاسلام

† اور مولوی سید امیر احمد صاحب دام مجدہم نی بہی درمیان ایام میں کہ سیف الاسلام مشتہر ہوا تہا جواب تحریر فرمایا ہی چنانچہ النزاعیات وغایہ یہاں تک اونکے دو ایک بہی ہو گئی بعد طبع یہ رسالہ کے ۱۲

تقی الدین ابن تیمیہ اور شیخ شمس الدین ابن القیم اور شیخ ابو عبد اللہ ابن الحاج صاحب مدخل اور شیخ
تاج الدین فاکہانی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی وغیرہم گذرے ہیں اور انکی فضائل و کمالات اور
علو شان و رفعت مرتبت اور بلند پایگی کی خود اکابر مستندین تمہارے بھی معتقد ہیں اور نیز زہد و ورع اور
کثرت عبادت و تقویٰ انکی مشہور و معروف ہیں پس تم انکی قول کو اس مقام پر نہیں مانتے یہاں بھی ثابت ہوکہ
تم بہت بڑی بزرگوں کی منکر ہو اور تم میں انصاف نہیں دوسری یہہ کہ جن صاحبوں کا میں نے بیان
ذکر کیا تم بھی انکی سب قول نہیں مانتے دیکھو حافظ ابن حجر عسقلانی نے مصافحہ بعد العصر کو بدعت
لکھا ہے اور تعزیر کا اسکی فاعل پر حکم کیا اور آپ تمام تقلید کی منکر تھے اور اسمین نہایت تشدد رکھتے
تھے اور ید اللہ علی الجماعت کے معنی جو انہوں نے لکھے وہ تمہاری مخالف ہیں اور اسیطرح بہت سا
بدعات کا انہوں نے رد کیا ہے جو تمہاری نزدیک جائز ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی اور ابن
حجر عسقلانی قائل تصحیح حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین کے ہیں جسکو تم موضوع کہتے ہو اور پہر جلال
الدین سیوطی اور صاحب سیرت شامی منکر معجزہ قدم شریف کی ہیں جو تمہاری نزدیک بمنزلہ ایمان ہے
اور اسکی منکر کو بہت برا جانتے ہو اور یہی صاحب سیرت شامی قیام مولد کو جو تمہاری نزدیک بہت
بڑی چیز ہے بے اصل لکھتے ہیں اور پہر سخاوی اور ابن جزری اور ملا علی قاری شیخ محی الدین عربی
کی تکفیر کرتے ہیں اور پہر ابن حجر مکی اور ملا علی قاری عبد النبی وغیرہ اسما جو تمہاری نزدیک جائز ہیں
انکو ممنوع لکھتے ہیں اور سخاوی حضرت کی اسلام والدین کے منکر ہیں اور یہی حال ملا علی قاری کا
پہر شیخ عبد الحق سوم کو بدعت اور حرام لکھتے ہیں حالانکہ تم اسکے قائل نہیں الغرض بعض اقوال ان

علما کی ہم بہی نہین مانتے فرق اتنا ہی کہ ہم اون اقوال کو حسب ارشاد الٰہی فان تنازعتم فی شئی فردوہ
اگر جھگڑو تم کسی شے مین پس پہیر دو اوسکو
الی اللہ والرسول کی میزان کتاب و سنت مین رکہتی ہین جنکو اقرب الی الکتاب والسنۃ یا قواعد دین سے
اور رسول کی طرف ۱۲
مستنبط پاتے ہین قبول کرلیتے ہین اور جو مخالف سنت ہون اور دلیل سے اونکا غیر مقبول ہونا ثابت ہوتا ہے
نہین مانتے اور تم اونکی اقوال کو اگر موئد بدعات و مقوی محدثات جانتے ہو بلا لحاظ مزاحمت سنت و مخالفت
آنحضرت کالوحی المنزل مانتے ہو ورنہ نہین مانتے ۔ علاوہ برین اکثر یہہ حضرات مخالف مذہب حنفی کے
سخت صد ہا انکے مسئلے ہیں اور تم قبول نہین کرتے مگر زبردستی مولد کے باب مین تم ہمکو ملزم کرتے ہو
یہہ بات انصاف سے بعید ہی اور قیام کرنا وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کی تعظیماً ممنوع اور غیر جایز
ہے اسواسطے کہ اول خود قیام تعظیمی مین واسطے قادم کے کلام ہے صاحب سیرت شامی نے جواز کا بہی تجوز
مرید سے ہی سیرت شامی مین لکہا جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلعم ان یقوموا
جاری ہی عادت بہتیرون کی محبین سے کہ جب سنتے ہین ذکر وضع آنحضرت صلعم کا اوٹہ کہڑے ہوجاتے ہین تعظیماً
تعظیما لہ صلعم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ او بعض علمانے قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے نقل کیا
واسطے انکے حالانکہ یہہ قیام بدعت ہے کوئی اصل اسکی نہین ہے ۱۲
کہ انہون نی اپنی بعض تصانیف مین لکہا و ما یفعل الجہال علی رأس کل حول فی شہر الربیع الاول لیس
اور جو کرتے ہین جاہل راس ہر سال پر ربیع الاول میں وہ کچہ شی نہین ہے اور کہڑے ہوجاتے ہین وقت
بشئی ویقومون عند ذکر مولدہ صلعم ویزعمون ان روحہ صلعم یجیئ وحاضر فزعمہم باطل بل ہذا الاعتقاد
ذکر مولد آنحضرت صلعم کے اور اعتقاد کرتے ہین کہ روح آنحضرت صلعم کی آتی ہے اور حاضر ہے اور یہہ اعتقاد اونکا باطل ہے بلکہ یہہ اعتقاد شرک ہے اور منع کیا ہے
شرک وقد منع الائمۃ الاربعۃ عن مثل ہذا اور مولانا فضل اللہ جونپوری سے منقول ہے کہ انہون نی
چارون اماموں نے ایسی باتون سے ۱۲
بہجتہ العشاق مین لکہا ما یفعلہ العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس
اور جو کرتے ہین عوام قیام وقت ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کے وہ کچہ شی نہین ہے بلکہ مکروہ ہے ۱۲
بشئی بل ہو مکروہ اور قاضی نصیر الدین گجراتی سے منقول ہے کہ انہون نی طریقۃ السلف مین کہا وقد
اور تحقیق
احدث بعض جہلاء المشائخ امورا کثیرۃ لا نجد لہا اصلا ولا اسما فی کتاب ولا فی سنۃ منہا القیام عند ذکر
کرلے ہین بعضی جہلا مشائخ نے بہت باتین کہ نہین پاتے ہین ہم اوسکی اصل اور نام اوسکا قرآن و حدیث مین اور منجملہ اوسکے ہی قیام وقت ذکر ولادت سید الانام

ولادة سید الانام علیه التحیة والسلام انتهی اور شیخ ابن حجر اور شارح مواہب سے منقول ہی کہ اونھون نے
بھی اس قیام کو بدعت کہا صاحب سیرت حلبی نے جو صاحب سیرت شامی کی قول کی تاویل کی کہ مراد بدعت سے
بدعت حسنہ ہے سو یہ تاویل محض خطا ہی اسواسطے کہ ہم اوپر شیخ عبد الحق اور قاضی عیاض وغیرہ سے نقل
کر چکے ہین کہ بدعت حسنہ وہ ہی جسکی اصل شرع مین ہو اور جسکی اصل شرع مین نہو وہ بدعت حسنہ نہین جامع
ترمذی مین ہی باب ما جاء فی کراهیة قیام الرجل للرجل عن ابی مجلز قال خرج معاویة فقام عبد الله بن الزبیر
وابن صفوان حین راوه فقال اجلسا سمعت رسول الله صلعم یقول من سره ان یتمثل له الرجال قیاما
فلیتبوء مقعده من النار امام ابن قیم نے شرح ابو داود مین بعد نقل روایت ترمذی کے کہا وفیه رد علی من
زعم ان معاویة انما لقیوم الرجال فی حضرته وهو قاعد فان معاویة روی الخبر لما اله مین خرج اما الاحادیث
المتقدمة فالقیام فیها عارض للقادم مع انه قیام الیه للتلقی لا قیام له وهو حدیث فاطمة فالمذموم القیام
للرجل واما القیام للتلقی اذا قدم فلا باس به وبهذا تجتمع الاحادیث والله اعلم انتهی یہ کلام ہی انتہا لیکن
قیام تعظیمی مین اوسمین گفتگو بہت ہی بعض علما جائز کہتے ہین اور بعض منع فتح الودود حاشیہ ابو داود
مین ہی وللناس کلام کثیر فی هذه المسئلة وعلی هذا الحدیث والاقرب ان ترکه اولی واحری ان تیسر
بلا افضاء الی ایذاء وخصومة والله اعلم انتهی اور وقت ذکر ولادت کے قیام کرنا محض بے اصل ہی بلکہ خلاف
اصل اسواسطے کہ الله جل جلاله کا ذکر اور اوسکے حبیب صلعم کا ذکر صدہا محفلون مین ہوتا ہی اور خاص مولد مین بھی
بار ہا اونکا تذکرہ آتا ہی لیکن کوئی قیام نہین کرتا اور جب ذکر ولادت آتا ہی اگر مجلس مولد شریف مین ہو تو
سب کھڑے ہو جاتی ہین اگر یہہ قیام تعظیم آنحضرت کی لئی ہوتا تو ہر جگہہ بوقت ذکر بہ نیت تعظیم ہوتا حالانکہ ایسا

نہین مشکوۃ شریف مین مروی ہی انس رضی سی لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلعم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا
لما یعلمون من کراہیتہ لذلک یعنی کوئی شخص صحابہ کی نزدیک رسول اللہ صلعم سی زیادہ تر محبوب نہ تہا لیکن
آنحضرت صلعم کی واسطی تعظیما کہڑی نہوتی تہی بسبب اس بات کی کہ آنحضرت اس کہڑی ہونیکو مکروہ جانتے تھے
اور ایک روایت مین ہی خرج رسول اللہ صلعم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما تقوموا الاعاجم
باہر آئے رسول خدا صلعم ... تکیہ کئے لکڑی پر پس کہڑے ہوئے ہم واسطے تعظیم آنحضرت کے فرمایا آنحضرت نے کہڑے مت ہوا کرو جیسے کہ کہڑے
یعظم بعضہم بعضا یہان چند شخص اسواسطی لکہی گئین کہ بعض جاہل یا کم علم لوگ کہنے لگتے ہین کہ جو لوگ کہڑی
ہوتے ہین عجم تعظیم کرتے ہین بعض بعض کی
نہین ہوتی ہین اونکی دلمین محبت اور عظمت رسول اللہ صلعم کی نہین ہی جو عاقل ہوگا وہ ان احادیث سے
جان لیگا کہ تعظیم آنحضرت صلعم اس قیام پر موقوف نہین ہے جب اصحاب آنحضرت صلعم جو سب سے زیادہ عاشق
وجان نثار آنحضرت صلعم کی تہی آپکی حالت حیات مین کہڑی نہین ہوتی تہی پس ترک قیام سی وقت ذکر تولد
آنحضرت خاص مجلس مولد مین کیونکر عدم محبت کا الزام صحیح ہوسکتا ہی +

سوال ۔ مشہور ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا علیہ الصلوۃ مین تہتر فرقہ ہین سنا جاتا ہی کہ انمین بہتر ناری ہین اور یہ
ایک ناجی اور ہر ایک فرقہ اپنا آپکو ناجی کہتا ہی پس نفس الامر مین کون ناجی ہی + **الجواب** یہہ بات
خود آنحضرت صلعم نی بیان فرمادی ہی چنانچہ مشکوۃ شریف اور ترمذی مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم نی
فرمایا کہ میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوگی وہ سب کے سب جہنم مین جاوینگے مگر ایک فرقہ صحابہ نی
عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہی آپنی فرمایا جو میرے طریقہ اور میری اصحاب کے طریقہ پر چلے حضرت پیران پیر
غنیۃ الطالبین مین لکھتے ہین وعن عبد اللہ بن زید عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم
ان بنی اسرائیل افترقوا علی احدی وسبعین فرقۃ کلہا فی النار الا واحدۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین

فرقہ کہا فی النار الا واحدۃ قالوا ما تلک الواحدۃ قال علیہ السلام من کان علی ما انا علیہ واصحابی انتہی اس سے

معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے کہ جو حضرت اور حضرت کی اصحاب کے طریقہ پر چلے اور بدعات اپنی طرف سے ایجاد

نکرے اور نہ بدعات کو اپنا طریقہ گردانے اور دعا کرنی سی کچہہ نہیں ہوتا جو دعوی مدلل بدلیل نہو وہ مردود

اور غیر مقبول ہی ۔ **سوال ۸** اکثر لوگ گیارہوین حضرت پیران پیر کی بطریق منت یا بتوقع نفع

دنیوی کی کرتی ہین درست ہی یا نہین ۔ **الجواب** گیارہوین مذکور اگر بطریق منت کی ہی تو شرک

ہی بحر الرائق مین ہی واما النذر الذی ینذرہ اکثر العوام علی ما ہو مشاہد کان یکون للانسان غائب

اور جو نذر کہ عوام کرتے ہین جیسا کہ مشاہدہ ہے مثلاً کسی آدمی کا غائب یا مریض ہو یا کوئی حاجت ضروری ہو

او مریضاً او لہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی الی بعض مزارات الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ فیقول یا سیدی

تو آتی ہین بعض مزارات اولیا پر اور ڈالتی ہین پردہ کو اپنے سر پر اور کہتے ہین کہ ای میرے سردار فلانے اگر میرا غائب آ جاوے یا میرا بیمار

فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذہب کذا او من الفضۃ کذا او

اچھا ہو جاوے یا پوری ہو جاوے حاجت میری پس تمہارے واسطے سونا اتنا اور چاندی ہی اتنا اور کہانا اتنا اور موم بتی اتنی اور تیل اتنا

من الطعام کذا او من الشمع کذا او من الزیت کذا فہذا النذر باطل بالاجماع بوجوہ منہا انہ نذر للمخلوق

تو یہ نذر باطل ہے بالاجماع چند وجہ سے ایک یہ کہ نذر مخلوق کی ہے اور مخلوق کے واسطے نذر جائز نہین

والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون للمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک

اس واسطے کہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے واسطے نہین ہوتی دوسرے یہ کہ جس شخص کی نذر کی گئی ہے وہ مردہ ہے اور مردہ کسی چیز کا

ومنہا ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر انتہی فتاوی عالمگیری اور

مالک نہین تیسرے یہ کہ گمان کیا کہ مردہ تصرف کرتا ہے کامون مین سوا اللہ کے اور اعتقاد اس کا کفر ہے

درمختار مین اس نذر کو باطل بالاجماع لکہا ہی مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے فتح العزیز مین مشرکون

کی تعداد مین لکہا از انجملہ کسانیکہ در ذبح و نذور و قربانیہا با خدا دیگران را ہمسر می کنند انتہی اور توقع

نفع کی معنی اگر یہہ ہین کہ اونکو نافع اور ضار سمجہکر یہہ توقع رکہی جاتی ہی تو یہہ بہی شرک ہی اور اگر یہہ معنی

ہین کہ اس گیارہوین کی برکت سی نفع حاصل ہوتا ہی تو یہہ بہی بے اصل ہی اگر گیارہوین کسی شخص کا

جائز ہوتی تو رسول اللہ صلعم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی گیارہوین کرنا بدرجہ اولی جائز ہوتا اور صحابہ

اور تابعین اسکو کرتی دیکھو حضرت پیران پیر کی غنیہ مین لکھاہی ولو جاز ان تتخذ یوم موتہ یوم مصیبۃ لکان
اگر جائز ہوتا یہہ کہ مقرر کیا جاوے روز وفات امام حسین کا روز مصیبت
یوم الاثنین اولی بذلک اذ قبض اللہ تعالی نبیہ فیہ وکذالک ابوبکر الصدیق قبض فیہ ثم لو جاز ان تتخذ ہذا الیوم
تو روز دوشنبہ کا اولی ہی اس بات مین اسلیئے کہ قبض کیا ہے اوسمین اللہ تعالی نے نبی اپنی کو اور اسیطرح ابوبکر صدیق قبض کئے گئے اسیروز پہر اگر جائز ہوتا یہہ کہ مقرر
مصیبۃ لاتخذہ الصحابۃ والتابعون لانہم اقرب الیہ واخص بہ انتہی ملخصا ان دونون دلیلون سے
کیا جاوی یہہ روز مصیبت کا البتہ مقرر کرتے اوسکو صحابہ اور تابعین اسواسطیکہ وہ قریب زیادہ ہین اور خاص زیادہ ہین اونکی طرف بہ نسبت ہمارے ۱۲
جو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی گیا ر ہوین کا جو بلا توقع نفع اور ضرر ہی ہا ممنوع ہونا
معلوم ہوتا ہی اور یہہ دونون دلیلین حضرت پیران پیر کی گیارہوین مین ہی جاری ہین کما لا یخفی البتہ
ایصال ثواب واسطے اونکی روح مقدس کے بلا توقع نفع وضرر کے درست ہی لیکن علامت اوسکی یہہ ہے کہ وہ
تعین طعام وقید ایام سے خالی ہو فرمایا حضرت مجدد نے بعضی از زنان وقت اظہار شناعت این فعل
گویند کہ ما این روزہا را برای خداتعالی میداریم وثواب آنرا بہ پیران می بخشیم اگر درین امر صادق با شند
تعین ایام برای صیام چہ در کار است وتخصیص طعام وتعین اوضاع شنیعہ مختلفہ در افطار برای چیست
لباس است در وقت افطار ارتکاب محرمات نمایند وافطار بامر حرام کنند وبی حاجت سوال وگدای کنند و
بآن افطار نمایند وقضای حوایج خود را مخصوص بآن صوم دانند این خود ضلالت است وتسویل شیطان
لعین است سوال ۹ شریعت مین مسئلہ کس چیز سی ثابت ہوتا ہی اور مجتہدین سے خطا ہوتی ہی
یا نہین الجواب شریعت مین مسئلہ قرآن مجید اور حدیث شریف اور اجماع امت اور قیاس مجتہد
جامع شروط سی ثابت ہوتا ہی مجتہد سی کبھی خطا بھی ہوتی ہی المجتہد قد یخطی ویصیب جمہور اہل سنت کی
نزدیک ثابت ہی یہہ دونون باتین اصول کی کتابون مین مثل توضیح اور تلویح اور مسلم اور شرح
مسلم کی مذکور ہین سوال ۱۰ سوای اللہ رب العزت کے اور کسی شخص کی بھی غیب دانی ثابت ہی یا نہین

+ اور کیا ما لکہا بابی کرا ہت سے درو جائیز اور پہلی دو امر قرآن مین بلا کلام اونکا کہانا حرام ہی اور تیسری صورت مین ترک اولی وبہتر ہی واللہ اعلم منہ مد ظلہ العالی

الجواب سوائے اللہ رب العزت کی اور کوئی شخص غیب دان نہین اور جو کوئی شخص غیب دان سوائے اللہ تعالیٰ

کی کسی شخص کو کہی وہ کافر ہی بحر الرائق مین ہی لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر

اگر نکاح کرے عورت سے اللہ اور رسول خدا کو گواہ بنا کے کافر ہو جائیگا اور نکاح نہوگا

لاعتقادہ ان النبی صلعم یعلم الغیب ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین لکہا ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا

اعتقاد کیا اوسنے اس امر کا کہ نبی صلعم جانتے ہین غیب کو

من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیاناً وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلعم یعلم الغیب

المعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ خلاصہ اس عبارت اور عبارت بحر الرائق

کا یہہ ہے کہ مقرر انبیاء اللہ نہین جانتے غیب کی بات مگر وہ کہ بتلایا اونکو اللہ تعالیٰ نی اور حنفیون نے

تصریح کی ہی اس بات کی کہ آدمی کافر ہو جاتا ہی اعتقاد رکہنے سے اس بات کی کہ نبی صلعم غیب کی بات جانتے

تہی اسواسطی کہ یہہ بات خلاف کلام مجید کی ہی جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو کہدی ای محمد صلعم کہ جو لوگ

کہ آسمان اور زمین مین ہین وہ غیب کی بات نہین جانتی سوا اللہ تعالیٰ کی اور جسنی نکاح کیا اسطرح پر کہ گواہ بنایا

خدا اور رسول کو گواہ کیا تو وہ نکاح منعقد نہین ہوگا اور یہہ شخص کافر ہو جائیگا اس اعتقاد سی کہ رسول

اللہ صلعم غیب کی بات جانتی تہی انتہی اور مختار الفتاوی مین ہی لو تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ

اگر نکاح کرے عورت سے اللہ اور رسول خدا کی گواہی سے کافر ہو جائیگا

لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلعم یعلم الغیب انتہی اور بیری حاشیہ اشباہ مین ہی

اور نکاح نہوگا اسواسطی کہ اعتقاد کیا اوسنے اس امر کا کہ نبی صلعم جانتے ہین غیب کو

کالولوالجیۃ وغیرہا من کتب المذہب رجل تزوج امرأۃ ولم یحضر شاہد فقال تزوجتک بشہادۃ اللہ

ورسولہ یکفر لانہ یعتقد بان النبی صلعم یعلم الغیب اذ الشہادۃ لمن لا علم لہ ومن اعتقد ہذا کفر وقال

الشیخ ابو القاسم الصفار انتہی اور جواہر اخلاطی مین ہی ان زعم ان النبی صلعم یعلم الغیب یکفر فانہ

یغیرہ انتہی امام المتکلمین صدر الدین اصفہانی نی ابطال منہج الباطل واہمال کشف العاطل مین لکہا

بس کیا ہے گمان جیسا ساتھ علم غیب آنحضرت صلعم کے ۱۲

ہیں ضروریات الدین ان علم الغیب مخصوص باللہ تعالیٰ والنصوص فی ذلک کثیرۃ وعندہ
ضروریات دین سے بھی یہہ کہ علم غیب مخصوص ہے اللہ تعالیٰ سے اور آیتیں اس باب میں بہت آئی ہیں از انجملہ یہہ کہ نزدیک اللہ ہی کے ہیں کنجیاں غیب کی نہیں
مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر الآیہ وان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث
جانتا ہے انکو سوا خدا کے کوئی اور جانتا ہے خدا تعالیٰ اون چیزوں کو جو خشکی میں ہیں اور جو دریا میں ہیں از انجملہ یہہ کہ اوسکے اللہ
الآیہ فلا یصح لغیر اللہ تعالیٰ ان یقال لہ انہ یعلم الغیب ولہذا لما قیل عند رسول اللہ صلعم فی الرجز
ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور نازل کرتا ہے مینہ کو پس درست نہیں ہے غیر خدا کے واسطے یہہ کہ کہا جاوے کہ وہ عالم الغیب ہے اور اسی واسطے جب کہا گیا
وفینا نبی یعلم ما فی غد انکر علی قائلہ وقال دعی ہذا وقولی غیر ہذا وبالجملۃ لا یجوز ان یقال لاحد
نزدیک رسول اللہ صلعم کے رجز میں کہ ہم میں نبی ہیں جانتے ہیں اون چیزوں کو جو کل واقع ہونگی برا جانا رسول اللہ نے اسکے کہنے والے کو اور فرمایا کہ چھوڑ دو اس قول کو
یعلم الغیب نعم الاخبار بالغیب بتعلیم اللہ تعالیٰ جائز وطریق ہذا التعلیم اما الوحی او الالہام
اور کہو اسکے سوا اور خلاصہ کلام یہہ کہ جائز نہیں ہے کہ کہا جاوے کسی شخص کو کہ وہ غیب دان ہے البتہ خبر دینا غیب کی بتعلیم خدا تعالیٰ جائز ہے اور طریق اس تعلیم کا
عند من یجعلہ طریقا الی علم الغیب انتہی اور وہ جو شامی نے فتاوی حجۃ سے نقل کیا ہے وفی الحجۃ
وحی ہے یا الہام بھی نزدیک اوس شخص کے کہ گردانتا ہے الہام کو طریقہ حصول علم غیب کا ۱۲ اور فتاوی حجہ میں ہے
ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلعم وان الرسل یعرفون بعض
کہ ذکر کیا ملتقط میں کہ تکفیر اوسکی نہ چاہیے اسواسطے کہ اشیا پیش کی جاتی ہیں روح مبارک آنحضرت صلعم پر اور اسلئے کہ رسول جانتے ہیں بعض باتیں غیب کی
الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیہ سو وہ قابل
فرمایا اللہ تعالیٰ نے خدا عالم الغیب ہے پس نہیں ظاہر کرتا اپنی غیب پر کسیکو مگر جس شخص کو کہ برگزیدہ کرلے اور وہ رسول ہو ۱۲
اعتبار نہیں کیونکہ اسلئے کہ مخالف ہے وہ کلام جمہور محققین علمائے حنفیہ کی کہ انہوں نے تصریح ساتھ کفر

ہونیکی کی ہے اور بہی مخالف قرآن مجید کی ہے اور فتاوی حجۃ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء

حاضر اور ناظر نہیں ہوتے ہیں بلکہ اونکی روح پر کچھہ چیزیں عرض کیجاتی ہیں یہاں سے بہی معلوم ہوا کہ

ہماری زمانہ کی اکثر مشرکین جو یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ حضرات انبیا علیہم الصلوۃ و اولیاء اللہ ہر جگہہ حاضر و

ناظر رہتے ہیں اور اپنی پکارنیوالوں کی دستگیری کرتے ہیں سو محض غلط ہے شاہ عبد العزیز صاحب اپنی

تفسیر میں لکھتے ہیں بار تبہ ائمہ و اولیاء را برابر رتبہ انبیا و مرسلین علیہم السلام گردانند و انبیاء و مرسلین

علیہم السلام را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس از ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات

ثابت کنند اور دوسری جگہہ فرماتے ہیں و این ہر دو صفات خاصہ ذات پاک او تعالیٰ است ہیچ مخلوق

رامثال وی بت آمدہ کہ بعض کفرہ و فسقہ بعض از معبودان یعنی پیر پرستان از زمرہ مسلمین و سحق پیران

خود را مراول انابت می کنند و در وقت احتیاج ہمین اعتقاد بانہا استعانت می نمایند الخ بعض

اہل بدعت ملا علی قاری کی عبارت لان روحہ صلعم حاضر فی بیوت اہل الاسلام کہ شرح شفا میں ہی بطریق

اسواسطے کہ روح آنحضرت صلعم کی حاضر ہی بیچ گھروں اہل اسلام کی

دلیل پیش کرتی ہین جواب اوسکا یہہ ہی کہ عبارت ملا علی قاری کی یون ہی لان روحہ علیہ السلام لیس حاضر

اسواسطے کہ روح آنحضرت کی علیہ السلام نہیں

فی بیوت اہل الاسلام جس مقام پر ملا علی قاری نی یہہ عبارت لکہی ہی بدون الفاظ لیس کی اوس

بیچ گھروں میں اہل اسلام کے

مقام سی مناسبت نہین رکہتی اور بعض ادمین سی وہ عبارتین پیش کرتی ہین کہ اونکا مطلب نہین

سمجہتے مثلاً کہتی ہین کہ حضرتؐ نی فرمایا علمت علم الاولین والآخرین اور یہہ نہین سمجہتے کہ جو علم

علم دیاگیا میں علم اولین و آخرین کا

اولین اور آخرین کا تہا وہ آنحضرت صلعم کو ملا نہ یہہ کہ علم خداوند تعالیٰ جل جلالہ کا ابن مسعود سی ہے

من اراد العلم فعلیہ بالقرآن فان فیہ خبر الاولین والآخرین وقال المزنی جمیع القرآن علوم الاولین

جو شخص کہ ارادہ علم کا رکہتا ہو اوسکو چاہیے کہ قرآن کی تلاوت کرے اسواسطے کہ اسمین ہی خبر اولین اور آخرین کی اور کہا مزنی نی کہ قرآن تمام علم اولین

والآخرین حضرت عبد اللہ بن مسعود اور امام مزنی شاگرد امام شافعی کی قول سی اس حدیث کے معنی بخوبی

و آخرین کا جمع ہے

ظاہر ہوگئی اب یہان ایک بات متوجہ ہوکر سن لینا چاہیے وہ یہہ ہی کہ بعض اشخاص کہتے ہین کہ

علم غیب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو عطا ہوا ہی اور قرآن مین موجود ہی فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ

نہیں ظاہر کرتا ہی اپنے غیب پر کسی کو مگر جسکو پسند کرے پیغمبرون سے

من رسول بہر تم کیونکر اوسکا انکار کرتی ہو جواب اوسکا یہہ ہی کہ اس غیب مین کلام نہین بہت سی غیب کی

باتین ہم بہی جانتے ہین مثلاً حضرت امام مہدی کا آنا اور نزول حضرت مسیح کا اور دجال کا آنا اور

بہت سی چیزین جو بہشت اور دوزخ مین ہونگی کہ ہمکو بوسیلہ رسول اللہ صلعم کی معلوم ہوئین ہین تو

تمہاری قول کی بموجب یہہ لازم آتا ہی کہ ہم بہی غیب دان ہوجاوین قبل اسکی علمای دہلی اور لکھنو

سی استفسار کیا گیا تہا کہ ایسی شخص کی حق مین جو معتقد غیب دانی اولیا و انبیا کا ہو کیا حکم ہی تو تمام علمانی

کفر کا حکم کیا چنانچہ ضربت اہل اللہ فی منع ندا الغیر اللہ اور سیف الموحدین مین یہ امر مصرح ہے اور

مفتی عبد اللہ صاحب مرغنی نی اس مسئلہ مین لکہا الحمد للہ رب العالمین رب زدنی علما حیث کان اعتقادہم

سب تعریف ثابت ہین واسطے اللہ رب العالمین کے اے رب زیادہ کر مجکو علم اگر ہے

ماذکر السائل عنہم فحکمہم بالنص علیہ عن الملا علی القاری نقلا عن الائمۃ الحنفیۃ واللہ سبحانہ ملہم الصواب

اعتقاد لوگون کا جو ذکر کیا سائل نے انکی نسبت پس حکم انکا وہ ہے جو کہ نقل کیا ہے ملا علی قاری نے ائمہ حنفیہ سے ۱۲

والیہ المرجع والمآب کتبہ المتقر عبد اللہ بن محمد المرغنی المفتی الحنفی بمکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما حامدا مستغفرا

مصلیا و مسلما چنانچہ ہدیۃ المکہ مین موجود ہی اور خوارق لکہے ہین کہ جسپر مہر مولانا شیخ حسن بن

الکتبی الحنفی جو مفتی مکہ معظمہ کی ہین اور مہر شیخ العلما رئیس المدرسین بالبلد الامین شیخ جمال بن عبد اللہ

حنفی کہ محدث اور مفسر تہی ثبت ہی اور شیخ صدیق بن عبد الرحمن کمال کہ مدرس ثانی مکہ کی ہین

اور سید حسین بن ابراہیم مالکی کی بہی اور سپر مرقوم ہی وفیہ اثبات العلم عموما بالغیوب للاموات واعتقاد

اور اسمین اثبات ہے علم غیب کا عموما واسطے اموات کے اور اعتقاد

ذلک کفر کما صرح بہ العلامہ علی القاری فی شرح فقہ الاکبر حیث قال ثم اعلم ان انبیاء اللہ علیہم السلام

اسکا کفر ہے جیسیکہ تصریح اسکی علامہ علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین کہ جان لو کہ انبیاء اللہ علیہم السلام نہیں جانتے ہین علم غیب کو سوا اسکے جو کہ

لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالی احیانا وقد صرح الحنفیۃ بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلعم یعلم الغیب

بتا دیا ہے انکو اللہ تعالی نے کبہی اور تصریح کی ہے حنفیون نے کافر ہو جانیکی اس اعتقاد سے کہ نبی صلعم جانتے ہین غیب کو یعنی بتا تہا انتہی

ای عا ما انتہی فلما کان حکم الانبیاء کذلک فما بال الآخرین وقال فی البزازیۃ من قال ان ارواح

اور جب ہوا حکم انبیا کا اسطرح تو کیا ہے حال اور لوگون کا اور کہا بزازیہ مین جو شخص کہ کہی کہ ارواح مشایخ کی موجود ہین

المشایخ حاضرۃ تعلم الغیب یکفر انتہی واللہ اعلم جو لوگ بیت اللہ کی فتوون بر دار مدار سمجہتے ہین اونکو چاہیے

اور غیب دان ہین سو کافر ہو جاویگا ۱۲

کہ ایسی عقیدہ کو بلا شبہ کفر سمجہین اسواسطی کہ جب بیدلیل بات مین اونکا یعنی عرب کا لکہنا اونکی نزدیک قابل

حجت ہی تو اوس چیز مین کہ جو با دلیل ہو کیونکر حجت نہوگا مخالفین ایک شبہ پیش کیا کرتی ہین کہ

غیب دو قسم پر ہی ایک غیب مطلق ایک غیب اضافی غیب مطلق خدا تعالی کی ذات کی ساتھہ خاص ہی اور

غیب اضافی غیر کسی کی لیے بہی ہوتا ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ بات مسلم ہی لیکن تم لوگ غیب میں محمد و شیطان
مجتہد کی ذات کو نہی ہر اسواسطی کہ تمہارا اعتقاد یہہ ہی کہ جب ہم غیر الله کو پکارتی ہین اسیوقت وہ ہم
کو انکی سطلاع ہوتی ہین امداد کو ہر وقت ہماری حال کی اطلاع رہتی ہی دیکہو فقہای حنفیہ نے تفصیلا فیہ
وغیرہم نی جس بات کو کفر کہا ہی وہ غیب حقیقی ہی یا اضافی اگر کہو کہ اضافی ہی تو اضافی ابہی اور بنا
کو ہوا کرتا ہی پہر اُن لوگون نی اسکو کفر کیون بتلایا اور اگر کہو کہ یہہ حقیقی غیب ہی تو پہر تم کیون
اسکی معتقد ہوتی ہو مواہب لدنیہ مین کہ تم لوگون کی نزدیک بڑی معتبر کتاب ہی لکہا اعلم ان علم
الغیب مختص باللہ تعالی وما وقع منہ علی لسان رسول اللہ صلعم وغیرہ فمن اللہ اما بوحی او الہام
جاننا چاہئے کہ علم غیب خاص ہے اللہ تعالی کے ساتھ اور جو کچھ واقع ہوا ہے زبان رسول اللہ صلعم وغیرہ پر سو خدا کی جانب سے ہے بواسطہ وحی یا الہام [illegible]
لہذا قولہ تعالی فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول لیکون معجزۃ لہ اور بہی مواہب مین
اللہ تعالی کا ہے ارشاد [illegible] پس نہیں ظاہر کرتا غیب پر کسیکو مگر جسکو پسند کرے رسول سے تاکہ معجزہ اسکا ہو جاوے ١٢
فی حدیث عن انہ علیہ السلام قال واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی فکل ما اخبر بہ صلعم من الانباء المنبئۃ عن
حدیث میں گذرا کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ میں نہیں جانتا ہون مگر جس چیز کو کہ تعلیم کیا مجکو [illegible]
الغیوب لیس ہو الا من اعلام اللہ لہ بہ اعلاما علی ثبوت نبوتہ ودلیلا علی صدق رسالتہ انتہی اور
جو خبر غیب کی کہ دی ہیں آنحضرت صلعم نے وہ اعلام اللہ تعالی کا ہے واسطے ثبوت نبوت [illegible] اور دلیل ہے صدق رسالت آنحضرت
یہہ حدیث شفای قاضی عیاض مین بہی ہی شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ مین لکہا و نیز فرمودہ است
من بشرم نمی دانم آنچہ پس این دیوار است یعنی بی دانانیدن حق تعالی انتہی اور بہی شرح مشکوۃ مین
شرح حدیث لیلۃ التعریس مین لکہا اینجا اشکال می آرند در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلعم
فرمود چشم من خواب می کند و دل من بیدار است پس با وجود بیداری دل چہ بود کہ از طلوع فجر آگاہ
نشد جوابش آنکہ دریافت طلوع و غروب کار چشم است چون چشم در خواب باشد و پوشیدہ بود طلوع
و غروب را در نگرد و در خواب دل بیدار است کذا قالوا و اگر گویند چرا بکشف و وحی و الہام

ور نیافت گوییم این فعل باری تعالی است اگر در دل وحی نفرستاد و کشف نکرد چه توان کرد و تساوی

بزازیہ مین لکھا ہی واما اعلام اللہ تعالی المختار عبادہ بالوحی او الالہام لم یبق بعد الا علام غیبا فخرج

اور جو کہ تبلا دیا ہے خدا تعالی نے اپنے نیک بندون کو بطریق وحی اور الہام کے نہین رہتا بعد اعلام کے غیب پس نکل گیا

عن الحصرین المستفادین من تقدیم الظرف والحصر بالا اللہ اور مخالفین جو بعض احادیث بیان

یہہ دونون حصرون سے جو مستفاد ہین بتقدیم ظرف اور حصر الا اللہ سے

کرتی ہین سو اوسکی معنی نہین سمجھتی مثل حدیث حذیفہ اور ابن اخطب کے اسواسطے کہ وہ حدیث فتنہ کی

مقدمہ مین ہی جو فتن کہ ہونیوالی تہی اونکو آنحضرت صلعم نے باعلام اللہ جان لیا اور اپنی اصحاب کی سامنے

بیان کر دیا چنانچہ کتاب الفتن مین محدثین ایسی حدیثون کی ذکر کرتی ہین اور یہہ جو سیف الاسلام

مین اتحاف المرید سی منقول ہی لم یخرج النبی صلعم من الدنیا حتی اطلع اللہ علی جمیع ما ابہمہ عنہ

نہین انتقال کیا نبی صلعم نے دنیا سے یہانتک کہ مطلع کر دیا اونکو اللہ تعالی نے جمیع مغیبات پر

یہہ بات محض غلط ہی اور کہین قرآن اور حدیث اور اقوال سلف سی یہہ بات ثابت نہین یہہ باتین قابل

اسکی نہین کہ انکا ذکر کیا جاوی اول کلام اسمین یہہ ہی کہ عبارت اسی طرح سی اتحاف المرید مین ہی یا نہین اور یہہ

اوسکی مطلب مین کلام ہی پہر اسمین کلام ہی کہ یہہ بات مردود ہی یا مقبول بیہقی نی حضرت عایشہ صدیقہ رضی

سی روایت کی من زعم انہ یخبر الناس ما یکون فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ تعالی یقول

جو شخص اسکا زعم کرے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہین اوسکی کہ کل ہوگا اوسنے خدا پر بڑی افترا کی اسلئے کہ اللہ فرماتا ہے کہدو

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ انتہی اور روایت ابن ماجہ مین ہے کہ لڑکیان

کہ جو آسمان اور زمین مین ہین غیب کو نہین جانتے سوا اللہ کے ۱۲

جو گا رہین تہین یہہ بہی کہتی لگین وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال اما ہذا فلا تقولوہ لا یعلم ما فی غد

اور ہم مین نبی ہین جانتے ہین اون چیزون کو جو کل ہونگے فرمایا آنحضرت نے کہ مت کہو یہہ

الا اللہ اور مشکوۃ شریف مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی سی روایت ہی کہ جو شخص خبر دیوی کہ آنحضرت

اسواسطے کہ ان چیزون کو جو کل ہونگے سوا خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

صلعم وہ پانچ باتین جانتے تہے جو سورہ لقمان کے آخر مین مذکور ہین پس وہ شخص بڑا مفتری ہی انتہی

ملخصًا صاحب اتحاف المرید کا قول بر تقدیر ثبوت وافادہ مدعا کی قطعًا غلط ہی خلاصہ کلام یہہ ہے

کہ سواے خداوند تعالیٰ کے کوئی شخص غیب دان نہین اور جو کوئی شخص سواے خدا تعالیٰ کے کسی شخص کو
غیب دان سمجھی وہ بڑا بیدین ہی اور اہل سنت مین سی نہین سے عقاید نسفی مین لکھا ہی فبالجملہ العلم
بالغیب امر تفرد بہ اللہ سبحانہ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ او الالہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او الاشارۃ
[illegible]
الی الاستدلال بالامارات فی ما یمکن ذلک فیہ ولہذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رویۃ
[illegible]
ہالۃ القمر یکون مطر ادعیا علم الغیب لا بالعلامۃ کفر انتہی اور شرح فقہ اکبر مین ہی وبالجملہ فالعلم بالغیب
[illegible]
امر تفرد بہ سبحانہ ولا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ والہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال
بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک ولہذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رویۃ ہالۃ القمر ای دایرتہ
یکون مطر ادعیا علم الغیب لا بالعلامۃ کفر اور کتب کلام مین مثل تحفہ اثنا عشریہ اور سعر کہ الارا
کی مصرح ہی کہ اہل سنت کی نزدیک علم غیب اور خبر ماکان اور مایکون اللہ تعالیٰ کی خواص سے ہی
اور رافضین کی نزدیک ائمہ مین بھی یہہ بات پائی جاتی ہی +

سوال اا مثل حضرت رسول مقبول صلعم کی خالق برحق اگر چاہی تو اور بھی خلق کر سکتا ہی یا نہین +

الجواب بی شک حضرت حق تعالیٰ اگر چاہی تو صدہا ہزارہا مثل محمد صلعم پیدا کر دی اور دلائل و براہین
اس مطلب کی بہت ہین اجماع اہل اسلام کا اسپر ہی اور جو کوئی اسکا منکر ہو وہ اہل ضلال مین سے ہی اور
بہت سے علما اوسکو کافر کہتی ہین لیکن اللہ پاک بموجب اپنی وعدہ کے کسیکو عطای نبوت نکریگا قال اللہ تعالیٰ
ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی نہین ہین محمد صلعم مردون مین سے کسیکی
باپ لیکن رسول ہین اللہ کی اور خاتم النبیین ہین چونکہ آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین ہونا منصوص صریح

آیت قرآنی ہی اور مجمع علیہ اہل سنت واہلبدعت بلکہ تمامی اہل اسلام کی نزدیک یہہ اعتقاد ضروریات
دین سے ہی بخلاف صورت اولی کی کہ تہوڑی عرصہ سی اوسمین بعض اہلبدعت نی خلاف کیا ہے لہذا
چند دلایل امکان مثل کی یہان لکہی جاتی ہین اونکو یاد کر لینا چاہیے پہلی دلیل یہہ کہ حق تعالی فرماتا
ہی ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہادا کبیرا اس آیت کا مطلب
یہہ ہی کہ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی مین ایک نبی بہیجتی پس نہ اطاعت کرنا کافرونکی اور مجاہدہ کر تو ساتہہ ان
لوگون کی اس قرآن سی مجاہدہ بڑا پس معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالی چاہی تو ہر بستی مین ایک نبی بہیجے
لیکن حق تعالی نی بسبب عنایت بی غایت اپنی کی آنحضرت صلعم پر تہی دوسرا نبی نہ بہیجا اس آیت سے اللہ پاک
کا کمال اقتدار و تصرف سمجہا گیا اور آنحضرت صلعم کا بہی نہایت اختصاص و تقرب معلوم ہوا امام فخرالدین
رازی نی تفسیر کبیر مین لکہا ہی خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ اس آیت کا یہہ مطلب ہے کہ اگر ہم چاہتے تو بہیجتے
ہر قریہ مین نبی مثل محمد صلعم کی لیکن ہمنی محض اپنی عنایت سے واسطی تعظیم اور اجلال آنحضرت کی ایسا نہین کیا
وسیجی عبارتہ ایضا دلیل دوسری یہہ ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی واللہ علی کل شئی قدیر وکان اللہ
(اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز پر اقتدار رکہتا ہی)
علی کل شئی مقتدرا اور شک نہین کہ مثل آنحضرت صلعم شئی ہی اسواسطیکہ مراد شئی سی یہان ممکن
اور مصحح مقدوریت امکان ہی پس مثل آنحضرت صلعم داخل تحت قولہ تعالی واللہ علی کل شئی
قدیر کی ہوگا اگر کوئی اعتراض کرے اور کہی کہ اہل سنت کی نزدیک شئی موجود کو کہتی ہین اور مثل
آنحضرت معدوم ہی موجود نہین پس کیونکر داخل تحت قدرت ہوگا جواب اوسکا یہہ ہی کہ لفظ شئی
کا موجود اور معدوم سب پر اطلاق آتا ہی تفسیر نیشاپوری مین ہی والشئی اعم العام کما ان اللہ

لفظ شئی ہر عام سے اعام ہے جیسے لفظ کہ خدا اخص الخاص ہے

اخص الخاص یجری علی الجوہر والعرض والقدیم والحادث بل علی المعدوم والمحال وہذا الاعم مخصوص
[illegible]
بدلیل العقل فمن الاشیاء ما لا تعلق له للقادر کالمستحیل والواجب وجودہ لذاتہ والممکن فالقادر علی
[illegible]
العدم وکذا ایجادہ والقادر علی وجودہ جمیع ذلک لقدرۃ القادر فلا یستغنی ان من الآیات و
[illegible]
لحظ من اللحظات عن تاثیر القادر فیہ وقدرۃ کل قادر علی مقدار قوتہ واستطاعتہ ولقیضہا العجز
[illegible]
لا قادر بالحق الا ہو سبحانہ تعالی انتہا مولانا شاہ عبدالعزیز نے تفسیر فتح العزیز مین تفسیر سورہ ملک
مین لکہا وہو علی کل شی قدیر کہ لفظ شی علم ہی موجود اور معدوم سی آور امام راغب نے مفردات
قرآن مین بہی بہت متکلمین سی شی کا عام ہونا نقل کیا یعنی اوسکا اطلاق موجود اور معدوم
دونون پر آتا ہی آور عیون المفردات مین بہی اسیطرح پر مرقوم ہی اگر کسیکو یہہ کتا بین میسر نہون تو
بدیع المیزان اور اوسکی حاشیہ کو ہی دیکہہ لی آور بیضاوی نی جو لکہا وہ بظاہر مخدوش ہے
اور اوسمین بہت سی قباحتین لازم آتی ہین وہ قول بلا تاویل ہرگز صحیح بہی نہین ہوسکتا آور
سیبویہ نے بہی شی کی معنی ایسی ہی کہی ہین کہ موجود اور معدوم دونون کو شامل ہین چنانچہ
کشاف مین منقول ہین آور تیسرا دلیل امکان مثل کی یہہ ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی وان
من شی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم اس آیت مین لفظ شی کہ نکرہ ہی سیاق نفی
[illegible]
مین واقع ہوا تو شامل ہر شی کو ہوگا جیسا کہ تفسیر کبیر اور نیشاپوری اور بیضاوی واتقان مین مصرح
اور منجملہ اوسکی صفات کمالیہ آنحضرت صلعم مین بہی ہین پس اونکی خزانہ بہی حق سبحانہ تعالی کی
مین موجود ہونگی وہو المطلوب تفسیر مظہری مین ہی وان من شی الا عندنا خزائنہ ای ما من شی
[illegible]

[illegible]

خلقناہ الآخرین قادرون علی اضعاف ما وجد منہ من جنسہ آلخ افادات صمدیہ مین جو لکھا ہی پس

یعنی نہین ہو کوئی شبہ پیدا کیا ہے ہم نے اسکو مگر ہم قادر ہین اضعاف اسکی جو موجود ہے اسکی جنس سے ۱۲

مشارکات جنسیہ کا مقدور ہونا اس عبارت سے ثابت ہوا نہ امثال کا وہ مبنی بی تالی بر ہی اگر معنی من

جنسہ کے اچھی طرح پر سمجھتی تو یہہ بات نکوتی چوتھی دلیل یہہ ہی اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی

کیا نہین ہے وہ ذات کہ پیدا کی اوسنے آسمان اور زمین قادر اسبات پر کہ

ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اور علماء متکلمین

پیدا کرے مثل انکی ہان بیشک وہ پیدا کر سکتا ہے وہ بڑا پیدا کرنیوالا اور علیم ہے اوسکی تو شان ایہہ ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شی کا کہتا ہے واسطے اوسکے کن پس موجود ہو جاتی ہے

اس آیت سی ثابت کرتی ہین کہ خدا تعالی دوسرا عالم مثل اس عالم کی پیدا کر سکتا ہی اور جب دوسرے عالم

کی پیدا کرنی پر قادر ہوا تو اونکی پہر زندہ کرنی پر بہی قادر ہوگا چنانچہ شرح تجرید علامہ قوشجی اور کشف المراد

عن تجرید الاعتقاد علامہ حلی مین مذکور ہی اور جب دوسرے عالم کی جو مثل اس عالم کی ہو پیدا کرنے

پر قادر ہی تو مثل جمیع اشخاص انسانی اس عالم پر قادر ہوگا وہو المطلوب یہہ چار دلیلین نقلی ہین جو اوپر امکان

مثل آنحضرت صلعم کی علی سبیل الحجج دلالت کرتی ہین اور بعضی دلیلین ہم آگی بڑہ کر اور بہی لکہینگے

اب ایک دلیل عقلی جو متفق علیہ بین العلما ہی اور لکہتا ہون امام رازی کی تفسیر کبیر اور شرح مواقف

وغیرہا مین مرقوم ہی مثل الممکن ممکن والقادر علی الشی قادر علی مثلہ انتہی ملخصاً اور نہایۃ العقول

مثل ممکن ممکن ہے اور قادر علی الشی اوس شے کی مثل پر بہی قادر ہوتا ہے ۱۲

امام فخر الدین رازی مین بہی اسیطرح ہی پس جب آنحضرت صلعم ممکن ہوئی اور مقدور جناب

باری تو مثل آنحضرت صلعم کا بہی ایسا ہی ہوگا وہو المطلوب اور یہہ کہنا کہ مثل شی سی مثل

فی جمیع الصفات ان عبارات مین مراد نہین محض غلط ہی اور یہہ قاعدہ کلیہ ہی ہرگز مثل ممکن کا

محال بالذات نہین ہوتا اور ایک صورت امکان مثل آنحضرت صلعم کی یہہ بہی ہے کہ حق سبحانہ تعالی

آنحضرت صلعم سی معاذ اللہ صفت ختم نبوت کی سلب کرلی اور اور کسی شخص کو نبی کردی اگرچہ ایسا واقع نہوگا

یا یہ کہ آنحضرت صلعم کو پروردگار خاتم النبیین نکرتا اور کسی شخص کو خاتم النبیین کردیتا اور یہ بات

بالاتفاق ہماری اور مخالفین کی ممکن تہی والممکن ممکن دائما والا یلزم الانقلاب من الامکان الذاتی

اور ممکن ممکن ہوتا ہے دائما ورنہ لازم آئیگا انقلاب امکان ذاتی سے طرف امتناع

الی الامتناع الذاتی پس ثابت ہوا کہ خاتم النبیین نظر بامکان ذاتی اب بہی مقدور جناب باری ہی اور

ذاتی کے ...

یہ جو بعض اشخاص کہتے ہین کہ یہ امر متنازع فیہ نہین چنانچہ افادات صمدیہ مین لکہا ہی خلاف واقع

ہی اسواسطے کہ مطلوب اسقدر رہی کہ مثل آنحضرت صلعم مقدور جناب باری ہی خواہ باعتبار

جمع ہو خواہ باعتبار بدل اور یہ جو افادات صمدیہ مین لکہا کہ اس صورت مین مماثلت اور اشتراک نہوا

محض خطا ہی اسواسطے کہ اشتراک دو طرح پر ہوتا ہی ایک بطریق جمع کے ایک بطریق بدل جیسے

تکثر دو طرح پر ہوتا ہی ایک تکثر جمعی ایک تکثر بدلی اب دو تین قول علمای دین کی سن

لینا چاہئین شیخ شرف الدین یحیی منیری اپنی مکتوبات مین فرماتی ہین چون در عظمت و عزت وی ہیبارگی

او نظر کنی ہمہ موجودات عالم را عدم بینی و چون بسلطان و قدرت او نگری ہمہ معدومات را موجودات

یابی اگر خواہد ہر لحظہ صد ہزار چون محمد صلعم بیافریند و ہر نفسی از انفاس ایشان مقام قوب قوسین جوید

در جلال او ذرہ زیادت نگردد اگر خواہد ہر نفسی صد ہزار چون فرعون بیافریند تا دعوی انا ربکم الاعلی

کند در جلال و کمال او ذرہ کم نگردد اگر خواہد ہر چہ بر روی زمین کافری و مشرکی ہست در دریای

رحمت غرق کند از صفت قہر او ذرہ کم نگردد و اگر خواہد ہر چہ در عالم نبی و ولی ہست ہمہ را در یک

سلسلہ قہر کند و خالدا و مخلدا در عذاب الیم بدارد از صفت رحمت وی ذرہ کم نگردد انتہی امام

محمد غزالی کیمیای سعادت مین لکہتے ہین پس پاک از عیوب آنست کہ علم او را نہایت است و کدورت

جہل را بآن راہ نیست و قدرت وی بر کمال است کہ ہفت آسمان و زمین در قبضۂ قدرت وی است
واگر ہمہ را ہلاک کند بہ بزرگی و بادشاہی او ہیچ نقصان نبود و اگر صد ہزار عالم دیگر در یک لحظہ
بیافرنید تواند و یک ذرہ از عظمت او زیادہ نشود کہ زیادتی را بآن راہ نیست اور یہی لکھتے ہین
بس قدرت او بی نہایت است کہ آسمان و زمین و ہرچہ درمیان آنست از جن و انس و حیوان و نباتات ہمہ
اثر قدرت اوست و بر امثال اینہا الی غیر نہایت قادراست پس چگونہ روا بود کہ بسبب قدرت دیگری را
جزوی از قدرت دارند انتہی اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتی ہین ولو شئنا ان الآیۃ تقتضی
تیسرے یہ کہ اس آیت میں لطف کے ساتھ
مزج اللطف بالعنف لانہا تدل علی القدرۃ علی ان یبعث فی کل قریۃ مثل محمد صلعم نذیرا وانہ لا حاجۃ
عنف یعنی سختی بھی مخلوط ہے ہو طیکہ وہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہر گاؤن مین مثل محمد صلعم کے رسول بھیجنے کی خدا کو قدرت ہے اور یہ کہ اسکو حضرت کی جانب
بالحضرۃ الا الیہ الی محمد الثبتۃ وقولہ لو تدل علی انہ لا یفعل ذلک فبالنظر الی الاول یحصل التأثیر
احتیاج نہین ہے اور لفظ لو سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ایسی کریگا نہین پس بنظر اول مضمون تاثیر آنحضرت حاصل ہے اور باعتبار ثانی اعزاز
وبالنظر الی الثانی یحصل الاعزاز انتہی اور تفسیر زاہدی مین ہے اگر ما بخواستمی در ہر شہر و دہی
ظاہر ہے ۱۲
رسولی فرستادمی چون تو تا بیم دادی خلق را فرستادیم و ترا بدین دادن مخصوص گردانیدیم تا
شرف ترا بودی انتہی اور مکاتیب حضرت یحیی منیری مین ہے و گاہ گوید ولو شئنا لبعثنا فی
کل قریۃ نذیرا اگر خواہیم چون تو در ہر دیہہ فرستیم انتہی اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین چند
جگہہ لکہا ہے کہ اگر اللہ تعالی چاہے تو دس لاکہہ عالم مثل اس عالم کے پیدا کردے پس جو شخص امکان
مثل آنحضرت صلعم کا انکار کرتا ہے اوسنے حقیقت قدرت پروردگار کو نہ پہچانا اب بعض دلائل اور
شبہات منکرین قدرت کے بیان کیے جاتے ہین پہلا شبہہ یہ ہے کہ حق تبارک وتعالی نے قرآن مجید مین
فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اگر مثل آنحضرت صلعم کے ممکن ہوگا تو لازم آویگا کذب باری

عز اسمہ اور کذب باری محال بالذات ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ کذب جناب باری عز اسمہ مستحال نہین لازم

آوے کہ مثل آنحضرت صلعم موجود اس عالم مین اور متحقق خارج مین ہوا اور یہہ ہم نہین کہتے بلکہ

مقید ورہو ناشل آنحضرت صلعم کا بیان کرتی ہین اور اگر امکان سی کذب لازم آوے تو چاہیے

کہ حق تبارک و تعالی اسبات پر قادر ہو کہ کسی کافر و گنہگار کو جنت مین لیجاوے یا کسی صالح اولیا

بزرگ کو عذاب کرے حالانکہ یہہ خلاف مذہب اہل سنت ہی اور یہی لازم آوے کہ ہم کسی شخص

سے وعدہ سو روپیہ دینے کا کرین تو ہم کسی اور شخص کے دینے پر قادر نہوں وہو باطل بالبداہۃ اور یہی جواب

ہی کہ تمام علمای محققین نے کتب اصول اور کلام مین تصریح کی ہی کہ خبر اور علم باری موجب استحالہ ذاتی

کسی کا نہین ہوتا مثلاً خدا تعالی نے کسی چیز کی خبر دی تو یہہ خبر دینا موجب اسکا نہین ہوگا کہ اسکا خلاف

قدرت جناب باری مین نرہی شرح عقاید نسفی مین ہے وتقریرہ انہ لو کان جائزا لما لزم من فرض

اور تقریر اسکی یہہ ہے کہ اگر جائز ہوگا تو لازم نہ آویگا اوسکے فرض سے

وقوعہ محال ضرورۃ ان استحالۃ اللازم یوجب استحالۃ الملزوم تحققا لمعنی اللزوم لکنہ لو وقع لزم کذب

سے محال سواسطے کہ ضرور ہے کہ استحالہ لازم موجب استحالہ ملزوم ہوتا ہے تحقیقاً لمعنی اللزوم لیکن وہ اگر واقع ہوگا تو کذب کلام الٰہی لازم

کلام اللہ وہو محال وہذہ نکتہ فی بیان استحالۃ کل ما یتعلق علم اللہ وارادتہ واخبارہ بعدم وقوعہ وجوابا

آئیگا اور وہ محال ہے اور یہہ نکتہ ہی بیان محال ہونے میں ہر اوس چیز کے کہ متعلق ہے علم اللہ اور ارادہ خدا تعالی کا یا خبر دی ہے خدا تعالی نے کہ عدم وقوع کی اور جواب

انا لا نسلم ان کل ما یکون ممکنا فی نفسہ لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجب ذلک لو لم یعرض لہ

اسکا یہہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ جو ممکن بالذات ہوتا ہے اوسکے فرض وقوع سے محال لازم نہیں آتا اور یہہ اوس وقت ہوتا ہے اگر اوسکو امتناع بالغیر

الامتناع بالغیر الا تری ان اللہ تعالی لما اوجد العالم بقدرتہ واختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ

عارض ہوگیا نہیں جانتا ہے تو کہ خدا تعالی نے جو کہ عالم کو اپنی قدرت واختیار سے پیدا کیا ہے لہذا عدم اوسکا ممکن فی نفسہ ہے مگر لازم

الا انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وہو محال والحاصل ان الممکن لا یلزم

آتا ہے اوسکے فرض وقوع سے تخلف معلول کا سی علت تامہ سے اور وہ محال ہے حاصل یہہ کہ ممکن کے فرض وقوع سے محال بالنظر الی ذاتہ لازم نہیں آتا

من فرض وقوعہ محال بالنظر الی ذاتہ واما بالنظر الی امر زائد علی نفسہ فلا نسلم انہ لا یستلزم المحال

ہے اور باعتبار امر زائد کے یہہ مسلم نہیں کہ ممکن کو مستلزم محال نہو ماسلم سے ہم ۱۲

انتہی ولا یخرج الممکن عن الامکان بعلم اللہ تعالی ان ذلک الممکن واقع او لیس بواقع فان العلم تابع

اور نہیں نکل جاتا ممکن امکان سے خدا کی جاننے لیسے کہ یہہ ممکن واقع ہوگا یا واقع نہوگا اسواسطے کہ علم مطابق معلوم کے ہوتا ہے

للمعلوم او یخبر الله تعالی بانه واقع اولیس بواقع فان الاخبار کالعلم ولا یقتضی علمه وخبره تعالی العدم
اور ایسی ہی خدا کی خبر دینے سے بہی کہ یہہ ممکن واقع ہوگا یا واقع نہوگا امکان سے خارج نہوگا اسواسطے کہ اخبار بہی مثل علم کے ہے بلکہ
ووقوعه ان یکون ممتنعا انتہی قاعدہ مسلم اہل اصول اور کلام کا ہی چنانچہ مسلم الثبوت اور معتمد المعتقد
اور علم وخبر الله تعالی بعدم وقوع الممکن مقتضی اسکو نہیں ہے کہ ممکن ممتنع ہوجاوے ۱۲
اور تفسیر بیضاوی اور شرح مواقف ابہری اور شرح تحریر ابن ہمام اور شرح مختصر الاصول اور کشف بزدوی
وغیرہ مین بہی خلاصہ اس مضمون کا موجود ہی اور ایک شبہہ منکرین قدرت کا یہہ ہی کہ امام فخر الدین
رازی نی تفسیر کبیر مین لکہا ہی کہ خلاف مقتضی او رمعلوم الہی مقدور جناب باری نہین اور مثل
آنحضرت صلعم کا بہی خلاف معلوم الہی ہی پس یہہ بہی مقدور الہی نہوگا سو یہہ بات بہی نہایت پوچ
ہے اسواسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہی کہ ایک مخالف کی بہی ہدایت پر کہ ہدایت اوسکی خلاف معلوم
الہی ہو الله تعالی قادر نہووی اور اسیطرح لازم آتا ہی کہ ایک محتاج غریب بیکس کی امداد کرنے پر
حق تعالی قادر نہووی اگر اوسکی محتاجگی کی ساتہہ علم خدا کا متعلق ہوا ہو جیسا کہ اکثر اشخاص اس قسم کی دنیا مین
پائی جاتی ہین اور تمام عمر محتاج رہکر مرجاتی ہین اور قطع نظر اسکی تمام کتابین علم کلام اور اصول اسکے
خلاف پر ناطق ہین اور خود امام فخر الدین رازی نی بہی تفسیر کبیر مین تحت آیہ کریمہ ولو شئنا لبعثنا
فی کل قریۃ نذیرا مین لکہا کہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ خلاف معلوم الہی مقدور ہی کما نقل فی تفسیر
آیہ کریمہ ان تعذبہم فانہم عبادک مین لکہا کہ ہماری نزدیک اگر الله چاہی تو اچہی لوگون کو جہنم مین
لیجاوی اور برون کو جنت مین انتہی تہا یہہ کیسی بات ہی کہ خلاف عقل اور نقل ان لوگون کی قلم
اور زبان پر گذرتی ہی اور محصل کلام امام رازی کا یہہ ہی کہ حواریون کی قول مین جو ہل یستطیع ربک
وارد ہی مراد اس استطاعت سی استطاعت علی وجہ الحکمۃ نہین جیسیکہ معتزلہ جو قائل وجوب اصلح

کی ہین کہتے ہین بلکہ اشاعرہ کی موافق اسکی یہہ معنی ہین جو امام رازی نی لکھی آور یہہ مطلب نہین کہ یہہ بات
نفس الامر مین صحیح ہی تاکہ خلاف معقول اور منقول اور خود اونکی کلام کی مناقض ہوجاوے اور ایک شبہہ
جو ان لوگون کی نزدیک بہت ہی قوی ہی وہ یہہ ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم کی بعض صفات مین سے
یہہ ہی کہ ہو اول من تنشق عنہ الارض واول من یحرک حلق الجنۃ پس اگر دوسرا شخص اس صفت
آنحضرت صلعم اول اون لوگون سے ہونگے جنسے زمین شق ہوگی قیامت کے روز اور اول اون لوگون سے ہونگے جو جنت کی زنجیر ہلاوینگے
مین شریک ہو تو تعدد اول کا لازم آتا ہی اور اول متعدد نہین ہوتا چنانچہ تلویح اور توضیح مین ہے
کہ اگر امام کسی شخص سی کہی کہ من دخل اولا فلہ من النفل کذا پس اگر ایک شخص داخل ہوگا تو
جو شخص داخل ہو اول اس قلعہ مین تو اوسکو اتنا مال زیادہ ملیگا
مستحق پوری نفل کا ہوگا اور اگر دو یا تین داخل ہونگی تو تینون سی کسیکو نہین ملیگا اسواسطی کہ
اول متعدد نہین ہوتا جواب اوسکا کئی طرح پر ہی اول یہہ کہ تعدد اولون کا اول حقیقی مین گو باطل
ہو لیکن اول اضافی مین یہہ تعدد محال اور باطل نہین قرآن مجید اور حدیث شریف اور اقوال
بلغا سی یہہ بات ثابت ہوتی ہی بخاری شریف مین ہی اول من قدم علینا مصعب ابن عمیر و
اول اون لوگون سے کہ آئے ہمارے پاس مصعب ابن عمیر
ابن ام مکتوم باقی رہی یہہ بات کہ اول من تنشق عنہ الارض مین اولیت حقیقی ہی یا اضافی سو حال
اور ابن ام مکتوم ہین
اسکا یہہ کہ اولیت اول من تنشق عنہ الارض مین حقیقی باعتبار اون لوگون کے ہے کہ جنسے شق ارض
واقع ہوگا اور بنسبت اون لوگون کی کہ جنسے شق ارض ممکن ہی اولیت حقیقی ہرگز ممکن نہین اور
قطع نظر اسکی جو لوگ اس قسم کی احادیث سے استدلال کرتی ہین وہ یہہ بیان کرتی ہین کہ لفظ
اول کا ان حدیثون مین مضاف من کیطرف ہی اور من الفاظ عموم مین سے ہے پس اولیت جمیع
ماعدا اسی مراد ہوگی سو یہہ بات محض غلط ہی چنانچہ ہمنی بخاری سی نقل کیا اور قرآن مجید مین سورہ

طٰہٰ مین پروردگار نی فرمایا ہی نقلا عن السحرۃ اما ان تلقی واما ان نکون اول من القی اور سورہ شعرا
یا ڈال تو یعنی اولا اور یا ہون ہم لوگ اول من القی ۱۲
مین نقل فرماتا ہی انا نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا ان کنا اول المومنین دیکہو ان دونون آیتون
ہم امید کرتے ہین اسکی کہ بخشدے خدا خطا مین ہماری تحقیق ہم لوگ ہین اول المومنین ۱۲
مین لفظ اول کا مضاف بجانب من اور المومنین کے کہ الفاظ عموم سی ہین موجود ہی اور باوجود اسکے
اولیت مین شرکت بہی ہی اور جو ہدیہ احمدیہ مین عبارت بیضاوی کی متعلق آیت اولی نقل کی ہی
حیث قال در تفسیر بیضاوی نوشتہ ای اختر القایک اولاً او القائنا اولا او الامر القایک او القائنا
پس از نفس این آیت واضح شد کہ تعدد و شرکت در اولیت متصور نیست و اولیت یکی منافی اولیت دیگری
است چہ سحرہ در اولیت القای خود و اولیت القای حضرت موسی تردید نمودند اگر مقارنت در
اولیت القای آن متصور میبود تردید چہ معنی داشت انتہی سو مبنی بی تاملی پر ہی اسواسطے کہ بغیر تاویل
کی جو بیضاوی نی ذکر کی تردید صحیح نہین ہوتی ہی اسواسطی بیضاوی نی یہہ تقدیر نکالی ہی اور
جس شخص نی استدلال اس آیت کی ساتہہ ابطال قاعدہ مخترعہ منکرین مین کیا اوسکا مطلب یہہ ہے
کہ نکون صیغہ جمع متکلم کا ہی اور اوسکی خبر اول من القی واقع ہی اور جادوگر بہی بہت سے لوگ
تہی پس تعدد اول کا باوجود اضافت کے طرف من کے ثابت ہوا اس تقریر سی کچہہ علاقہ نہین اور صاحب
ہدیہ احمدیہ نی دوسری آیت کی جواب مین جو عبارت تفسیر کشاف کی نقل کی وہ بہی مطلب سے بیگانہ ہی
اسواسطیکہ مقصود صاحب کشاف کا یہہ ہی کہ وہ لوگ اول المومنین کیونکر ہوسکتی ہین اوسکا جواب یہ
کہ اپنی لوگون مین جو ایمان لائی تہی وہ اول تہی اس تقدیر پر بہی مطلب ناقض سے یہہ بات کچہہ
علاقہ نہین رکہتی اور حدیث کی جواب مین جو صاحب ہدیہ احمدیہ نی لکہا اگر بہ یک مجموع این حکم

نمودہ آید ازان لازم نیست کہ بر ہر یکی از احاد متعدد و منفردہ آن نیز ثبوت اتصاف بآن حکم متعدی
گردد چنانکہ بر ذی طبع سلیم و فہم مستقیم ظاہر است سو بہی نہایت لچر ہی اسواسطی کہ مطلب معترض کا
یہہ ہی کہ اگر قاعدہ تمہارا صحیح ہو تو یہہ کلام باطل ہو جاوے اور اوسکو صاحب ہدیۂ احمدیہ نے مقبول کر لیا کہ تعدد
اول مین باوجود اضافت کی صحیح ہی اور یہی مطلوب معترض کا تہا علاوہ برین تاویل مجیب کے سات تم
کرنی خلاف متبادر ہی جب کوئی کہتا ہی کہ قریش افضل من عداہ تو متبادر اور قریب الفہم یہی
قریش اپنے ماسوا سے افضل ہین
مطلب ہوتا ہی کہ ہر ایک قریشی باعتبار نسب کے افضل ہی ماعداہ سی اسیطرح اس عبارت کا حال ہی
جواب دوسرا یہہ ہی کہ جائز ہی اللہ تعالی لا کہہ یا دو لاکہہ عالم مثل اس عالم کی پیدا کری اور اون مین
اول مین تشق عنہ الارض اور اشخاص کو گردانی اور یہہ امر اہل دین کے نزدیک کسیطرح ممتنع نہین
چنانچہ اوپر مذکور ہوا جواب تیسرا اس شبہ کا یہہ ہے کہ تلویح اور توضیح میں جو تمنے عدم تعدد اول کا
نقل کیا تو اس سے لازم آتا ہی کہ جو شخص من دخل ہذا الحصن اولا ہو تو اوسکا مثل بہی ممتنع ہو جاوے
کیونکہ وہ شخص اجلاف اور کفار مین سے ہو اور التزام اوسکا محض کفر ہی علاوہ برین آنحضرت صلعم کا ممتنع
المثل ہونا کمالات مین بہی نہوا کہ اولی مرتبہ کی لوگ بہی اس صفت مین شریک ہونگی جو تہا جواب یہہ
ہی کہ یہہ امر یعنی مقدور نہونا مثل آنحضرت صلعم کا بسبب اسبات کے نہین کہ یہہ فعل یعنی کسی شخص کو اول من
تنشق عنہ الارض کرنا ایسی مشکل بات ہی کہ کسی شخص کے ہو نہین سکتی جیسے اجتماع نقیضین اور
ارتفاع نقیضین کہ اسکا کرنا محال اور متعذر ہی یا ممکنات مین خلق آسمان و زمین کہ ایک
بڑی عمدہ چیز ہی اور کوئی شخص اسکو سوای اللہ تعالی کی کر نہین سکتا اگر خدا تعالی شق ارض

غیر آنحضرت صلعم سی اول کردی تو ایمین کچہہ استحالہ نہین بجز اسکی کہ خلاف اخبار الٰہی ہوجاوی اور حضرت
مین یہہ صفت نہ ہوگی اور اس سی ہرگز امتناع ذاتی ثابت نہین ہوتا اگر بنظر اس فعل کے کہ یہہ فعل البتہ
متعذر اور محال ہی کہ پروردگار کی قدرت سے خارج ہی امتناع ثابت ہوتا تو مفید مدعا تھا الغرض یہہ
دلیل بھی نہایت پوچ ہے اور جو نقوض وارد ہ کو التزام کرلیتی ہین وہ قابل تسلیم و التزام نہین نہایت
مافی الباب جو اس دلیل سی ثابت ہوتا ہی وہ اسقدر ہی کہ بعضی الفاظ اور بعض خواص ایسی ہین
اونمین اشتراک جمع نہین ہوسکتا سو یہہ بات آخر ہی اصل مسئلہ سی اور اس سی بڑا فرق ہی کفار اور مشرکین
اور فساق مبتدعین مین بھی جو نہایت ارذل ہون بعض خواص ایسی پائی جاتی ہین کہ اشتراک
اونکا بطریق جمع متعذر رہی حالانکہ اونکی مثل کو کوئی خارج اللہ تعالیٰ کی قدرت سی نہین بتلاتا
علاوہ برین الفاظ سی مثل اول وغیرہ کی کہ استعمال اہل لسان سے معنی اوسکی متغیر ہوجاتی ہین
استدلال کرنا ایسی مسائل عظمی مین نہایت ناواقفی ہی مثلاً اگر فصحاء عرب سے اطلاق لفظ اول کا
بمعنی حقیقی کی ثابت متعدد پر ہوجاوی تو یہہ مدعا مخالفین کا غلط قرار پاوی چنانچہ تہذیب الاسماء
واللغات نووی سی معلوم ہوتا ہی قال ابو علی اتفق اصحابنا علی انہ یقع الطلاق ولیس من شرط
کہا ابو علی نے متفق ہین اصحاب ہمارے اس امر پر کہ طلاق واقع ہوجاویگی اور شرط نہین کہ اول
کونہ اولا ان تاید بعدہ آخر انما الشرط ان لایتقدم علیہ غیرہ وحکی المتولی انہ لا یقع الطلاق فی ہذہ المسئلۃ
ہونیمین یہہ شرط نہین ہے کہ اوسکے بعد دوسرا بھی ہو اول ہونیمین یہی کافی ہے کہ اوسپر کسیکو تقدم نہو اور حکم کیا متولی نے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اس مسئلہ مین
قال لان الاول یقتضی ان یکون آخر الکمان الآخر یقتضی اولا وہو شاذ ضعیف مردود وقد ذکرت
اسواسطے کہ اول مقتضی ہے آخر کو جسطرح کہ آخر اول کو مقتضی ہے اور یہہ قول شاذ ہے ضعیف ہے مردود ہے اور ذکر کیا ہے مینے اس مسئلہ کو
فی الروضۃ اور شامی حاشیہ درمختار مین ہے قولہ وان الاول اسم لفرد سابق فیہ ان المعتبر عدم تقدم غیرہ
اس قول مین کہ اول اسم ہے فرد سابق کا یہہ اعتراض ہے کہ معتبر اول مین عدم تقدم
غیر کا ہے ۱۲
علیہ ولا سابق یوہم وجود لاحق وہو غیر شرط کما یاتی فالاوضح ان یقول والاول اسم لفرد لم یتقدمہ
غیر کا ہے اوسپر اور لفظ سابق سے وہم وجود لاحق کا ہوتا ہے حالانکہ یہہ شرط نہین جیسیکہ اوسکا بیان ہوگا پس واضح یہہ کہ کہتا اول اسم ہے اوس فرد کا کہ اوسپر

غیرہ افادہ ط اور یہی اوسمین ہے، قولہ اذ لا بد للآخر من الاول الخ قال فی الفتح وہذہ المسئلۃ مع

کوئی تقدم ہو [illegible] اسواسطے کہ [illegible] کما فی فتح القدیر [illegible] اوسکی [illegible]

التی تقدمت تحقق ان المعتبر فی تحقق الآخریۃ وجود سابق بالفعل وفی الاولیۃ عدم تقدم غیرہ لا وجود

ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] بالفعل اور اول مین [illegible] غیرہ کا [illegible]

آخر متاخر عنہ والالام لیتحق بالمشتری فی قولہ اول عبد اشتریتہ فہو حر اذا لم یشتر بعدہ غیرہ انتہی آمنکرین

ورنہ اس [illegible] اول [illegible] آزاد [illegible] بعد دوسرا خرید [illegible]

قدرت کہ امتناع مثل آنحضرت کو فضیلت تصور کرتی ہین اور وصف اولیت اور خاتمیت کو جسمین

ہزار ہا فساق وفجار بلکہ کفار اشرار اور حیوانات ونباتات اور جمادات واکثر انواع مخلوقات شریک

وسہیم ہین باعث اوسکا کہتی ہین اور اوصاف کمالیۃ آنحضرت ﷺ مثل شفاعت کبری وحصول

مقام قاب قوسین اور معراج اور کثرت ثواب وقرب رب الارباب اور اونکی دین کا ناسخ ادیان

ہونا الی غیر ذالک من الکمالات التی لا تعد ولا تحصی کو فضائل مختصہ واوصاف خاصۃ آنحضرت سی کہ جنکا

مماثل کو مقدور باری وممکن ذاتی بتلاتی ہین حالانکہ بہ بداہت اولیۃ سی ہی کہ اولیت وخاتمیت

مستلزم فضیلت نہین دیکھو حضرت علی کہ خاتم الخلفا ہین اہل سنت والجماعت کے نزدیک خلفای ثلثہ سے

افضل نہین اور ایسی ہی حضرت آدم وحضرت نوح کہ اول الانبیاء واول الرسل ہین اور انبیاء و

رسل سی اونکو ترجیح وفضیلت نہین پس معلوم ہوا کہ ما فی الضمیر ان لوگون کا اثبات عجز وتنقیص قدرۃ

حق تبارک وتعالی ہی پس اور تقریر امتناع اشتراک اول وخاتم سی مقصود اضلال عوام ہی اور بالکل

لغو وعبث اور ایک شبہ مخالفین کا یہہ ہی کہ توربشتی نی معتمد مین کہا نہ آنکس کہ گوید بعد از وی نبی

بود یا ہست یا خواہد بود آنکس نیز کہ گوید امکان دارد کہ باشد کافر است انتہی جواب اسکا یہہ ہے

کہ پوری عبارت توربشتی کی دیکہنی سی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مستدل مطلب توربشتی کا اچھی طرح نہیں سمجھا

کیونکہ توربشتی نی کہا و بعد ازین مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازان است کہ آنرا بکشف و بیان حاجت افتد اما اینقدر را از ترس آن بیان کردم کہ مبادا زندیقی جاہلی را در شبہتی اندازد و بسیار باشد کہ ظاہر بیان بد کردن و بہ منطریق پا در نہند کہ خدا بر ہمہ چیز قادر است کس قدرت را منکر نیست اما چون خدا از چیزی خبر دہد کہ چنین خواہد بود یا نخواہد بود جز چنان نباشد کہ خدا ازان خبر داد کہ بعد از وی نبی دیگر نباشد الخ پس اس عبارت سی صریح معلوم ہوتا ہی کہ مراد توربشتی کی لفظ امکان سی امکان شرعی یا نفس الامری ہی اور وہ مضر ہماری مدعا کو نہین توربشتی نی خود کہا کس قدرت را منکر نیست اور استدلال کیا اخبار الہی کی ساتھ اور کہا جیسی پروردگار خبر دیتا ہی ویسی ہی ہوتا ہی پس معلوم ہوا کہ مراد توربشتی کی امکان سے امکان وقوعی ہی نہ امکان عقلی اور چونکہ یہان مانع شرعی موجود ہی اسواسطی امکان شرعی اور وقوعی نبی کا بعد آنحضرت صلعم کی نہین ہے، ہدیہ احمدیہ مین جو لکہا در علم کلام جائیکہ نفی امکان وارد می شود دران بی قیام دلیل نفی امکان مراد داشتن دلالت بر محض ناواقفیت میدارد سو محض ناواقفی ہی اسواسطی کہ تحفہ وغیرہ مین بہت جگہہ لفظ امکان کا بمعنی امکان شرعی اور عادی کی مستعمل ہی اور ایسی متکلمین کے کلام مین جیسے توربشتی تہی اکثر استعمال لفظ امکان کا بمعنی شرعی مستعمل ہی علاوہ برین دلیل اس ارادہ کی بہی انکی کلام مین مذکور ہی کیونکہ اگر نفی امکان عقلی کی اونکو منظور ہوتی تو یون کہتی کہ ممتنع عقلی مقدور الہی نہین ہوتا اور یہ وہ شی ہی اخبار الہی کی ساتھ استدلال کیون کرتی اور یہ جو ہدیہ احمدیہ مین لکہا مثلاً مقتدای اسماعیلیہ باستدلال بعموم قدرت نقیض قدرت نقیصہ شنیعہ کذب

بار تعلق پیدا نمودی تو لیس اقتضای حکم شده نه می گرداند اگرچه روا گفته آید که کس قدرت با
تخریب ما چون او تعالی کرمی ارشاد فرماید جز مطابق نباشد گر او فرموده و نه اگر کس کزنا کل [illegible]
شده باشد اکمل شبر کرنا کل هما انا و تعالی زین تقریر باشد قولش مردود است این کلام که کرده
خواهد بود چگونه نزدیک این بکنند ما نحن فیه داخل قدرت و شی است انتہی کلام بیرنظامی
اسواسطے کہ کوئی شخص قائل صدق کلام جناب باری کا ہو اور پہلا عقد دل کرتا ہو کہ پروردگار
ہرگز جھوٹ نہیں بولتا ہی باوجود اسکی معتقد قدرت کذب کا بھی قائل ہو اور کی جواب میں منکر قدرت
کا کذب پر یہ نہیں کہ سکتا کہ کس قدرت انکار نیست ما چون او تعالی کہ می ارشاد فرماید خبر مطابق بہ
کرد فرمود و واقع اسواسطے کہ پہلا شخص کہیگا کہ تو جو دلیل لایا ہی وہ میری مفید مدعا نہیں اور مطلب سے
بیگانہ ہی اسکا تو مین بھی قائل ہون تقریر امکان عقلی معتقد قدرت کذب میں گفتگو ہے اس
دلیل کو اس سے کیا علاقہ اور جو شخص فہمیدہ ہوگا ہرگز تقریر مرشدی کے کلام سے نفی امکان عقلی کی سمجھیگا
اب اگر مقلد ہو تو کسی غیر مذہب کو کہ علم سے آشنائی رکھتا ہو حکم قرار دو تب حال بخوبی معلوم ہو جائیگا
مقدوہ برین تقریر مرشدی نے یہ کہا کہ کس قدرت کا منکر نیست اس سے کیا مراد ہی اگر مراد یہ ہی کہ خصم
اسبات پر کہ نبی بعد آنحضرت صلعم کی ممکن عقلی ہی جیسا کہ اوس شخص نے جسنے ان اللہ علی کل شیء قدیر
سے دلیل پکڑی ہی علی زعم المخالفین اللہ تعالی کو قدرت ہی اور کوئی قدرت کا منکر نہیں تو مطلب
ہمارا حاصل ہوگیا اور استدلال مستدل کا باطل ٹھہرا اور اگر یہ مراد ہی کہ مطلق قدرت کا کسیکو انکار
نہیں تو مطلب سے بیگانہ ہی اسواسطے کہ وہ شخص بھی یہ نہیں کہتا تھا کہ تم مطلق قدرت کے منکر ہو
اسبات کو کہتا تھا کہ یہ مقدور الٰہی ہی اور داخل تحت ان اللہ علی کل شیء قدیر ہی اب ہم پوچھتے ہیں

کہ ایک شخص اہل سنت وجماعت مین سے کسی شخص سے کہ مخالفین سے ہی یہہ سوال کرے اور کہے کہ تم
کیونکر انکار قدرت اللہ جل جلالہ کا مثل آنحضرت صلعم پر کرتے ہو حالانکہ قرآن شریف مین ان اللہ
علی کل شئی قدیر موجود ہی اوسکی جواب مین وہ شخص یہہ کہے کہ بی شک کوئی شخص قدرت کا منکر
نہین لیکن جسطرح خدا تعالی نی خبر دی ہی ویسا ہی واقع ہوگا تو ہر شخص جو تہوڑا سا بہی فہم رکہتا
ہوگا یہہ بات سمجہ لیگا کہ اس شخص کو اقرار ہی قدرت کا اس امر پر لیکن یہہ بات اوسکی سامنی کہی
جاوی جسکو تحقیق حق منظور ہو اور جو شخص جان بوجہکر مجادلہ کری اوس سے کیا کہا جاوے اور یہہ جو
ہدیہ احمدیہ مین لکہا ہی صورت استدلال آنکہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین است چنانچہ او تعالی
خبر دادہ وہر کہ خاتم النبیین فرض کردہ شود وجود نبی بعد او عقلا محال است چہ مصداق اجتماع
النقیضین است ووجود او بنفسہ مستلزم عدم اوست بہی خطای محض ہی اور مبنی غفلت پر اسواسطے
کہ اخبار الہی کو اسمین کیا دخل ہی جب خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلعم کا مسلم ہوگا یہہ استحالہ
علی زعم المعترض لازم آویگا تقریر اجتماع النقیضین اور وجود او مستلزم عدم اوست ہرگز تقریر
توربشتی مین نہ صراحۃً نہ اشارۃً مذکور ہی اپنی طرف سی یہہ الفاظ بنا دئی ہین اگر یہہ تقریر ہوتی
جیسے صاحب ہدیہ احمدیہ کی ہی تو بی شک مفید مدعا تہی۔ ایک اور دلیل مخالفین پیش کرتی
ہین وہ یہہ ہی کہ ملا علی قاری نی شرح شفا مین لکہا ومن المعلوم استحالۃ وجود مثلہ بعدہ انتہی یہہ
اور معلومات سے ہے ممتنع ہونا وجود مثل آنحضرت کا بعد اونکے ۱۲
دلیل بہی نہایت پوچ ہی کیونکر معلوم ہوا کہ مستحیل سے یہان مراد مستحیل عقلی ہی محتمل ہی کہ مستحیل
شرعی مراد ہو اور لفظ من المعلوم بہی اسکا موید ہی اسواسطی کہ یہہ لفظ ایسی جگہہ بولا کرتی ہین کہ جہان

کوئی بات غیر متعین نہ اور استحالہ شرعی مخالفین کا باطل محض ہے چہ جائیکہ اہل اسلام کے نزدیک
مقرر ہو اسی واسطے اس عقیدہ کو اگر مخالفین میں کوئی بغلت آ جانے میں علاوہ برین ملا علی قاری نے شرح حصن حصین
میں تحت قول ماتن وان لا تعتدی فی الدعاء وان یدعو بمستحیل لکہا ہے شرعا وعادۃ مثل طلب النبوۃ بعد خاتم النبیین
اور یہ کہ حد سے تجاوز نہ کرے دعا میں ... مستحیل ... شرعا ہو یا عادۃ جیسے طلب کرنا
اور مدد وجود الآدمی انتہی یہاں سے خوب روشن ہوگیا کہ مراد ملا علی قاری کی استحالہ سے استحالہ شرعی ہی تھا صاحب
بعد ختم نبوت کے ... کا
ہدیہ احمدیہ نے لکہا ہے کہ شرح شفا ملا علی قاری دیدہ باشد پس واز مقامات متعددہ تعین این ارادہ مخفی نیست الخ
سو یہ بات محض غلط ہے ہرگز ملا علی قاری کی شرح شفا سے یہ تعین نہیں نکلتی اور عبارت شفا میں جو مستحیل فی حقہ ہے وہ نیز
شرح ملا علی قاری نے جو کچھ ہی سمجھا اس واسطے کہ قسم ثالث میں ایسی چیزوں کا بیان ہے کہ وہ عقلا اور شرعا حضرت
کے حق میں جائز نہیں ہیں کون کہتا ہے کہ مستحیل اور مستحیل بمعنی استحالہ عقلی کے مستعمل نہیں ہوتا مگر ہر مقام
دیکھنا چاہیے اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ مستحیل عقلی ہر جگہ پر فقط اسی معنی میں مستعمل نہیں ہوتا کہ مفید وجوب
باری تعالی ہو قسم ثالث میں بھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ کسی اہل دین کے نزدیک مستحیل عقلی باعتبار اس معنی
کے نہیں مستحیل عقلی کا بھی استعمال کئی معنی میں آتا ہے اور یہ جو ہدیہ احمدیہ میں لکہا از محال شرعی بودن نفی
استحالہ عقلی چگونہ لازم شد واین قول صراحۃ افتراست بر ملا علی قاری انتہی یہ قول بھی کمال غفلت پر دلالت
کرتا ہے اسلئے کہ ملا علی قاری نے طلب نبوت کے بعد خاتم النبیین کی شرعا محال قرار دیا اگر اونکے نزدیک عقلا
بھی محال ہوتا تو ضرور اوسکو بھی لکھتے اور یہ عادت علماء کی ہے کہ جو محال عقلا ہوا کرتا ہے اوسکو یوں نہیں کہتے
کہ یہ شرعا محال ہے اسواسطے کہ بہت سے محالات شرعیہ محال عقلی نہیں ہیں اور صاحب ہدیہ احمدیہ نے عبارت شرح
فقہ اکبر کی اپنے مفید مدعا سمجھکر نقل کی ہے وہ ہرگز مفید مدعا نہیں اسواسطے کہ یہ قول مختار ملا علی قاری کی

کا ہرگز نہیں آیا واسطے وقد قیل کرکے نقل کیا ہی اور صراحۃ شرح فقہ اکبر میں اسکے خلاف موجود ہی + یہہ قول
بنا بر مذہب معتزلہ کی البتہ صحیح ہی یا یہہ کہ کسی قائل غیر محقق کا قول ہی کما لا یخفی اور ایک شبہہ مخالفین یہہ بہی پیش
کرتے ہین کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات مین لکہا ہی فلذلک لا یمکن ان یوجد بعدہ نبی انتہی
پس اسی واسطے نہین ممکن ہے کہ پایا جاوے بعد آنحضرت کے نبی
جواب اوسکا یہہ ہی کہ یہان بہی وہی جواب ہے کہ امکان سی مراد امکان شرعی اور وقوعی ہے نہ امکان عقلی
یا مراد امکان عادی ہی چنانچہ لفظ من سنۃ اللہ اسپر دلالت کرتا ہی اور استعمال لا یمکن کا کلام شاہ ولی اللہ
مین امکان وقوعی اور عادی مین بہت جا پایا جاتا ہے اور یہہ جو بعض اشخاص کہتے ہین کہ عدم امکان کو صاحب
تفہیمات نے تشخص مفاض علیہ پر متفرع کیا ہی پس اس سے نفی امکان عقلی کی نکلی سو محض غلط ہی جو شخص پوری
عبارت تفہیمات کی دیکہی گا اوسکو یہہ بات معلوم ہوجاویگی یہہ تشخص باعتبار عادت الٰہی اور باختیار اللہ تبارک
وتعالیٰ کی ہی یہہ مراد شاہ صاحب کی نہین کہ مثل اس تشخص کے حق تعالیٰ اور تشخص کو نہین دے سکتا عبارت تفہیمات
کی یہہ ہے تفہیم من سنۃ اللہ تعالیٰ فی خلقہ انہ اذا اتم واحد درجۃ وبلغ غایتہا فلا یمکن لاحد ان یبلغہا علی
عادت اللہ تعالیٰ سے ہے اوسکے خلق مین کہ جب تمام کرلیتا ہے کوئی شخص کسی درجہ کو اور پہنچ جاتا ہے وہ اوسکے غایت کو پس نہین
ذلک السنن لیستوطن غایتہا وذلک لسر عجیب الشان وہو ان الافاضۃ الایجادیۃ العددیۃ کما یقتضی
ممکن ہوتا ہے دوسرے شخص کو پہنچنا اوس درجہ پر اور مستقر اور حاصل کرنا اوسکی غایت کا اور یہہ ایک سر عجیب الشان کیوجہ سے ہے اور وہ یہہ
تشخص المفاض بحیث لا یمکن ان یشارکہ فیہ غیرہ فکذلک الافادۃ التکمیلیۃ العودیۃ تقتضی تشخص الکمال
ہے کہ افاضہ ایجادیہ عددیہ جسطرح کہ مقتضی ہے تشخص مفاض کو ہے اسطرح کہ نہین ممکن ہے کہ شریک ہوجاوے اوسمین کوئی اسیطرح افادہ
وتشخص المفاض علیہ بحسب ذلک الکمال فعلمنا من ہذا السر ان الفیض الذی یرزقہ عبدا من عبادہ
تکمیلیہ عودیہ مقتضی ہے تشخص کمال اور تشخص مفاض علیہ کو موافق اوس کمال کے پس جانا ہم نے اس وجہ سے کہ جو فیض عطا کیا ہے خدا نے کسی بندہ
لم یتکرر قط من لدن آدم الی آخر رجل یوجد عند القیامۃ علمنا ان ذلک صیر سیحاصر جمیعا الکمالات باسرہا
کو کبہی نہین ہوا وہ وقت آدم علیہ السلام سے آخر اوس شخص تک کہ پایا جاویگا وقت قیامت سمجہا ہمنے اسبات کو صبر سیکا جمع کرنے سے کمالات تمامیا
فی قرب الملکوت والنشاۃ العودیۃ ہی المقادم فی الاعتبار فلم یزل الانبیاء یجمعون کمالا کمالا اولا فاول
ملکوت مین اور نشاۃ عودیہ مقدم فی الاعتبار سمجہی جاتی ہے انبیا کہ جمع کرتے تہے ایک ایک کمال کو اور نہین باقی رہتا تہا وہ بعد اونکے مگر اوسکے شعبات مین
من بعدہم الا فی شعباتہ اذ کان تابعا لہ او فی کمال آخر حتی وجد سید المرسلین فاستوطن آخر الدرجات ونشأ
اور اونکا کوئی تابع ہوتا تہا یا کمال آخر مین یہانتک کہ پائی گئی سید المرسلین کہ پہنچے وہ آخر درجات کو اور ایسے مرتبہ کو پہنچے کہ مشکل ہے تفصیل اوسکی اور

یبین بهمنا انک لساواة لعمر تفضیلها وما رخاتم فی والدرة فلذلک لا یمکن ان یوجا لعبة نبی صلوات الله
وسلامه علیه انتہی اس عبارت کو جو فہمیدہ آدمی تامل سے دیکھیگا صاف کہدیگا کہ ہرگز مطلب شاہ ولی اللہ صاحب کا وہ
نہین جو مخالفین سمجھی ہین بلکہ منصف کی نزدیک کلام شاہ ولی اللہ صاحب کے غبار ہے اور اس مین سنت الٰہی
کا بیان ہے نہ یہ کہ پروردگار کو قدرت نہین ورنہ حسب تحریر شاہ ولی اللہ صاحب کے صدہا آدمی کا مثل ممتنع
ہوجاویگا اب ایک بات اور بھی سننی چاہیے وہ یہ کہ دوسرے نبی کا ممتنع بالغیر ہونا بحسب اسی طبقہ زمین کے ہے
اور خاتم النبیین ہونا دوسرے شخص کا دوسری زمین مین دوسرے سلسلہ کی واسطے شرعاً بھی ممکن ہے اور خلاف وعدہ
الٰہی کے نہین واسطے تائید اس دعوی کی اتماما للحجۃ والالزام اور بقصد ابطال عقیدہ منکرین قدرت اور استیصال
کلی فرعوم المبدعت کی ہم ایک حدیث کتب محدثین سے جنکو وہ لوگ بھی اپنی رسائل مین بالفاظ ناقلین معتمدین
دین متین اور حاملین عرش شرع مبین حضرت سید المرسلین تعبیر کرتے ہین نقل کرتے ہین ابن جریر طبری کہ
صاحب تصحیح المسائل انکو طبقہ ترمذی اور نسائی مین لکھتے ہین اپنی تفسیر مین کہتے ہین حدثنا عمرو بن علی ومحمد
بن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی ہذہ الآیۃ قال
فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم انتہی اور جلال الدین سیوطی
تدریب الراوی مین لکھتے ہین اخرج الحاکم فی المستدرک من طریق عبید بن غنام النخعی عن علی بن حکیم عن
شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح
کنوحکم وعیسی کعیسی وقال صحیح الاسناد ولم ازل العجب من تصحیح الحاکم ایاہ حتی رایت البیہقی قال اسنادہ صحیح لکنہ
شاذ بمرۃ انتہی اور تفسیر درمنثور مین ہے واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان

وفی الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس فی قوله ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل

ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ

لا اعلم لابی الضحی علیہ متابعا انتہی اور تخریج احادیث شرح مواقف میں سیوطی نے لکھا روی الحاکم فی مستدرکہ

عن ابن عباس فی قولہ تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی

کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال صحیح انتہی اور

لقط المرجان میں کہا ویدل لما قالہ الضحاک ما اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم والبیہقی عن

ابن عباس رض فی قولہ تعالی ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم

ونوح کنوح اور فتح الباری شرح صحیح البخاری ابن حجر عسقلانی میں ہے ویدل للقول الظاہر

ما رواہ ابن جریر من طریق شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی ہذہ الآیۃ ومن

الارض مثلهن قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق ہکذا اخرجہ مختصرا و

اسنادہ صحیح اخرجہ الحاکم والبیہقی من طریق عطاء ابن السائب عن ابی الضحی مطولا واولہ ای سبع

ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسی ونبی کنبیکم قال البیہقی

اسنادہ صحیح الا انہ شاذ انتہی یہ ابن حجر اور جلال الدین وہ شخص ہیں جنکو صاحب سیف الاسلام

نے بلقب حافظان احادیث خیر الانام ومحققان دین اسلام یاد کیا ہے اور عمدۃ القاری

شرح صحیح بخاری میں بدر الدین عینی جنکو سیف الاسلام میں امام کہا ہے لکھتے ہیں روی البیہقی

عن ابی الضحی مسلم عن ابن عباس رض انہ قال اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال

سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسیٰ کعیسیٰ قال اسناد

ہذا عن ابن عباس صحیح وہو شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحیٰ علیہ متابعاً وروی ابن ابی حاتم من طریق

محمد عن مجاہد عن ابن عباس قال لو حدثتکم بتفسیر ہذہ الآیۃ لکفرتم وکفرکم تکذیبکم بہا اور مستدرک

ابو عبداللہ حاکم میں ہے اخبرنا احمد بن یعقوب الثقفی ثنا عبید بن غنام النخعی انا علی بن حکیم ثنا شریک

عن عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس انہ قال اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض

مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسیٰ کعیسیٰ ہذا

حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ حدثنا عبدالرحمٰن بن الحسن القاضی ثنا ابراہیم بن الحسین ثنا آدم بن ابی

ایاس ثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس فی قولہ عز وجل سبع سمٰوات ومن الارض

مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم ہذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ انتہیٰ اور کتاب الاسماء

والصفات بیہقی میں ہے اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ قال انا احمد بن یعقوب الثقفی قال ثنا عبید بن غنام

النخعی قال انا علی بن حکیم قال ثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس رضی اللہ

عنہما انہ قال اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم

وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسیٰ کعیسیٰ واخبرنا ابو عبداللہ الحافظ قال انا عبدالرحمٰن

بن الحسین قال ثنا ابراہیم بن الحسین قال ثنا آدم بن ابی ایاس قال ثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن

ابی الضحیٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ عز وجل خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلہن قال

فی کل ارض نحو ابراہیم علیہ السلام اسناد ہذا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما صحیح وہو شاذ بمرۃ لا اعلم

لابی الضحی علیہ بما لعباد واللہ اعلم انتہی اور لباب فی علوم الکتاب ابن عادل نیشاپوری میں ہے فصل ورد
وارد ہوا

فی التنزیل ان السموات سبع ولم یات فی التنزیل ان الارضین سبع الا قولہ ومن الارض مثلہن
قرآن میں کہ آسمان سات ہیں اور نہیں آیا قرآن میں کہ زمینیں سات ہیں مگر قولہ تعالیٰ ومن الارض مثلہن کے اور وہ بھی تاویل کو محتمل ہے لیکن احادیث کثیرہ

وہ محتمل للتاویل لکنہ وردت احادیث کثیرۃ صحیحۃ تدل علی ان الارضین سبع کما روی فی الصحیحین عن
صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہیں کہ زمینیں سات ہیں جیسا کہ روی ہے صحیح بخاری و مسلم میں رسول خدا صلعم سے جو شخص کہ ظلم سے مقدار ایک بالشت کے زمین لیگا طوق ڈالیگا

رسول اللہ صلعم انہ قال من ظلم قید شبر من الارض طوقہ اللہ من سبع الارضین الی غیر ذلک وروی الصحیح
اوسکے خدا سات زمینوں کا اور سکے سوا اور حدیثوں میں اور روایت کی ابو الضحیٰ کے نام اوسکا مسلم ہے ابن عباس سے کہ کہا انھوں نے تفسیر آیت

واسمہ مسلم عن ابن عباس انہ قال اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین
اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن میں ہر زمین میں نبی ہیں مثل نبی تمہارے کے اور آدم ہیں مثل آدم کے اور نوح

فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ عن
مثل نوح کے اور ابراہیم مثل ابراہیم کے اور عیسیٰ مثل عیسیٰ کے کہا بیہقی نے اسناد اسکی ابن عباس سے صحیح ہے اور وہ شاذ ہے ایک بار

ابن عباس صحیح وہو شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحی علیہ متابعا انتہی اور مختصر مستدرک شمس الدین ذہبی میں ہے
میں نہیں جانتا ہوں کوئی متابع واسطے ابو الضحیٰ کے بیچ اسکے ۱۲

واما ما روی الحاکم وساقہ باسنادہ وقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن غنام النخعی حدثنا علی
اور جو کہ روایت کیا حاکم نے اور بیان کیا اوسکو اپنی اسناد سے اور کہا حدیث کی ہم سے احمد بن یعقوب ثقفی نے الخ

بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس انہ قال اللہ الذی خلق سبع سموات ومن

الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی

کعیسی فہو حدیث اسنادہ حسن واما ما روی باسنادہ عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن
پس یہ حدیث حسن الاسناد ہے اور جو کہ روایت کیا اپنے اسناد سے شعبہ سے الخ

عباس فی قولہ تعالی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم فہو حدیث علی شرط البخاری
پس یہ حدیث شرط بخاری و

ومسلم ورجالہ ائمۃ اور آکام المرجان بدر الدین شبلی میں ہے ویدل علی ما قالہ الضحاک ما رواہ الحاکم وقال
مسلم پر ہے اور راوی اسکے امام ہیں ۱۲ اور مؤید ہے قول ضحاک کے وہ روایت کہ حاکم نے نقل کی اور کہا

حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن
بیان کیا ہم سے احمد بن یعقوب ثقفی نے الخ

عباس قال ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح

وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاہد قال الحاکم حدثنا عبید اللہ
کہا ہمارے استاد ذہبی نے اسناد اسکی حسن ہے میں کہتا ہوں کہ اسکے لئے شاہد بھی ہے کہا حاکم نے حدیث بیان کی مجھسے عبید اللہ

بث العسس حدیث شاذ بہ جو عمرو بن مرہ عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ خلق سبع سموات ومن
یعنی حدیث الخ
الارض مثلهن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم ورجالہ
[illegible]
من الذین اس حدیث کی شرح میں کلام کرتے ہیں قول یہ کہ یہ حدیث شاذ ہے اور شاذ غیر مقبول ہوتی ہے
کیونکہ وہ اقسام ضعیف سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ شاذ دو قسم پر ہے ایک یہہ کہ راوی ثقہ نقل روایت
میں اپنے سے ارجح و اوثق کی مخالفت کرے دوسرے یہہ کہ راوی اوسمین منفرد ہو قسم اول عند الجمہور مردود
اور غیر مقبول اور ثانی مقبول ہے اور غیر مردود بخاری و مسلم اور صحاح ستہ میں بھی اس قسم کی حدیثیں
بکثرت موجود ہیں اور اسیطرح سخاوی اور ابن حجر نے کہا ہے فان فی الصحیحین وجد فیہما امثلة من ذلک ای من الصحیح
[illegible]
الموصوف بالشذوذ انتہی یہہ کلام سب علمی میں منقول ہے مقدمہ شیخ ابن الصلاح میں ہے فاذا انفرد الراوی
[illegible]
بشیء نظر فیہ فان کان ما انفرد بہ مخالفا لما رواہ من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا
[illegible]
مردودا وان لم یکن فیہ مخالفة لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا الراوی
[illegible]
المنفرد فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ کما فیما سبق من
[illegible]
الامثلة وان لم یکن ممن یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ
[illegible]
عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتة بحسب الحال فیہ اور الفیة الحدیث میں زین الدین
عراقی نے کہا ہے وذو الشذوذ ما یخالف الثقة فیہ الملا فالشافعی حققہ والحاکم الخلاف فیہ ما اختر
[illegible]
وللخلیلی مفرد الراوی فقط ورد ما قالا بفرد الثقة کالنہی عن بیع الولا والہبة وقول مسلم روی
[illegible]
الزہری تسعین فردا کلہا قوی واختار فیما لم یخالف ان من یقرب من ضبط ففردہ حسن
[illegible]

او بلغ الضبط فصحیح اولی به عنه فماش شاطر حه ورده اور اوسکی شرح مین لکھا قوله ورد ای ابن الصلاح ما قال

اور اگر راوی کامل الحفظ ہے تو حدیث صحیح ہوگی اور اگر راوی غیر حافظ ہو تو شاذ مطروح و مردود ہے اور رد کیا ابن صلاح نے قول حاکم اور خلیلی کو

الحاکم والخلیلی بافراد الثقات الصحیحة وبقول مسلم الآتی ذکره فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیه بالشذوذ فلا

[illegible]

اشکال فی انه شاذ غیر مقبول قال واما ما حکیناه عن غیره فیشکل بما ینفرد به العدل الحافظ الضابط کحدیث

[illegible]

انما الاعمال بالنیات ثم ذکر مواضع التفرد منه ثم قال واوضح من ذلک حدیث تفرد عبد الله بن دینار عن

یہ منفرد ہو مثل حدیث انما الاعمال بالنیات کے پھر ابن صلاح نے اسکے راویون کا تفرد بیان کیا بعد اسکے کہا اور واضح تر ہے اس سے حدیث عبد الله بن دینار کہ ابن عمر سے

ابن عمر ان النبی صلعم نهی عن بیع الولاء وهبته تفرد به عبد الله بن دینار وحدیث مالک عن الزهری عن انس

ہے یہ کہ نبی صلعم نے منع فرمایا بیع اور ہبہ ولاء سے اور حدیث مالک نے زہری سے کہ انس نے بیان کیا ہے یہ کہ نبی صلعم مکہ مین تشریف لائے اور سر مبارک پر خود

ان النبی صلعم دخل مکة وعلی راسه المغفر تفرد به مالک عن الزهری فکل هذه مخرجة فی الصحیحین مع انه لیس لها الا

تھا منفرد ہین اسکے روایت مین مالک زہری سے پس یہ حدیثین مروی ہین بخاری و مسلم مین حالانکہ انکے سوائے ایک کی اور کوئی اسناد نہین منفرد ہوا ہے

اسناد واحد تفرد به الثقة قال وفی غرائب الصحیح اشباه لذلک کثیر قلیلة قال وقد قال مسلم بن الحجاج للزهری

اوسکے روایت مین ثقہ کہا اور احادیث غریب صحیح مین ہے ایسے بہت ہین کہا اور کہا مسلم بن حجاج نے زہری سے نوے حدیث کے قریب

نحو تسعین حرفا یرویه عن النبی صلعم لا یشارکه فیه احد باسناد جیاد وقال فهذا الذی ذکرناه وغیره من مذاهب

نبی صلعم سے روایت کین جنمین کوئی اونکا شریک نہین ہے سند معتمد سے کہا پس یہ جو ذکر کیا ہمنے مذاہب ائمہ حدیث سے ظاہر کرتا ہے واسطے تیرے

ائمة الحدیث یبین لک انه لیس الامر فی ذلک علی الاطلاق الذی اتی به الخلیلی والحاکم بل الامر فی ذلک

یہ کہ شاذ مین تفرد ثقہ کا علی الاطلاق معتبر نہین ہے جیسا خلیلی اور حاکم نے کہا ہے بلکہ اوسمین تفصیل ہے کہ بیان کرتے ہین ہم اوسکو اور کہتے ہین جسوقت

علی التفصیل نبینه فنقول اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیه الخ ادم فتح الباقی شرح الفیه العراقی مین ہے ورد

منفرد ہو راوی کسی روایت مین دیکھا جاویگا اوسکو آگے — اور رد کیا ابن

ابن الصلاح ما قالا ای الحاکم والخلیلی بفرد الثقة المخرج فی کتب الصحیح المشروط فیه نفی الشذوذ فان العدد لیس

صلاح نے قول حاکم اور خلیلی کو فرد ثقہ سے کہ مروی ہے اون کتب صحیح مین کہ نفی شذوذ شرط ہے اسواسطیکہ بقول معتمد صحیح مین عدد شرط نہین ہے

بشرط فیه علی المعتمد کحدیث النهی عن بیع الولا بالقصر للوزن والهبة به فانه لم یصح الا من روایة عبد الله بن

مثل حدیث نہی کے بیع ولا سے لفظ ولا بالف مقصورہ ہے واسطے وزن کے اور ہبہ سے اسواسطیکہ یہ نہین ہے صحیح مگر بروایت عبد الله بن

دینار عن ابن عمر مع انه فی الصحیحین وقول ای ورد ایضا ما قالا بقول الامام مسلم فی باب الایمان

دینار کے ابن عمر سے حالانکہ بخاری و مسلم مین موجود ہے اور قول یعنے اور رد کیا ہے اون دونون نے قول کو قول امام مسلم سے جو باب الایمان

والنذور من الصحیح روی الزهری نحو تسعین فردا لا یشارکه فیه وانها احادیث کلها قوی اسنادها ولعل

والنذور صحیح مسلم مین ہے روایت کین زہری نے قریب نوے حدیثون کے کہ فرد ہین یعنے اون روایتون مین کوئی اونکا شریک نہین اور وہ حدیثین

رده ما قالاه اختار مما استخرجه من کلام الائمة فیما لم یخالف غیره الثقة وانما الی ان بشیء انفرد به ان من الغرب

قوی الاسناد ہین اور بعید ہے قول اون دونون کے اختیار کیا ابن صلاح نے [illegible] استنباط کیا ہے اسکو اقوال ائمہ سے [illegible] روایت مین کہ راوی [illegible]

من ضبط ففرده حسن کحدیث اسرائیل عن یوسف بن ابی بردة عن ابی بردة عن ابیه عن عائشة

مخالفت نکرے ثقہ لوگ اور اسکی روایت مین منفرد ہو [illegible] حسن ہے مثل حدیث اسرائیل کے [illegible] یوسف بن ابو بردہ [illegible]

قالت کان رسول الله صلعم اذا خرج من الخلاء قال غفرانک فقد قال الترمذی فیہ حسن غریب لا نعرفہ
[illegible]
الا من حدیث اسرائیل عن یوسف عن ابی بردة الخ ادس منح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین سخاوی نے کہا

ہے الخ ۱۲

ولعل ان یرد ابن الصلاح کلامہما انما رما استخرجہ من صنیع الائمۃ فیما لم یخالف الثقۃ فیہ غیرہ وانما اتی التفرد

الی من لیقرب من ضبط التام فمردود حسن ومنہ حدیث اسرائیل عن یوسف بن ابی بردة عن ابیہ عن عائشۃ قالت

کان رسول الله صلعم اذا خرج من الخلاء قال غفرانک فقد قال الترمذی عقب تخریجہ حسن غریب لا نعرفہ

الا من حدیث اسرائیل عن یوسف عن ابی بردہ قال ولا نعرف فی ہذا الباب الا حدیث عائشۃ

او مع الضبط التام فصحیح فردہ وقد تقدم مثالہ او بعد عنہ بان لم یکن ضابطاً اصلا ففردہ ما شذ فاطرح

ورد ما من قع لک منہ وامثلتہ کثیرۃ وحینئذ فالشاذ المردود کما قالہ ابن الصلاح قسمان احدہما الحدیث الفرد
اور اس وقت میں شاذ مردود جیسے کہ ابن صلاح نے دو قسم ہیں اول وہ حدیث فرد کہ
المخالف وہو الذی عرفہ الشافعی وثانیہما الفرد الذی لیس فی رواتہ من الثقۃ والضبط ما یقع جابرا لما
[illegible]
یوجب التفرد والشذوذ من النکارۃ والضعف انتہی اور مناہج شرح مصابیح اور تدریب الراوی
ہم نے لکھے ۱۲
اور تقریب النووی اور اشاعۃ اللمعات وغیرہا مین اسطرح لکھا ہے کہ مطلق شذوذ منافی صحت نہین ہے یہہ سب

کنا بن جانی دو مقدمہ شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق کہی دیکہہ لو اوسمین بھی یہی تصریح موجود ہے کہ اس حدیث مین یہہ

کلام بعد تفتیش اور تحقیق محدثین عظام اور بمقابلہ تنقیح اور تصحیح ائمہ کرام کی لائق توجہ وخیال نہیں ہے ناہینی

الغرض تحقیق حق شبہ سے تعرض اور اوسکا حل یہ شرح وبسط کردیا کہ خالی فایدہ اور افادہ سے نہین ہے دوسرا اعتراض

یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرفوع نہین ابن عباس پر موقوف ہے جواب اوسکا یہہ ہے کہ مرفوع کی دو معنی ہین ایک مرفوع

صریح دوسرا مرفوع حکمی وہ یہ ہے کہ صحابی ایسی بات کہے کہ جسمین رائے اور اجتہاد کو دخل نہو اور وہ صحابی

اسرائیلیات سے نہ لیتا ہو الفیہ عراقی مین ہے ۵ وما اتی عن صاحب بحیث لا * یقال رایا حکمہ الرفع علی *
صحابی سے جو ایسے کہ منقول ہو کہ دخل عقل اوسمین غیر معقول ہو وہ مرفوع ہوگی

ما قال فی المحصول نحو من اتی * فالحاکم الرفع لہذا اثبتا * اور شرح عراقی مین ہے امی وما جاء عن صحابی
جیسا کہ محصول مین کہا مثل حدیث من اتی کے اور حاکم نے رفع اوسکا ساتہ احادیث کے ثابت کیا ۱۲ یعنی جو شئے کہ منقول آئی ہے

موقوفا علیہ ومثلہ لا یقال من قبل الرای حکمہ حکم المرفوع کما قال الامام فخر الدین فی المحصول فقال اذا قال
صحابی سے موقوف اور مثل اوسکے رائے سے نہ کہی جاتی ہو حکم اوسکا حکم مرفوع کا ہے جیسا کہ کہا امام فخر الدین نے محصول مین بیچ عبارت جسوقت کہ کہے صحابی

الصحابی قولا لیس للاجتہاد فیہ مجال فہو محمول علی السماع تحسینا للظن بہ وقولہ نحو من اتی کقول ابن مسعود
قول کہ اجتہاد کی گنجائش اوسمین نہو پس وہ سماع پیغمبر صلعم سے محمول ہوگا واسطے تحسین ظن کے اور قول اوسکا نحو من آتی مثل قول ابن مسعود کے

من اتی ساحرا او عرافا فقد کفر بما انزل علی محمد صلعم ترجم علیہ الحاکم فی علوم الحدیث معرفۃ المسانید
جو شخص کہ آوے ساحر یا رمال وغیرہ کے پاس پس بتحقیق کفر کیا اوسنے ساتہ اوس چیز کے کہ نازل ہوئی ہے محمد صلعم پر باب مقرر کیا ہے حاکم نے علوم الحدیث مین

التی لا یذکر سندہا عن رسول اللہ صلعم قال ومثال ذلک فذکر ثلثۃ احادیث ہذا احدہا وما قالہ فی المحصول
مین واسطے مسندات اون حدیثون کے جنکے سند رسول خدا صلعم سے مذکور نہو اور تین حدیثین اوسکے مثال مین کہین منجملہ اوسکے روایت ابن مسعود بہی ہے اور

موجود فی کلام غیر واحد من الائمۃ کابی عمر بن عبد البر وغیرہ وقد ادخل ابن عبد البر فی کتابہ التقصی عدۃ احادیث
جو کہ محصول مین کہا موجود ہے کلام مین بہت ائمہ کے مثل ابو عمر بن عبد البر وغیرہ کے اور بتحقیق داخل کی ہین ابن عبد البر نے اپنی کتاب تقصی مین چند

ذکرہا مالک فی الموطا موقوفۃ مع ان موضوع الکتاب لما فی الموطا من الاحادیث المرفوعۃ منہا حدیث سہل
حدیثین کہ ذکر کیا ہے اونکو امام مالک نے موقوفا حالانکہ اوس کتاب مین احادیث مرفوعہ موطا کے لکہنے کا التزام کیا ہے منجملہ اوسکے حدیث سہل

بن ابی حثمۃ فی صلوۃ الخوف وقال فی التمہید ہذا الحدیث موقوف علی سہل فی الموطا عند جماعۃ الرواۃ عن
بن ابی حثمہ کے ہے صلوۃ الخوف مین اور کہا تمہید مین یہ حدیث سہل پر موقوف ہے موطا مین راویون کے ایک جماعت کے نزدیک امام مالک سے

مالک قال ومثلہ لا یقال من جہۃ الرای اور فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین سخاوی نے اسی طرح لکہا ہے اور بعید
اور مثل اوسکے رائے سے کہی نہین جاتی ۱۲

اوسکے کہا قال ابو عمر والدانی قد یحکی الصحابی قولا یوقفہ علی نفسہ فیخرجہ اہل الحدیث فی المسند لامتناع
کہا ابو عمرو دانی نے کبہی حکایت کرتا ہے صحابی قول کو موقوفا اپنے نفس پر پس بیان کرتے ہین اہل حدیث اوسکو مسند مین بسبب ممتنع ہونے کے

ان یکون الصحابی قالہ الا بتوقیف کحدیث ابی صالح السمان عن ابی ہریرۃ انہ قال نساء کاسیات عاریات مائلات
محالات سے ہے یہ کہ کہا ہو صحابی نے بغیر خبردار ہونے کے مثل حدیث ابو صالح سمان کے ابوہریرہ سے کہ کہا عورتین کپڑے پہنے ہوے برہنہ خواہش کرنیوالیان غیر کی

ممیلات فمثل ہذا لا یقال من قبل الرای فیکون من جملۃ المسند وقال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی
اور اپنی طرف مائل کرنیوالیان پس مثل اسکے نہین کہی جاتی جانب رائے سے پس ہوویگی منجملہ مسانید کے اور کہا ابن عربی نے قبس مین کہ جب کہے صحابی قول بعید از قیاس

قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلعم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند اور یہ بہی اوس
پس وہ محمول ہوگا قول نبی صلعم پر اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ وہ مثل مسند کے ہے ۱۲

وہو الظاہر من احتجاج الشافعی رحمہ اللہ فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین [illegible]
اور یہی ظاہر ہے احتجاج شافعی رحمہ سے جدید مین ساتہ قول عائشہ کے فرض کی گئی تہی نماز دو دو رکعت انہون نے اوسکو دیا حکم مرفوع کا واسطے اسکے کہ اوسمین گنجائش

حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ والا فقد نص علی ان قول الصحابی لیس بحجۃ اور یہ بہی اوسمین
رائے کو نہین ہے ورنہ تصریح کی ہے امام شافعی نے کہ قول صحابی حجت نہین ہوتا ۱۲

واعلم انه تفتقد الحق ان الرواية بالصحابة و في ذلك ما يحكى عن التابعين ايضا مما لا مجال للاجتهاد فيه فهم على انه كما
في حكم المرفوع وادعى انه مذهب مالك قال ولهذا ادخل عن سعيد بن المسيب صلاة الملائكة خلف المصلي انتهى
تصحیح المسائل کے صفحہ ۲۳۹ مین لکھا ہی نقلا عن الشیخ عبد الحق در رفع گاہے صریح بود چنانکہ گفتہ شد
گاہی در حکم صریح چنانکہ از صحابہ و تابعین کاری و سخنی نقل کنند کہ آنرا با اجتہاد و فکر و عقل نتوان گفت چہ جای
نقل بیان باشد و نبود چنانکہ از احوال آخرت و اخبار ماضیہ و آئندہ خبر دہند لیکن حکم رفع وارد انتہی اور شرح نخبہ ابن حجر
عسقلانی اور تدریب الراوی اور مقدمہ شرح مشکوۃ عربی شیخ عبد الحق مین بھی یہہ امر مفصلا مذکور ہے تیسرا
اعتراض یہہ ہے کہ ابن عباسؓ اکثر اسرائیلیات سے لیا ہی چنانچہ قسطلانی ابن کثیر سے نقل کیا ہی جواب کا
یہہ ہے کہ یہہ بات بالکل غلط ہی بخاری شریف دیکھ لو اوس مین صاف لکھا ہی کہ حضرت ابن عباس مسلمانون کو
اہل کتاب سے لینی کو برا جانتے تھی اور اون سے نقل روایت کو مکروہ و ممنوع سمجھتے تھے اور ابن کثیر کی
جانب اس امر کا منسوب کرنا بھی صحیح نہین معلوم ہوتا ظاہرا قسطلانی کی غفلت پر مبنی ہے باب بیان الاذن
فی الروایۃ والتحدیث عن اخبار بنی اسرائیل کتاب بدایۃ و نہایۃ ابن کثیر مین ہی روی البخاری من حدیث
روایت کی بخاری نے زہری سے
الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس انه قال كيف تسألون اهل الكتاب عن شيء وكتابكم الذي
انہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور اوس نے ابن عباس سے کہا کیون پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کچھ حالانکہ تمہاری کتاب جو رسول خدا پر نازل ہوئی ہے
انزل على رسوله احدث تقرؤونه محضا لم يشب وقد حدثكم الله ان اهل الكتاب بدلوا كتاب الله وغيروه وكتبوا
ہر تم اوسکو پڑھتے ہو خالص ہے بغیر خلط اور تحقیق کہدیا تم سے اللہ نے یہہ کہ اہل کتاب نے کتاب الہی کو تبدیل کر ڈالی اور بدل دیا اوسے اور لکھے انہون نے
بايديهم الكتاب وقالوا هو من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا الا ينهاكم ما جاءكم من العلم عن مسألتهم لا والله
اپنے ہاتھون سے کتاب اور کہا یہہ کتاب اللہ سے ہے تاکہ حاصل کرین کچھ منفعت کیا نہین منع کرتا ہے تمکو سوال سے جو علم کہ تمہارے پاس آیا قسم ہے اللہ کی
ما رأينا منهم رجلا يسألكم عن الذي انزل عليكم وروى ابن جرير عن عبد الله بن مسعود انه قال لا تسألوا
دیکھا ہم نے کسی آدمی کو ان مین سے کہ پوچھتا ہو تم سے اوس چیز کو جو اتاری گئی تمہاری طرف اور روایت کیا ابن جریر نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا نہ سوال کرو تم
اهل الكتاب عن شيء فانهم لن يهدوكم وقد ضلوا اما ان تكذبوا بحق او تصدقوا بباطل انتهى معتمدا
اہل کتاب سے کچھ وہ راہ نہ بتاوینگے تمکو جب کہ وہ خود گمراہ ہوئے مگر یا تکذیب کروگے تم کسی حق کی یا تصدیق امر باطل کی

سخاوی نے یہہ تحقیق کیا ہی کہ صحابی سے جو ایسا امر منقول ہو کہ دخل اجتہاد و فکر اوسمین غیر معقول ہو وہ مرفوع حکمی اور مسند نبوی ہی پر محمول ہوگا اگرچہ وہ صحابی اسرائیلیات سے لیتا ہو اور عراقی و عسقلانی کا اسباب یہہ ہے کہ اونکی نزدیک رفع حکمی میں اوس صحابی کا اسرائیلیات سے ناقل نہ ہونا شرط ہی تعاقب کیا ہی عبارت اوسکی یہہ ہے قلت میں کہتا ہون

وفي ذلك نظر فانه مع ان الصحابي المتصف بالاخذ عن اهل الكتاب يسوغ حكاية نحو ما يتعلق بشئ من الاحكام الشرعية التي
کہ ایسے مرد کے ردانے مین نظر ہے اسواسطے کہ مستبعد ہے یہہ کہ صحابی جو اہل کتاب سے لیتا ہو تجویز کرے حکایت اسیی حکم شرعی کو کہ راے کو گنجایش اوسمین نہو اہل کتاب سے

لا مجال للراي فيها مستندا لذلك من غير عزو مع علمه بما وقع فيه من التبديل والتحريف بحيث سمي ابن عمرو
بلا حوالہ کہ مع حصول علم تبدیل و تحریف کے جو اوسمین واقع ہوئی اسیوجہ سے نام رکھا تھا ابن عمرو بن عاص نے اپنے صحیفہ نبویہ کا الصادقہ واسطے تمیز کے

بن العاص صحيفته النبوية الصادقة احترازا عن الصحيفة اليرموكية وقال كعب الاحبار حين سال ابا مسلم
صحیفہ یرموکیہ سے اور کعب احبار نے جب کہ پوچھا ابو مسلم خولانی سے کیونکر پاتے ہو تم اپنی قوم کو انہوں نے کہا اکرام کرنیوالا انہہ کہا کہ نہیں تصدیق کی میری توریت

الخولاني كيف تجد قومك لك قال مكرمين مطيعين قال ما صدقتني التوراة لان فيها اذا ما كان رجل حكيم في قوم
نے اسواسطے کہ اوسمین تو یہہ لکھا ہی کہ نہیں ہوتا ہے مرد حکیم کسی قوم مین مگر یہہ کہ وہ اوسکے عداوت کرتے ہین اور حسد کرتے ہین اور مع ہونے صحابی کے مقام تلبیس

الا بغوا عليه وحسدوه ولكونه في مقام تلبيس الشريعة المحمدية كما قيل به في امرنا ونفينا وكنا نفعل ونحو ذلك
شریعت محمدیہ مین جیسے کہ کہا گیا ہے امرنا اور نفینا اور کنا نفعل وغیرہا مین پس دوری ہے اونکو اسے خصوصا در حالیکہ منع کیا ہو عمر رض نے

فما شاهم من ذلك خصوصا وقد منع عمر رضي الله عنه كعبا من التحديث بذلك قائلا لتتركنه او لالحقنك بارض
کعب کو روکنا اہل کتاب سے بدین الفاظ لازم ہے کہ چہوڑدے تو اوسکو ورنہ بہیجدونگا مین تجھکو بندرون کی زمین مین اور اس سے

القردة واصرح منه منع ابن عباس له ولو وافق كتابنا وقال انه لا حاجة بنا الى ذلك وكذا نهي عن مثله
زیادہ صریح ہے منع ابن عباس کے واسطے کعب کے اگرچہ موافق ہو وہ روایت ہماری کتاب کی اور کہا کہ نہیں احتیاج ہے ہمکو اوسکی طرف اور اسی

ابن مسعود وغيره من الصحابة بل امتنعت عائشة من قبول هدية رجل معللة المنع بكونه ينعت الكتب
نہی کے مثل اوسکے ابن مسعود وغیرہ نے صحابہ سے بلکہ احتراز کیا عائشہ نے قبول کرنے ہدیہ ایک آدمی سے اس سبب سے کہ وہ کتب متقدمہ کی صفت کرتا

الاول ولا ينافيه حدثوا عن بني اسرائيل فهو خاص لما وقع فيهم من الحوادث والاخبار المحكية عنهم لما في
تہا یہہ حدیث کہ نقل کرو تم بنی اسرائیل سے اسکے مخالف نہین اسواسطے کہ یہہ خاص ہے ان چیزوں کے ساتھ جو بنی اسرائیل مین حوادث واقع ہوئے ہین

ذلك من العبرة والعظمة بدليل قوله تلوه في رواية فانه كانت فيهم الاعاجيب وما احسن قول البعض
باحوالات اونکے جو منقول ہین اسواسطے کہ اوس سے عبرت و عظمت پیدا ہوتی ہے اور دلیل اس تخصیص کی ہے قول آنحضرت صلعم فانه كانت فيهم الاعاجيب

ايضا هذا دال على سماعه للفرجة لا للحجة كما بسطت ذلك كله واضحا في كتابي الاصل الاصيل في الاجماع على
بعد اسکے جو ایک روایت مین آیا ہے اور کیا اچھا کہا بعض نے کہ یہہ دال ہے جواز سماع روایت بنی اسرائیل سے واسطے تفریح کے نہ واسطے حجت کے

تحريم النقل من التوراة والانجيل انتهى اور بعض نسخون مین یہہ لکھا ہے کہ قسطلانی وغیرہ نے اسمین کلام کیا ہے
جیسا کہ سیوطی نے بتیہ اسکے بیان کی ہے اپنی کتاب الاصل الاصیل في الاجماع على تحریم النقل من التوراة والانجيل مین

اور احادیث احاد مثبت عقائد نہین ہوتین جواب اسکا یہہ ہے کہ قسطلانی کو یہان پر غفلت ہوگئی ہے اور

خلاف قواعد اہل حدیث کے اُنھی کلام کیا ہی اور عقائد مین مطلقًا احادیث احاد صحیح کا انکار بھی غلط ہی مثلاً
بہت سے معجزات آنحضرت صلعم کے کہ بطریق احاد ثابت ہین باطل ہوجاوینگے شرح مواہب زرقانی مین ہے

قال القرطبی ولیست المسئلۃ من العملیات فیکتفی فیہا بالادلۃ الظنیۃ وانما ہی من المعتقدات فلا یکتفی فیہا الا بالدلیل
کہا قرطبی نے کہ نہیں ہے مسئلہ عملیات سے کہ کفایت کیجاوے اوسمین دلائل ظنیہ پر بلکہ وہ عقائد سے ہے پس نہیں کافی ہوگی اوسکے واسطے مگر دلیل قطعی اور رد کیا
القطعی ورده السبکی فی السیف المسلول علی من سب الرسول بانہ لیس من شرطہا ان یکون قاطعا متواترا بل
اوسکا سبکی نے سیف المسلول علی من سب الرسول مین اسطرح کہ نہین ہے شرط یہہ کہ ہووے دلیل قطعی متواتر بلکہ جب ثابت ہو حدیث صحیح ہو اگرچہ خبر واحد ہی
متی کان حدیثا صحیحا ولو ظاہرا وہو من روایۃ الاحاد جاز ان یعتمد علیہ فی ذلک اور ایسا ہی شرح مواقف میں ہے
ظاہر ہووے اور حدیث صحیح ہو جائز ہوگا یہہ کہ اعتقاد کر لیا جاوے اوسپر ایسا ہی ہے ۱۲

اور خود قسطلانی نی کہا ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی بات قسطلانی
اور مثل اسکے ثابت نہین ہوتا ساتھ حدیث ضعیف کے ۱۲
کی جو نزدیک حدیث صحیح سی ثابت ہوجاتی ہی افادات صمدیہ وغیرہ مین اس قسم کی اعتراض لکھے تھے سو اونکا
جواب بخوبی معلوم ہوگیا اور یہہ بھی جان لو کہ مردود ہونا دوسری قسم کی شاذ کا بھی مسلم فیہ ہی متفق علیہ نہین
اور حدیث انما الاعمال بالنیات جو بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف کی ابتدا مین موجود ہی بتصریح محدثین شاذ
ہی اور سبکے نزدیک مقبول اگر مطلقًا شذوذ منافی صحت ہوتا تو ہرگز قابل تمسک یہہ حدیث نہوتی بعض صاحب
بمرۃ کے معنی چند مرتبہ سکر بتلاتے ہین حالانکہ صلیت مرۃ اور ضربت مرۃ کی معنی ہرگز کسی پڑھے ہوئے کے نزدیک
یہہ نہین کہ نماز پڑہی مینے بہت بار اور مارا مینی بہت بار اور عجب اس سے استدلال اونکا ہی کہ مرۃ اسم جنس ہی
اسکا اطلاق قلیل وکثیر پر آتا ہی کیونکہ جہل لعدم کا بہی ہی اسم جنس مین ہیچ اسم جنس ہیچ اگرچہ کمان میسر علاوہ بر ین صراح مین موجود ہی
مرۃ یکبار بلکہ صرف میر فصول اکبری مین بہی یہی بات مرقوم ہی لیکن مصنف افادات صمدیہ کو اس قسم کی باتون
کی بہی خبر نہین اور بعض صاحب انہین حضرات مین سے یہہ بہی فرماتی ہین کہ مرۃ کے معنی بہت کے ہین یہہ بہی
غلطی ہے سقدر اونکی خیال شریف مین نہین آیا کہ لا اعلم لابی الضحی علیہ متابعًا کی کیا معنی ہین اصحاب تقریب

بمرہ کی ہی اور یہہ قول استاد صاحب افادت صمدیہ کا ہی انا للہ وانا الیہ راجعون ایکبات قابل لکھنے کی اور بھی ہی اور وہ یہہ کہ شاہ حمزہ صاحب کہ والد ماجد اچھی میان صاحب کے تھے اور صاحب تصحیح المسائل کے پیر کے پیر ہین اپنی مثنوی مین کہ بہت پرانا نسخہ اوسکا ہمارے پاس موجود ہے لکھتے ہین

نظم

در شب معراج دیدہ مصطفی — صد ہزاران اشتران بی انتہا — میروند آنہا قطار اندر قطار

لانہایت روز و شب بی انتظار — ہست دو صندوق بار ہر شتر — یک ازین رو دیگر آن سو سربسر

در ہمہ صندوق یکیک عالمی است — مثل این عالم درانجا کی کمی است — چون محمد دید این صندوقہا

ہم کلیم اللہ و عیسی اندران — کرد از جبرئیل استفسار شاہ — چیست این راز نہان برگو زراہ

جبرئیلا گفت ای شاہ جہان — من ندانم چہ اسرار است آن — آن زمان کہ کرد پیدا حق مرا

ہم چنین می بینم الخیالت روا — روز و شب این اشتران صندوق بار — بی نہایت میروند اندر قطار

نیست ما را از وجودشان خبر — راز حق را کی بدانم زین گذر — دنگ و حیرانم درین درگاہ او

بی بدایت بی نہایت راہ او — پیش خرگاہش ندارد کس گذر — نی پیمبر نی فرشتہ را اثر

انتہی — جو حضرات اس حدیث کی مضمون اور اوسکے نقل کو کفر بتلاتے ہین قطع نظر تکفیر حضرت ابن عباس اور امام المحدثین شعبہ اور عطاء بن السائب و ابو الضحی اور امام ابو عبد اللہ حاکم اور امام ابو الحسین بیہقی کی اونکی اعیان مستندین مثل ابن جریر صاحب تفسیر اور ابن حجر عسقلانی اور جلال الدین سیوطی اور بدر الدین عینی وغیرہم کی بہی تکفیر بلکہ اونکی پیرونکی بہی تکفیر لازم آتی ہی جنکو معبودیت کی لوازم ثابت کرتی ہین ہمارے مخالفین کا عجیب حال ہی کہ جب پروردگار جل جلالہ سی کرتا اب اور خالق ساری جہان کا ہی کسی

مخلوقات مین سے مقابلہ ہوتا ہے تو یہ لوگ اوس مخلوق کو ترجیح دیتے ہین مثلاً مثل آنحضرت صلعم ہونا
رعایت جانب آنحضرت علیہ السلام کے کرتے ہین اور پروردگار کی تنقیص اور انکار قدرت سے خوف نہین
کرتے اور جب مقابلہ حدیث شریف اور اماموں کے قول سے ہوتا ہے تو ویان پیغمبر خدا صلعم کی رعایت
نہین کرتے اوس حدیث کو رد کر دیتے ہین اور علما کے قول کو واجب العمل سمجھتے ہین اور اقوال علما الغرض بنابرین
مین اگر مخالف ہوتا ہی تو پیر ونکی باتون پر چلتے ہین اور جب پیر ونکا قول بہی ہوا ہے نفس کے موافق نہین ہوتا
تو پیر ونکے قول کو بہی چھوڑتے ہین اور خواہش نفسانی کے تابع ہو رہے ہین بنابر ایک فتوی جو ان سے گزشتہ
مین چہپا ہی اور اوسپر مہر بہی مولوی کریم اللہ صاحب مرحوم کی نقل کیا جاتا ہے تاکہ لوگون کو عبرت ہو
اور اس عقیدہ باطلہ سے باز آوین **نقل فتوی** کیا فرماتے ہین علمای دین اور مفتیان شرع متین اس باب
مین کہ زید کہتا ہی کہ اللہ تعالی کو قدرت نہین کہ مثل آنحضرت صلعم کی پیدا کر سکی اور عمرو کہتا ہی کہ اللہ تعالی
کو قدرت تو ہی مگر موافق اپنے وعدہ کے پیدا نکریگا ان دونون مین کون سچا ہی اور یہ اعتقاد جو زید کا ہ
کیسا ہی اور زید کو کیا سمجھنا چاہیے **الجواب** زید جھوٹا ہی اور دعوی اوسکا خلاف عقائد مسلمین ہے اور عمرو سچا ہ
اور اعتقاد زید کا گمراہی اور ضلالت ہے اور ایسے شخص کو گمراہ اور اہل بدعت سے سمجھنا چاہیے اور اوسکی صحبت سے
اجتناب واجب ہے اور جو ایسے شخص کے کہنے کو قبول کرے اوسکو بہت تنبیہ کرنی چاہیے اور نماز بہی ایسے شخص کے
پیچہے نہ چاہیے اسواسطے کہ ایسی شخص کے کفر اور عدم کفر مین علما مختلف ہو رہے ہین اور قریب کفر ہونے مین کچھ
شبہ نہین ❊ اور اس فتوی کا یہ مہر مولوی کریم اللہ صاحب اور مہر مولوی نذیر حسین صاحب اور مہر مولانا
قطب الدین صاحب اور مہر مولوی ضیاء الدین صاحب کی ثبت ہی اور لوگون مین یہ بہی سنا گیا کہ بعضے

صاحب اس سی ترقی کر کی شیطان اور یزید کی مثل کو بھی اللہ تعالی کی قدرت سے خارج جانتے ہین اور اوسکا
اقرار کرتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون یہہ مرتبہ غلو ان لوگون کا پہنچا ہے مومن کو چاہیے کہ اللہ جل
جلالہ کی عظمت اور محبت ہمیشہ دل مین رکھے اور راہ حق کو اختیار کرے اور سچ یہہ ہے کہ جو کوئی منکر قدرت حق تعالی کا مثل
آنحضرت صلعم پر ہو یا آنجناب کو خاتم النبیین نہ جانے اور وقوع مثل کا اب بعد آنحضرت صلعم کے قائل ہو تو دونون
کافر ہین + **سوال ۴** ا شیخ سدو کا بکرا احمد کبیر کی گای اور مدار کا مرغا عبد الحق کا توشہ درست ہے یا نہین ؟
الجواب شیخ سدو کا بکرا اور احمد کبیر کی گاے اور مدار کا مرغا اور شاہ عبد الحق کا توشہ درست نہین اور
یہہ افعال مشرکین سی ہی اور مشرک لوگ اپنی اپنی مزعوم چیزون کو نافع اور ضار سمجھکر اس قسم کی افعال
بجالاتے ہین اور کسی مسلمان کا اسمین اختلاف نہین یہہ سب چیزین ممنوع ہین اور کرنیوالا اسکا مشرک اگر
کوئی شخص توشہ وغیرہ مین کچھہ تاویل کرلی تو یہہ بات اہل دین کی نزدیک غیر مقبول ہی البتہ بکرا شیخ
سدو اور احمد کبیر کی گای مین بعض مخالفین کلام کرتی ہین کہ آیا گوشت ایسی جانور کا جو بسم اللہ اللہ اکبر سی
ذبح ہو حلال ہی یا نہین اور فاعل اسکا جمہور علما کی نزدیک کافر ہے اور بعض نے حسن ظن کی سبب سے تکفیر
مین توقف کیا ہی درمختار مین ہی ؎ وفاعلہ جمہورہم قال کافر ÷ وفضلی واسماعیل لیس بکفر + اور
(اور اسکے فاعل کو جمہور فقہا نے کہا کہ کافر ہے اور فضلی اور اسمعیل اسکی تکفیر نہین کرتے)
فصول عمادی مین ہی جو کوئی گاے یا اونٹ کسی حاجی یا غازی کی تعظیم کے لئے ذبح کرے تو اسماعیل زاہد
نے یہہ بات کہی ہی کہ شیخ امام عبد اللہ اور شیخ امام ابو حفص اور قاضی امام ابو علی نسفی اور حاکم امام ابو عبد الرحمن
کاتب اور شیخ امام عبد الواحد اور شیخ امام ابو اسحق اور حاکم امام ابو محمد ایسی شخص کی تکفیر کرتی ہین انتہی
اور مکاتیب حضرت مجدد و صاحب مین ہے وحیوانات را کہ نذر مشایخ کنند و بر سر قبرہای ایشان رفتہ آن حیوانات را

ذبح می نمایند و در روایات فقهیہ این عمل را داخل شرک ساختہ اند و درین باب مبالغہ نمودہ و این ذبیح را از جنس
ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعیست و داخل شرک از ین عمل نیز اجتناب باید نمود کہ شائبہ شرک دارد و چند کار
است کہ مدد ذبیح حیوانی کنند و ارتکاب ذبح آن نمایند بعد یا جن طمع سازند و تشبہ بعبدۂ جن پیدا کنند
اب کلام ایسی جانور کی گوشت مین رہا تو تمام کتب فقہ مین ایسی جانور کو جو غیر اللہ کی واسطے ذبح ہو حرام لکھا
درمختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالی
جو جانور کہ ذبح کیا گیا ہو واسطے تعظیم حاکم یا کسی سردار کے حرام ہے کیونکہ اسواسطے کہ ... غیر اللہ کی ... اگرچہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے
علیہ ولو ذبح للضیف لا یحرم انتہی فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی و رجل ذبح لوجہ الانسان فی وقت الخلعۃ
والتہانی فی الخوازلت وما اشبہ ذلک قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن فضل ہذا اکفر والمذبوح میتۃ لا تو کل قال
الشیخ الامام اسمعیل الزاہد اذا ذبح الابل والبقر فی المخوازات لقدوم الحاج او الغزاۃ قال جماعۃ من العلماء
یکون کفرا الخ اور فتاوی عالمگیریہ اور فتاوی ابراہیم شاہی اور اشباہ والنظائر وغیرہ مین بھی ایسے جانور کو
حرام لکھا ہی بلکہ اشباہ والنظائر مین کئی جگہ ایسی ذبیحہ کو حرام کہا ہی اور تفسیر کبیر اور نیشاپوری مین کہ
بہت معتبر تفسیرین ہین لکھا قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ فقصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا
وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جو مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور اوس ذبح سی تقرب الی غیر اللہ
مقصود رکھی تو وہ مسلمان مرتد ہی اور ذبیحہ اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہی یعنی جیسی ذبیحہ مرتد کا حرام ہی ویسے
ہی اوسکا ذبیحہ بھی حرام ہی اور تفسیر جدادی اور تفسیر عبد الصمد مین بھی ایسی ذبیحہ کو حرام لکھا ہی پس ایسی کے
کہانی سی اجتناب و احتراز لازم ہی جو اشخاص کہ اوسکی حلت پر مصر ہین اونکی نزدیک بھی ایسی گوشت کے
کہانیمین نسبت اوس گوشت کی کہ قصاب سی آٹھ دو آنہ سیر خریدا جاوی کچہ فضیلت و ترجیح نہین ہے اور

اگر اوسکی حرمت صحیح ٹھہری جیسی کہ عبارت جمہور فقہاسی مستفاد ہی تو فرمائیے کہ اس گوشت مین اور سگ
و خوک کی گوشت مین کیا تفاوت ہوا مفت مین حرام خور ٹھہرے اور گھر اپنا جہنم مین بنایا معاذ اللہ
عن ذلک مخالفین یہان پر ایک شبہ بیان کرتی ہین اور وہ یہہ ہی کہ تفسیر بیضاوی مین سورہ بقر کی تفسیر
مین لکہا ہے وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم والاہلال اصلہ رویۃ الہلال یقال اہل الہلال
واہللتہ لکن لما جرت العادۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر اذا رای سمی ذلک اہلالا ثم قیل لرفع الصوت
وان کان لغیرہ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اہلال کے معنی بلند کرنے آواز کے وقت ذبح کے ہین اور یہہ شیخ سدو
کے بکرے مین موجود نہین کیونکہ وہ خدا تعالی کے نام پر ذبح ہوتا ہے. جواب اسکا یہہ ہے کہ اصل معنی اہلال
کے مطلق رفع صوت کے ہین چنانچہ صراح مین ہی واہلال رفع الصوت تفسیر مدارک مین ہے واصل الاہلال رفع
الصوت ایسی ہی تفسیر جلالین مین ہے اور کتب لغت سے بہی مثل قاموس وغیرہ کے یہی بات ثابت ہوتی ہے جو
شخص یہہ کہے کہ اہلال کے معنی رفع صوت عند الذبح کے ہین وہ غلط کہتا ہے رہی یہہ بات کہ بیضاوی نے
یہہ قید کیون لگائی جواب اسکا یہہ ہے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے لکہا کہ یہہ قید موافق عادت
مشرکین اوس زمانہ کے ہی اور وہ اسطرح پر اہلال کیا کرتے تہی حیث قال وما وقع فی البیضاوی وغیرہ
من التفاسیر آنہ انہم قالوا وما اہل بہ لغیر اللہ ای ما رفع الصوت بہ عند ذبحہ للصنم فمبنی علی جری عادۃ
المشرکین فی ذلک الزمان الخ خلاصہ یہہ ہی کہ حضرت کے وقت مین مشرکین جب غیر اللہ کیواسطی ذبح کرتی
تہی تو غیر اللہ کا نام ہی اوسپر پکارتی تہی بخلاف ہماری زمانہ کی مشرکین کے کہ وہ وقت ذبح کی نام خدا کا
بنا بر عادت لیتی ہین اور باطن مین ذبح تقرب بغیر خدا کی نیت کرتی ہین اسواسطی بیضاوی نی یہہ قید لگائی

اور غور کرنیکا مقام ہے کہ اگر قید عند الذبح کی مفہوم اہلال میں داخل ہوتی تو قید تعظیم کی بھی مفہوم اہلال
میں داخل ہوتی کیونکہ بیضاوی نی کہا ہی رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم لیس جانئے کہ سوای بت کے اگر او
یعنی بلند کیا گیا آواز کو سبب اسکے واسطے بت کے ذبح کرنیکے وقت
کسیکا نام کا جاوے اور ذبح کیا جاوے تو وہی حرام ہو وہذا باطل بالاجماع اور خود قاضی بیضاوی نی اس آیت
کی تفسیر میں دوسری جگہ کہا وما اہل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت لغیر اللہ کقولہم باسم اللات والعزی
اور جس چیز کو مشہور کیا جاوے واسطے غیر خدا کے لیے شہرت دی گئی ہو اسکے کرنے کو واسطے غیر خدا کے مثل
عند ذبحہ انتہی اس عبارت سے مثل سفید و صبح روشن ہوگیا کہ قید عند الذبح ہرگز مفہوم اہلال میں داخل
قول مشرکین کو نام لات عزی کے وقت ذبح دیکھیے ۱۲
نہیں اور واسطے طریق تمثیل کی کہا کقولہم باسم اللات والعزی جیسا کہ کہا جاتا ہی الفاعل مرفوع کمانی
ضرب زید علاوہ بریں در مختار سے ہمنی نقل کیا کہ جو چیز واسطے تقرب غیر اللہ کے ذبح کیجاوے وہ بھی ما اہل
بہ لغیر اللہ میں داخل ہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہتا ہی کہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے معنی ۱۲
آیت کے خلاف تفاسیر قدیمہ کی کہی ہیں وہ خاطی ہی +

سوال ۱۴۳ . الہی بخش سالار بخش نبی بخش بندہ حسن عبد النبی علی ہذا القیاس اور اس قسم کے نام رکھنا کہ
جنمیں نسبت انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طرف ہوتی ہی کیسا ہی + **الجواب** اس قسم کی نام رکھنا شرک
نہیں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں تحت آیہ کریمہ ولا تجعلوا للہ اندادا کی اقسام
مشرکین تین لکھتے ہیں از انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلان و عبد فلان می گویند
واین شرک در تسمیہ است شاہ ولی اللہ صاحب فتح الرحمن میں تحت آیہ کریمہ فلما آتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء
لکھتے ہیں مترجم گوید این تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کنند چون
فرزند بوجود آید آنرا فراموش ساز دو در تسمیہ شرک بکند و انتخاب نسبت کہ شرک در تسمیہ نوعی از شرک

است چنانچہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام نہند واللہ اعلم انتہی اور حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے

ہیں ومنہم من اعتقد ان اللہ ہو السید وہو المدبر لکنہ قد یخلع علی بعض عبیدہ لباس الشرف والتالہ

اور بعض مشرکین کا یہ اعتقاد ہے کہ سردار اور مدبر تو خدا ہی ہے لیکن وہ اپنے بعضے بندوں کو کبھی خلعت شرف عنایت کر دیتا ہے اور اونکو

ویجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ ویقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک یبعث علی کل قطر ملکا و

بعض امور خاصہ میں اختیار دیدیتا ہے اور اونکی شفاعت کو بندوں کی نسبت قبول کر لیتا ہے جسطرح کہ شاہنشاہ ہر جانب میں ایک صوبہ بھیجتا ہے اور تدبیر

یقلدہ تدبیر تلک المملکۃ فی ما عدا الامور العظام فیتلجلج لسانہ ان یسمیہم عبادا للہ فسوہم وغیرہم فعدل

اوس ملک کی بادشاہ نے امور عظام اوسکے خیمہ کر دیتا ہے بس لڑکھڑاتی ہے زبان مشرکین کی اون کو بندگان خدا کہنے سے کہ الیے ہم دوسروں کے مثل ہیں

عن ذلک الی التسمیۃ ابناء اللہ ومحبوبی اللہ وسمی نفسہ عبد اولئک کعبد المسیح وعبد العزی وہذا

بدلا ہے عدول کیا اور کہتے ہیں اونکو خدا کا بیٹا اور محبوب الٰہی اور اپنا نام رکھتے ہیں اونکا عبد کر کے مثل عبد المسیح اور عبد العزی کے اور یہ مرض

مرض جمہور الیہود والنصاری والمشرکین وبعض الغلاۃ من منافقی دین محمد صلعم فی یومنا ہذا انتہی اور مثل

جمہور یہود و نصاری و مشرکین کو ہے اور بعض غالی منافقین کو دین محمد صلعم سے ہمارے زمانہ میں ۱۲

اسیکے بدور بازغہ میں لکھکر فرماتے ہیں فسمو انفسہم عبد المسیح وغلام فلان الخ ابن حجر مکی شرح منہاج

پس نام رکھتے ہیں اپنا عبد المسیح اور غلام فلانے کا ۱۲

میں لکھتے ہیں ویحرم ملک الملوک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ او الدار او علی

حرام ہے کہنا شہنشاہ کا اسواسطے کہ یہہ صفت غیر خدا میں نہیں ہے اور ایسا ہی حرام ہے عبد النبی اور عبد الکعبۃ اور عبد الدار اور

والحسن لایہام الشرک انتہی ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکہا واما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد

عبد علی اور عبد الحسن بسبب ایہام شرک کے ۱۲ اور جو کہ مشہور ہے نام رکھنا ساتھ عبد النبی کے

النبی فظاہرہ کفر الا ان یراد بالعبد المملوک انتہی اور قصہ حضرت آدم کا بھی جسمیں حضرت حوا نے

پس ظاہر اوسکا کفر ہے مگر یہہ کہ عبد سے مملوک مراد ہو ۱۲

عبد الحارث نام رکہا تہا ممانعت کا موید ہے اور یہہ جو مخالفین بعض اشخاص کے نام بتلاتے ہیں کہ فلانے

کا نام عبد النبی تہا اور فلانیکا فلانا مفید جواز نہیں اگر کوئی عالم خلاف شریعت بات کرے تو اوسکے

کرنے سے حکم شرعی بدل نہیں جاتا مدار بخش سالار بخش کو اسی پر قیاس کر لو اکثر یہہ نام جہال بامید

نفع اور ضر کے بزرگوں کے کمال اعتقاد سے رکھتے ہیں ۱۲ اور فصول علامی میں ہے ولا یسمیہ حکما ولا ابا الحکم ولا ابا عیسی

اور نہ نام رکھے لڑکے کا حکم اور نہ ابو الحکم اور نہ ابو عیسی اور نہ عبد فلان

سوال ۱۴۲ - نماز معکوس کا پڑہنا کیسا ہے ❊

الجواب نماز معکوسہ کا پڑہنا شریعت میں بے اصل ہے اور علما نے اسکو منع لکھا ہے بسبب کے

فتوی مین اسکو ممنوع لکھا ہے اور واقع المبطلین مین جو کہ تصنیف ہی فاضل کامل بڑی عالم خلقت کی اور
بڑے فاضل متاخرین کے ابراہیم بن محمود بلخی حنفی مذہب والے اللہ تعالی اوسپر رحم کری لکھا ہی کہ کیا کہتے ہین
دین کے امام کہ اللہ تعالی اونسی راضی ہو اوس جماعت کے حق مین کہ انہون نے اپنی عادت کی ہی اور اوسپر مصر ہین
اور اوس سے باز نہین رہتے اور دلیل پکڑتے ہین کہ بڑی بڑی شہرون مین اسیطرح کرتی ہین ہم بہی یہی
کرینگے جیسا پکارنا فلانی فلانی شخص کو اور چلنا عراق کی طرف بعد نماز کے آیا یہی قول فقط صحیح ہوتا
یا نہین اور یہہ فعل حرمت سے خالی ہوتا ہی یا نہین اور یہہ جماعت معذور ہوتی ہی یا نہین بیان کرو
خدا کے یہان سے اجر پاؤگی جواب نہ کتبہ محمد بن محمود الکشانی رحمہ اللہ نہ کتبہ مظفر ابن محمود البلخی رحمہ اللہ
نہ کتبہ محمد بن طاہر بخاری نہ کتبہ یوسف بن محمود السمرقندی نہ کتبہ مظفر ابن المنصور الجانی نہ کتبہ محمد
بن مظفر بن منصور الملجانی نہ کتبہ محمد بن فخر الدین الحوارزی نہ کتبہ ابراہیم بن اسمعیل النیشاپوری نہ کتبہ
محمد بن ابی بکر الهندی نہ کتبہ علی بن محمد بن قاضی حمید الدین ناگوری تہا اور الیسا ہی محک الطالبین مین
اور مدارک السالکین مین ہی اور جسنی جو کچہہ بہتان باندہا ہی بڑے مشائخون پر مانند اٹھانے قدمون کا
کے بعد نماز کے عراق کیطرف وہ شخص کافر ہی یہہ وہ لوگ ہین کہ جو اونکے دلمین ہے خدا خوب واقف ہے
اور ہٹ تو انکی پاس سے اور نصیحت کر انکو اور کہو تو انکے حق مین مبالغہ درجہ کا کہنا ہلاکت ہو جیو اونکی واسطے
کیا دور رہے ہین حقیقت ایمان سے اور اللہ خوب جانتا ہی فقط یہہ سب عبارتین مفتی صدر الدین خانصاحب
دہلوی کی فتوی سے نقل کی گئین اور وجہ کفر ممنوع ہونا اس فعل کا اور کتابون مین بہی مسطور ہے عقیدہ اسلامیہ
مصنفہ ملک العلما قاضی شہاب الدین مین ہے بیان الفاظ الکفر و الافعال التی تحبط بها الطاعات لکھا
بیان ہے الفاظ کفر اور ان فعل کا جسکے سبب سے عبادات تمام حبط ہوجاتی ہین

من الخواص و العوام سواء کانت بالقصد او بالسہو منہا استباحۃ استماع اصوات الملاہی و خلوۃ الاجنبیات

و النظر الی الامارد و صبیح الوجہ و ضرب الاقدام لجہۃ الصلوۃ الی العراق افتراء علی المشائخ الذین یتبعون

النبی علیہ السلام فی الحرکات و السکنات و الاقوال و الاحوال و استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ و استخفافہا

و استہزاء الشریعۃ و اہانتہا و طلب الحوائج من الاموات و الاستعانۃ بہم و تکذیب الرسل او واحد منہم فیما

اخبر و امن ضروریات الدین و تحقیرہم او واحد منہم و ترک التعظیم للملائکۃ علیہم السلام و التصدیق

الکاہن فیما اخبرہ من الغیب انتہی +

سوال ۱۵ - شفاعت بالاذن جو تقویت الایمان مین مذکور ہے وہ غلط ہی یا صحیح اور

ایسی ہی جو اسمین لکھا ہی کہ اللہ تعالی کی شان کے سامنے بڑی مخلوق ہی چمار سی ذلیل زیادہ کفر ہی یا نہین

اور رو سمین لے اولی آنحضرت صلعم کی ہیبا یا نہین آر بعض لوگ کہتے ہین کہ اسمین حضرت کو بڑا بھائی لکھا ہی اسکا

کیا حال ہی اور یہہ کلمہ کیسا ہی +

الجواب شفاعت کے مقدمہ مین جو تقویت الایمان مین لکھا ہی وہ صحیح ہے اہل سنت کے نزدیک شفاعت باذن

اللہ ہوگی صحیح مسلم مین حضرت انس سے روایت ہی قال قال رسول اللہ صلعم فیاتونی فاستاذن علی ربی

فیؤذن لی فاذا انا رایتہ وقعت ساجدا فیدعنی ماشاء اللہ فیقال یا محمد ارفع راسک قل تسمع سل تعط

اشفع تشفع فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنیہ ربی عز و جل ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجہم من النار

و ادخلہم الجنۃ امام نووی کی شرح مین فاستاذن علی ربی کی لکھا قال القاضی عیاض معناہ واللہ اعلم

فیؤذن لی فی الشفاعۃ الموعود بہا المقام المحمود الذی ادخرہ اللہ تعالی و اعلمہ انہ یبعثہ فیہ انتہی تفسیر الہی

* وچون شفاعت موقوف بر حکم الہی شد جای اعتماد نماند چہ توسل بآن شفیع در حصول آن کفایت نخواہد
کرد بلکہ حکم الہی ہم در کار است و این در خطر است شود یا نشود شما بہ محض توسل بکلی نازش نکنید
کہ این توسل مستقل نیست انتہی الغرض شفاعت بالاذن واسطے رفع درجات و حط سیئات کے تمام اہل سنت
کا مذہب ہے اور یہ بات کہ وہان کچھ اذن کی حاجت نہین محض غلط ہے صارم منکی مین ہے فمن انکر شفاعۃ
نبینا صلعم فی اہل الکبائر فہو مبتدع ضال کما انکرہا الخوارج والمعتزلۃ ومن قال ان مخلوقا یشفع عند اللہ بغیر
اذنہ فقد خالف اجماع المسلمین ونصوص القرآن قال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ وقال
تعالی ولا یشفعون الا لمن ارتضی وقال تعالی وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان
یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی وقال تعالی وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا ہمسا یومئذ لا تنفع
الشفاعۃ الا لمن اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا وقال تعالی ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع و
مثل ہذا فی القرآن کثیر انتہی اور یہ بھی وسیمین ہے ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ وقد فسروہا
بانہ یوذن للشافع والمشفوع لہ جمیعا فان سید الشفعاء یوم القیمۃ محمد صلعم اذا اراد الشفاعۃ
قال فاذا رایت ربی خررت لہ ساجدا فاحمدہ بمحامد یفتحہا علی لا احسنہا الآن فیقال لی ارفع راسک
وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع قال فیحد لی حدا فادخلہم الجنۃ وکذالک ذکرہ فی المرۃ الثانیۃ
الثالثۃ ولہذا قال ولا یملک الذین من دونہ الشفاعۃ فاخبر انہ لا یملک احد دون اللہ وقولہ الا من
شہد بالحق وہم یعلمون استثناء منقطع ای من شہد بالحق وہم یعلمون ہم اصحاب الشفاعۃ منہم الشافع
ومنہم المشفوع لہ اس سے پہلے ایک فتوی علمای دہلی اور لکھنو سے طلب کیا گیا تھا سیدہ علمانے

شفاعت بالاذن کو بالاتفاق مذہب اہل سنت قرار دیا اور صاحب تقویت الایمان کی تقریب کی
اور مخالف کے عقیدہ کو غلط بتلایا اور دوسری بات جو تقویت الایمان سے نقل کی اسکا حال یہہ ہے کہ
اس کلمہ سے بے ادبی آنحضرت صلعم کی اور کفر ہرگز لازم نہین آتا ہی البتہ اولی یہہ ہی کہ ایسا
کلمہ کہ جس سے عوام گمراہی مین پڑین زبان پر نہ لاوے فواد الفواد حضرت نظام الدین اولیا مین لکھا ہی
سخنی سخن در توکل افتاد فرمود کہ اعتماد بر حق باید کرد نظر بر ہیچکس نباید داشت بعد از ان بر لفظ
مبارک راند کہ ایمان کسی تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنان نماید کہ اشتک شتر اور ترجمہ عوارف
المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی کی باب سوم فصل سوم در معرفت بعضی از صفات نفس مین
مرقوم ہی واین صفت از نفس برنخیزد الا بمعرفہ حقارت مقدار خلق چنانکہ رسول اللہ صلعم از ان خبر داد
لایکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عندہ کالاباعر انتہی آور اباعر جمع بعرة کی ہی اور بعرہ
کی معنی اشتک شتر کے ہین جسکو ہندی مین مینگنی شتر کہتے ہین شیخ سعدی بوستان مین لکھتے ہین

دل اندر صمد باید ای دوست بست		کہ عاجز تر است از صنم ہر کہ ہست

پس معلوم ہوا کہ قدرت پروردگار تعالی شانہ کی بیان مین اگلی علمانی اس سے زیادہ کلمات کا
بہی استعمال کیا ہی تنقیص شان کسی بڑی کی اس سے ثابت نہین ہوتی جیسا کہ زعم مخالفین کا ہی لیکن
اگر اور عبارت سے ادا کرین تو بہت عمدہ ہی اور لفظ بڑی بہائی کا حال یہہ ہے کہ وہان صاحب تقویت الایمان
نی ترجمہ حدیث کا کیا ہی اور لفظ حدیث کے یہہ ہین اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنی عبادت کرو تم رب اپنے کی
اور تعظیم کرو ... تقویت الایمان نے لفظ بڑی بہائی کا ادب ... واسطے لکہا تہا اگر مخالفین کو یہہ بات نا ... ب

ہو تو اس لفظ کو کتاب میں سے کاٹ دین فقط لفظ بہائی کا یا کوئی اور لفظ بہائی کے ساتھ لگا دین جس
عالم سے پوچھا جاویگا وہ اس سے بڑھ کر اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل بیان نکریگا اور اخوت سے
مراد یہان اخوت بنی آدم ہونیمین ہی اور یہہ بات شرعًا اور عقلًا کسیطرح ممنوع نہین مشکوۃ شریف مین
موجود ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی امت کی لوگون کو جو آپکی وقت مین موجود نہ تھے اپنا بہائی فرمایا ہی
وہان اخوت سے مراد اخوت ایمانی اور اسلامی ہی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم اتی المقبرۃ فقال
السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون وددت ان قد راینا اخواننا قالوا اولسنا
اخوانک یارسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الذین لم یاتوا بعد الخ اور قرآن مجید مین ہے والی عاد اخاہم
ہودا حضرت ہود کو عاد کا بہائی اللہ تعالی نے فرمایا باوجودیکہ قوم عاد کفار تھے۔ الغرض اخوت باعتبار
نسب اور باعتبار دین کے حضرات انبیاء اللہ کے ساتھہ بھی ہوتی ہی حضرت پیران پیر نے درود بھیجنے مین
اسطرح کہا ہی کہ ہمارے بہائیون نبیون پر بہی ای اللہ تعالی تو درود اور رحمت بھیج چنانچہ کبریت احمر مین
موجود ہی اور بعض اشخاص مثل صاحب نصیحنامہ کے عبارت فوائد الفواد اور تقویت الایمان مین فرق بتلاتی
ہین سو وہ فرق محض غلط ہی لفظ ہمہ اور سر کا فرق بتلانا ایسی مقام پر ہرگز کسی فارسی دان کے نزدیک قابل قبول
نہین دونون کے ایک ہی معنی ہین ؀

سوال ۱۶ ۔ تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑہنا اور اوسپر نذر کی کونڈی چڑہانا اور عرضی لکھکر آویزان کرنا اور تعزیہ دارون کو شربت پلانا اور مہدی سنت کی چڑہانا اور عشرہ محرم مین غم کرنا درست ہے یا نہین

الجواب یہہ سب باتین بدعت اور شرک کی ہین انسے بچنا واجب ہی فرمایا مولانا شاہ [illegible] صاحب نے

تفسیر فتح العزیز میں ہے بعضی از ایشان ارواح مدبرہ و ملائکہ موکلہ را از مخلوقات با ارواح انبیاء
و اولیاء و عباد و رہبان و احبار و علماء ایشان ملاحظہ علاقہ بندگی خدا و محبوبیت او با استقلال محبت برابر
خدا می سازند و نذر و تقرب بنام آنہا می دہند و احکام ایشان را بی تامل در ماخذ بہا برابر وحی
الہی می شمارند و بعضی از ایشان با صور و ہیاکل و قبور و معابد و مساکن و مجالس آنہا انچہ در مسجد
و کعبہ برای خدا باید کرد بعمل می آرند مانند سر بر زمین نہادن و گرد اگرد گشتن و دست بستہ بصورت استقبال
قبلہ در نماز ایستادن الخ اور تحفہ اثنا عشریہ میں فرمایا نوع ششم در ہم صورت چیزی را حکم آن چیز دانستن
و این وہم اکثر راہ بت پرستان زدہ و ایشان را در ضلالت افگندہ و اطفال خورد سال نیز درین وہم
بسیار گرفتار می باشند اسبان و سلاح و دیگر چیز ہا را از چوب و گل ساختہ خرسند می شوند و حقیقت
اسب و سلاح می انگارند و دختران خورد سال پسران و دختران از جامہای سبز و منقش و ملون ساختہ
باہم نکاح آنہا می کنند و شادی می نمایند و در شیعہ این وہم خیلی غلبہ کردہ و قبہ حضرت امامین و امیر المؤمنین
و حضرت زہرا تصویر کنند و گمان آنکہ این صورت حقیقتاً قبور مطہر آن بزرگواران است تعظیم وافر نمایند بلکہ سجدات
بیا آرند و فاتحہ خوانند و سلام و درود رسانند و کاسہای نہای منقش و مزین گرفتہ گرد اگرد ایستادہ
شوند در رنگ مجاوران و داد شرک میدہند و نزد عقل در حرکات طفلان و حرکات این پیران
نا بالغ ہیچ تفاوت نیست انتہی اور اپنے فتوی مین لکھا ہے پس بنانا تعزیہ وغیرہ کا بدعت سیئہ ہے اور ایسی بدعت
کا اختراع کرنیوالا لعین ہے [illegible] اور فرائض اور نوافل اسکے درگاہ الہی مین مقبول نہین چنانچہ
[illegible] من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین

لایقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا یعنی جو کوئی نئی بات نکالتا ہی یعنی بدعت سیئہ یا جگہہ دیتا ہی بدعتی کو اوسپر لعنت ہی اللہ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی اور نہین قبول کرتا اللہ تعالی اوسکی فرض اور نفل اور روایت مین آیا ہی من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنی جو کوئی نکالی اس امر مین یعنی ہمارے دین مین ایسی چیز کہ وہ اس سے نہو پس وہ مردود ہی اور اس مجلس مین بہ نیت زیارت اور گریہ وزاری کی بہی حاضر ہونا جائز نہین اسلیے کہ وہان زیارت نہین ہے کہ اوسکے لئے حاضر ہو بلکہ وہ پہنچی قابل ازالہ کے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان یعنی جو کوئی دیکھے تم مین کوئی چیز خلاف شرع پس چاہیے کہ بگاڑ ڈالی اسکو اپنی ہاتھہ سے اور اگر ہاتھہ سے نہ بگاڑ سکی تو زبان سے منع کری اور اگر زبان سے منع نکر سکے تو اپنے دل سے برا جانی اور یہہ ضعیف درجہ ایمان کا ہی اور مجلس تعزیہ داری مین جاکر کتاب اور مرثیہ سننے بہی جائز نہین اسلیے کہ مرثیہ اور کتاب مین احوال واقعی نہین ہوتا بلکہ جہوٹ اور افترا اور حقارت بزرگون کی بہی لیس سننا اسکا بلکہ جانا بہی ایسی مجلس مین روا نہین چنانچہ حدیث شریف مین نہی واقع ہوئی ہی سننی اور پڑہنی مرثیون کیسے عن ابی اوفی نہی رسول اللہ صلعم عن المراثی یعنی ابوداؤد روایت کرتی ہین کہ منع فرمایا آنحضرت صلعم نی مرثیون سے اور اگر مرثیون اور کتاب مین احوال واقعی ہو تو سننا اسطرح کی مرثیون اور کتاب کا مضایقہ نہین البتہ ہیئت اجتماعیہ جیسے کہ مبتدع بناتے ہین بنانی سے بچنا ہے کہ مشابہت قوم مبتدعین کی ہوتی ہے اور اونکی مشابہت سے احتراز اور اجتناب ضرور ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جو کوئی مشابہت کسی قوم کی کرے لیس وہ بہی اونہی

دیگر

دراصول دین حق فاخر حسین — کرد تصنیف این کتابی لاجواب
از پی تاریخ این نقش بدیع — زد رقم دلکش کتاب مستطاب
۱۲۸۹

دیگر

شد مرا فخر چو فرمود مصنف از من — بهر این نسخه بکن ثابت و مثبت تاریخ
گفت فی الفور دم فکر من هاتف غیب — هان بگو آئینهٔ مذهب و ملت تاریخ
۱۲۸۹

تاریخ چکیدهٔ قلم اعجاز رقم حقیقت پناه معرفت آگاه مقبول بارگاه سبحانی حکیم سید نذیر احمد شاه صاحب سہسوانی

چون مصنف این رساله را نوشت — راستی و رزید بر یک گهباد
خواستم تاریخ گویم ای نذیر — سند بشارت داد و بسیار خوب داد
۱۲۸۹

تاریخ ریختهٔ خامهٔ معنی طراز اعجاز پرداز مخترع بدل و کرم مبدع فیض رسانی میر بنیاد علی صاحب سہسوانی

چونکه فهم تمود فاخر این کتاب — مرحبا فرمود هر اهل کلام
میر بنیاد علی تاریخ سال — زد و گفته چشمهٔ فیض دوام
۱۲۸۹

تاریخ نتیجهٔ فکر سخنور خوش بیان میر مظهر علی متخلص بحاکم رئیس سہسوان

چه الهم سخن من در دو کتاب — گلی است حاکم زباغ بهشت
اگر فکر تاریخ داری بدل — بگو واہی قولی فصیل نوشت
۱۲۸۹

تاریخ تصنیف مولوی سید محمود حسن صاحب محمود متخلص سہسوانی

نغمه خیز است چو قانون شریعت محمود — چه بسازی که ربا بر ترنم دل
می سراید العشاق سرود سالش — مثبت حکم حق و ماحی دین باطل
۱۲۸۹

تاریخ نتیجہ فکر شاعر خوش سلیقہ و باشعور مولوی سید غفور احمد صاحب غفور سہسوانی

تصنیف ہوئی کتاب نادر — دل خون ہوا جس سے منکرین کا
تاریخ غفور نے جو چاہے — بولا ہاتف چراغ دین کا
۱۲ ۸۹

نتیجہ طبع جودت و فطانت لمع مولوی سید عبد الباقی صاحب سہسوانی

این کتابیست آنکه تعریفش — ہست خارج ز عد و حد حساب
گفت باقی ز بہر تاریخش — ماحیٔ دا د خوب خوب جواب
۱۲ ۸۹

تاریخ تراویدہ قلم منبع جود و کرم مفتی سید عسکری احمد صاحب سہسوانی

لکھا منشی بے بدل نے رسالہ — مضامین ہیں جسکے معانی ہیں فاخر
لکھی عسکری نے یہہ تاریخ اوسکی — عجب قول فیصل کیا ہیگا آخر
۱۲ ۸۹

تاریخ ریختہ قلم مولوی سید علی صاحب حیدر سلمہ اللہ رئیس سہسوان

بدعتی دید چو این طرفہ کتاب حیدر — کرد اقرار بحقیت حق سنت
دل ز جان کند و بانصاف برآے تاریخ — بر ملا گفت زہے قاطع بیخ بدعت
۱۲ ۸۹

تاریخ فکر صائب منشی محمد عبد الباسط صاحب سہسوانی

ایکہ نام حسین معتقد علم — تا مرا زو یافت مکتب مذہب
کرد تصنیف بے نظیر کتاب — جملہ حلال مطالب مذہب

اہل دین پای قول ہست بجان
راست اثبت مذہب مذہبا

گشت سیراب چون از بن باسط
گفت تاریخ مستغرب مذہب
۱۲۸۹

تاریخ بلنظیر و بیمثال نتیجہ طبع شاعر خوش مقال دانای رموز باطن و ظاہر چودہری نادر حسین متخلص بہ نادر رئیس سہسوان

دیکھا جو اس رسالہ نادر وجود نے
اک ایک لفظ و حرف کو نادر حسین نے

معنی طراز کلک نے تاریخ کی رقم
نازک جواب لکھے ہیں فاخر حسین نے
۱۲۸۹

تاریخ ریختہ قلم اعجاز رقم جناب شیخ وحید الدین حسین صاحب متخلص وحید رئیس قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور تہانہ دار سہسوان

جو فاخر نے لکھا رسالہ زیبا
ہے سومنان خوری الاتقا

وحید اوسکی تاریخ لکھتا یہ ہے
کہ فاخر لکھا قول فیصل بجا
۱۲۸۹ ہجری

قطعہ منجانب محمد مولے بخش صاحب مہتمم مطبع

نسخہ جو نوشت فاخر نکتہ سنج
کرد افزون منکرین را اندوہ و رنج

طبع شد قانون آخر لو دو سال
کز دو شت صد ہفتاد و پنج
۱۸۷۵